BNSO401DCT

شادی، خاندان اور قرابت داری

(Marriage, Family and Kinship)

بی۔اے۔(آنرس)

چار سالہ پروگرام

چوتھا سمسٹر (سماجیات)

مرکز برائے فاصلاتی و آن لائن تعلیم

مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی

حیدرآباد-32، تلنگانہ، بھارت

Copyright © 2026, Maulana Azad National Urdu University, Hyderabad

All right reserved. No part of this publication may be reproduced or transmitted in any form or by any means, electronically or mechanically, including photocopying, recording or any information storage or retrieval system, without prior permission in writing form the publisher (registrar@manuu.edu.in)

ISBN	:	978-81-689664-2-0
Course	:	Marriage, family and Kinship
First Edition	:	July 2026
Copies	:	1500
Price	:	205/- (The price of the book is included in admission fee of distance mode students.)

Course Coordinator

Dr. Malik Raihan Ahmad, Assistant Professor (Sociology), CDOE, MANUU, Hyderabad

Editorial Board/Editors

Dr. Malik Raihan Ahmad,
Assistant Professor (Sociology),
CDOE, MANUU, Hyderabad

Dr**. Imtiyaz Ahmad**,
Asst, Professor, Sociology (C),
CDOE, MANUU

Dr. Ghulam Jeelani,
Asst. Professor (Sociology),
Jammu & Kashmir

Syed Aasim Sohail
Dept. of Sociology, MANUU

Production

Prof. Nikhath Jahan,
Professor (Urdu),
CDOE MANUU

Mr. P Habibulla,
Assistant Registrar, Purchase & Stores Section, MANUU

Dr. Mohd Akmal Khan,
Assistant Professor (Cont),
CDOE MANUU

Mohd Abdul Naseer,
Section Officer,
CDOE MANUU

Shaik Ismail, UDC,
CDOE, MANUU

Syed Faheemuddin, LDC,
Purchase & Stores Section, MANUU

On behalf of the Registrar, Published by:

Centre for Distance and Online Education

Maulana Azad National Urdu University
Gachibowli, Hyderabad-500032 (TG), India
Director: dir.dde@manuu.edu.in; Publication: ddepublication@manuu.edu.in
Phone No.: 040-23008314, Website: www.manuu.edu.in

CRC prepared by the Ibrahim Akram Siddique (DEO), CDOE, MANUU.

Printed at: Print Time & Business Enterprises, Hyderabad.

فہرست

پیغام	وائس چانسلر، مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی	5
پیغام	ڈائرکٹر، مرکز برائے فاصلاتی و آن لائن تعلیم	6
کورس کا تعارف	کورس کوآرڈی نیٹر	7

اکائی نمبر	اکائی کا نام	مصنف	صفحہ نمبر
1۔	خاندان اور کنبہ کا تصور	ڈاکٹر غلام جیلانی	9
2۔	خاندان: ساخت اور تبدیلی		21
3۔	صنفی کردار اور خاندان	ڈاکٹر بدر افشاں	31
4۔	عصری سماج میں خاندان کی مطابقت	ڈاکٹر غلام جیلانی	46
5۔	قرابت داری کا تصور اور اقسام	ڈاکٹر امتیاز احمد	55
6۔	قرابت داری کے مطالعہ کی طرز رسائیاں		66
7۔	نسب، صنفی کردار اور امتیاز		77
8۔	شمالی اور جنوبی ہند میں قرابت داری		88
9۔	شادی: تعریف، تصور اور اقسام	ڈاکٹر فرحان عابدی، ڈاکٹر امتیاز احمد	100
10۔	ہندو، مسلم، سکھ اور عیسائی کے شادی نظام	ڈاکٹر شکیل احمد، سیف الاسلام	110
11۔	دلہن کی رقم اور جہیز	محمد الطاف	120
12۔	طلاق	ڈاکٹر محمد احتشام اختر	134
13۔	نئی تولیدی ٹیکنالوجی	سیف الاسلام	142
14۔	شادی اور نقل مکانی		152
15۔	خاندان اور کام: انتخاب اور اختیار کا مسئلہ		162
16۔	ایل جی بی ٹی کیو آئی اے+ کے تناظرات		174
	نمونہ امتحانی پرچہ		186

مصنفین کی تفصیلات

(Writer's Details)

Writer's Name	مصنف کے نام
Dr. Ghulam Jeelani, Asst. Professor (Sociology), Jammu & Kashmir	**ڈاکٹر غلام جیلانی**، اسسٹنٹ پروفیسر (سماجیات)، جموں و کشمیر
Dr. Badre Afshan, Asst. Professor, Dept. of Sociology,Jamia Millia Islamia, New Delhi	**ڈاکٹر بدر افشاں**، اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ سماجیات، جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی
Dr. Imtiyaz Ahmad, Asst, Professor, Sociology (C), CDOE, MANUU	**ڈاکٹر امتیاز احمد**، اسسٹنٹ پروفیسر، سماجیات (کانٹریکچول)، مرکز برائے فاصلاتی و آن لائن تعلیم، مانو
Dr. Shakeel Ahmed, Asst. Professor, Dept. of Sociology, Oriental College Patna City, Patna. **Saiful Islam**, Research Associate, CSR, New Delhi	**ڈاکٹر شکیل احمد**، اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ سماجیات، اورینٹل کالج پٹنہ سٹی، پٹنہ **سیف الاسلام**، ریسرچ اسوسی ایٹ، سی۔ایس۔آر، نئی دہلی
Mohd. Altaf, Research Scholar, Dept. of Sociology, MANUU, Hyd.	**محمد الطاف**، ریسرچ اسکالر، شعبہ سماجیات، مانو، حیدرآباد
Dr. Mohd. Ehtesham Akhtar, Asst. Professor, Dept. of Sociology, MANUU, Hyd	**ڈاکٹر محمد احتشام اختر**، اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ سماجیات، مانو، حیدرآباد
Saiful Islam, Research Associate, CSR, New Delhi	**سیف الاسلام**، ریسرچ اسوسی ایٹ، سی۔ایس۔آر، نئی دہلی
Dr. Farhan Abedi, Asst. Professor, Dept. of Sociology, Jauhar University, Rampur. **Dr. Imtiyaz Ahmad**, Asst, Professor, Sociology (C), CDOE, MANUU	**ڈاکٹر فرحان عابدی**، اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ سماجیات، محمد علی جوہر یونیورسٹی، رام پور **ڈاکٹر امتیاز احمد**، اسسٹنٹ پروفیسر، سماجیات (کانٹریکچول)، سی ڈی اوای، مانو

ٹائٹل پیج(Title Page):

ابراہیم اکرم صدیقی (ڈی ای او)، سی ڈی اوای

پیغام

مولانا آزاد نیشنل اُردو یونیورسٹی 1998 میں وطنِ عزیز کی پارلیمنٹ کے ایکٹ کے تحت قائم کی گئی۔ اس کے چار نکاتی مینڈیٹس یہ ہیں۔ (1) اردو زبان کی ترویج و ترقی (2) اردو میڈیم میں پیشہ ورانہ اور تکنیکی تعلیم کی فراہمی (3) روایتی اور فاصلاتی تدریس سے تعلیم کی فراہمی اور (4) تعلیم نسواں پر خصوصی توجہ۔ یہ وہ بنیادی نکات ہیں جو اِس مرکزی یونیورسٹی کو دیگر مرکزی جامعات سے منفرد اور ممتاز بناتے ہیں۔ قومی تعلیمی پالیسی 2020 میں بھی مادری اور علاقائی زبانوں میں تعلیم کی فراہمی پر کافی زور دیا گیا ہے۔

اُردو کے ذریعے علوم کو فروغ دینے کا واحد مقصد و منشا اُردو داں طبقے تک عصری علوم کو پہنچانا ہے۔ ایک طویل عرصے سے اُردو کا دامن علمی مواد سے لگ بھگ خالی رہا ہے۔ کسی بھی کتب خانے یا کتب فروش کی الماریوں کا سرسری جائزہ اس بات کی تصدیق کر دیتا ہے کہ اُردو زبان سمٹ کر چند ''ادبی'' اصناف تک محدود رہ گئی ہے۔ یہی کیفیت اکثر رسائل واخبارات میں دیکھنے کو ملتی ہے۔ اُردو قاری اور اُردو سماج دورِ حاضر کے اہم ترین علمی موضوعات سے نابلد ہیں۔ چاہے یہ خود ان کی صحت و بقا سے متعلق ہوں یا معاشی اور تجارتی نظام سے، یا مشینی آلات ہوں یا ان کے گرد و پیش ماحول کے مسائل ہوں، عوامی سطح پر اِن شعبہ جات سے متعلق اردو میں مواد کی عدم دستیابی نے عصری علوم کے تئیں ایک عدم دلچسپی کی فضا پیدا کر دی ہے۔ یہی وہ چیلنجز ہیں جن سے اُردو یونیورسٹی کو مؤثر انداز میں نمٹنا ہے۔ نصابی مواد کی صورت حال بھی کچھ مختلف نہیں ہے۔ اِسکولی سطح پر اُردو کتب کی عدم دستیابی کے چرچے ہر تعلیمی سال کے شروع میں زیر بحث آتے ہیں۔ چوں کہ اُردو یونیورسٹی کا ذریعہ تعلیم اُردو ہے اور اس میں عصری علوم کے تقریباً سبھی اہم شعبہ جات کے کورسز موجود ہیں لہٰذا اِن تمام علوم کے لیے نصابی کتابوں کی تیاری اِس یونیورسٹی کی اہم ترین ذمہ داری ہے۔

مجھے اِس بات کی بے حد خوشی ہے کہ یونیورسٹی کے ذمہ داران بشمول اساتذہ کرام کی انتھک محنت اور ماہرین علم کے بھرپور تعاون کی بنا پر کتب کی اشاعت کا سلسلہ بڑے پیمانے پر شروع ہو چکا ہے۔ ایک ایسے وقت میں جب کہ ہماری یونیورسٹی اپنی تاسیس کی 25 ویں سالگرہ منا رہی ہے، مجھے اس بات کا انکشاف کرتے ہوئے بہت خوشی محسوس ہو رہی ہے کہ یونیورسٹی کا مرکز برائے فاصلاتی اور آن لائن تعلیم از سر نو اپنی کارکردگی کے نئے سنگِ میل کی طرف رواں دواں ہے اور مرکز برائے فاصلاتی اور آن لائن تعلیم کی جانب سے کتابوں کی اشاعت اور ترویج میں بھی تیزی پیدا ہوئی ہے۔ نیز ملک کے کونے کونے میں موجود تشنگانِ علم فاصلاتی تعلیم کے مختلف پروگراموں سے فیضیاب ہو رہے ہیں۔ گرچہ گزشتہ برسوں کے دوران کووڈ کی تباہ کن صورتِ حال کے باعث انتظامی امور اور ترسیل و ابلاغ کے مراحل بھی کافی دشوار کن رہے تاہم یونیورسٹی نے اپنی حتی المقدور کوششوں کو بروئے کار لاتے ہوئے مرکز برائے فاصلاتی اور آن لائن تعلیم کے پروگراموں کو کامیابی کے ساتھ روبہ عمل کیا ہے۔ میں یونیورسٹی سے وابستہ تمام طلبا کو یونیورسٹی سے جڑنے کے لیے صمیم قلب کے ساتھ مبارک باد پیش کرتے ہوئے اس یقین کا اظہار کرتا ہوں کہ ان کی علمی تشنگی کو پورا کرنے کے لیے مولانا آزاد اردو یونیورسٹی کا تعلیمی مشن ہر لمحہ ان کے لیے راستے ہموار کرے گا۔

پروفیسر سید عین الحسن

وائس چانسلر

پیغام

موجودہ دور میں فاصلاتی طریقۂ تعلیم کو پوری دنیا میں ایک انتہائی کار گر اور مفید طریقۂ تعلیم کی حیثیت سے تسلیم کیا جاچکا ہے اور اس طریقۂ تعلیم سے بڑی تعداد میں لوگ مستفید ہو رہے ہیں۔ مولانا آزاد نیشنل اُردو یونیورسٹی نے بھی اپنے قیام کے ابتدائی دنوں ہی سے اردو آبادی کی تعلیمی ضروریات کے پیش نظر فاصلاتی طرز تعلیم کو متعارف کرایا۔ مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی کا آغاز 1998 میں مرکز برائے فاصلاتی اور آن لائن تعلیم سے ہوا اور 2004 میں باقاعدہ روایتی طرز تعلیم (Regular Courses) کا آغاز ہوا اور بعد ازاں متعدد روایتی تدریس کے شعبہ جات قائم کیے گئے۔

ملک میں تعلیمی نظام کو بہتر انداز سے جاری رکھنے میں یو جی سی کا مرکزی کردار رہا ہے۔ فاصلاتی تعلیم (ODL) کے تحت جاری مختلف پروگرام UGC-DEB سے منظور شدہ ہیں۔ UGC-DEB اس بات پر زور دیتا رہا ہے کہ فاصلاتی نظام تعلیم کے نصابات اور نظامات کو روایتی نظامِ تعلیم کے نصابات اور نظامات سے کما حقہ ہم آہنگ کر کے فاصلاتی تعلیم کے طلبا کے معیار کو بلند کیا جائے۔ چوں کہ مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی فاصلاتی اور روایتی طرزِ تعلیم کی جامعہ (Dual Mode University) ہے، لہٰذا اس مقصد کے حصول کے لیے یو جی سی۔ ڈی ای بی کے رہنمایانہ اصولوں کے مطابق (CBCS) Credit Based Credit System نظام متعارف کرایا گیا اور خود اکتسابی مواد (Self-Learning Material) از سرِ نو، جس میں یو جی اور پی جی طلبا کے لیے چھ بلاک چوبیس اکائیوں اور چار بلاک سولہ اکائیوں پر مشتمل نئے طرز کی ساخت پر تیار کیا گیا ہے۔

مرکز برائے فاصلاتی اور آن لائن تعلیم یو جی، پی جی، بی ایڈ، ڈپلوما اور سرٹیفکیٹ کورسز پر مشتمل جملہ اٹھارہ (18) کورسز چلا رہا ہے۔ ساتھ ہی تکنیکی ہنر پر مبنی کورسز بھی شروع کیے جا رہے ہیں۔ متعلمین کی سہولت کے لیے ملک کے مختلف حصوں میں 9 علاقائی مراکز بنگلورو، بھوپال، دربھنگہ، دہلی، کولکاتا، ممبئی، پٹنہ، رانچی اور سری نگر اور 6 ذیلی علاقائی مراکز حیدر آباد، لکھنؤ، جموں، نوح، وارانسی اور امراوتی کا ایک بہت بڑا نیٹ ورک موجود ہے۔ اس کے علاوہ وجے واڑہ میں ایک ایکسٹنشن سنٹر بھی قائم کیا گیا ہے۔ ان مراکز کے تحت سرِ دست 163 سے زیادہ متعلم امدادی مراکز (Learner Support Centres) نیز 20 پروگرام سنٹرس (Programme Centres) کام کر رہے ہیں، جو طلبا کو تعلیمی اور انتظامی مدد فراہم کرتے ہیں۔ مرکز برائے فاصلاتی اور آن لائن تعلیم اپنی تعلیمی اور انتظامی سرگرمیوں میں آئی سی ٹی کا بھرپور استعمال کرتا ہے، نیز اپنے تمام پروگراموں میں داخلے صرف آن لائن طریقے ہی سے دے رہا ہے۔

مرکز برائے فاصلاتی اور آن لائن تعلیم کی ویب سائٹ پر متعلمین کو خود اکتسابی مواد کی سافٹ کاپیاں بھی فراہم کی جا رہی ہیں، نیز آڈیو۔ ویڈیو ریکارڈنگ کا لنک بھی ویب سائٹ پر فراہم کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ متعلمین کے درمیان رابطے کے لیے ای میل اور وہاٹس ایپ گروپ کی سہولت فراہم کی گئی ہے، جس کے ذریعے متعلمین کو پروگرام کے مختلف پہلوئوں جیسے کورس کے رجسٹریشن، مفوضات، کونسلنگ، امتحانات وغیرہ کے بارے میں مطلع کیا جاتا ہے۔ پچھلے دو سال سے ریگولر کاؤنسلنگ کے علاوہ ایڈیشنل ریمیڈیل آن لائن کاؤنسلنگ مہیا کی جا رہی ہے تاکہ طلبا کے تعلیمی معیار کو بلند کیا جاسکے۔

امید ہے کہ ملک کی تعلیمی اور معاشی حیثیت سے پچھڑی اردو آبادی کو عصری تعلیم کے مرکزی دھارے سے جوڑنے میں مرکز برائے فاصلاتی اور آن لائن تعلیم کا بھی نمایاں رول ہوگا۔ آنے والے دنوں میں تعلیمی ضروریات کے پیش نظر نئی تعلیمی پالیسی (NEP-2020) کے تحت مختلف کورسز میں تبدیلیاں کی جائیں گی اور امید ہے کہ یہ فاصلاتی نظام کو زیادہ مؤثر و کار گر بنانے میں مددگار ثابت ہوگی۔

پروفیسر محمد رضا اللہ خان

ڈائرکٹر، مرکز برائے فاصلاتی و آن لائن تعلیم

کورس کا تعارف

زیر نظر کتاب سماجیات کے ان طالب علموں کے لیے بطور خاص تیار کی گئی ہے جنہوں نے مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی میں داخلہ لیا ہے۔ یہ کتاب چار کریڈیٹ کی ہے اور بی۔اے کے چوتھے سمسٹر کے نصاب کا حصہ ہے۔

اس کتاب میں شامل مضامین کا مقصد طالب علم کو شادی، بیاہ، قرابت داری اور خاندان کے مختلف طریقوں سے آگاہ کرانا ہے۔

ہندوستان ایک وسیع ملک ہے، لہٰذا یہاں سماجی نوع پایا جاتا ہے۔ مختلف علاقائی اور مذہبی گروہوں میں شادی بیاہ، قرابت داری اور خاندان سے متعلق مختلف روایات اور ڈھانچے پائے جاتے ہیں۔ ان میں مستقل تبدیلیاں ہوتی ہیں۔ اس پرچے کے ذریعہ طالب علم کو ان روایات، ڈھانچوں اور ان میں ہونے والی تبدیلیوں سے آگاہ کرانا ہے۔

کتاب کی تیاری میں اس بات کی کوشش کی گئی ہے کہ طالب علم بغیر استاد کے کتاب کو بخوبی سمجھ سکے اور ان کو اپنی زندگی میں استعمال کر سکے۔

ڈاکٹر ملک ریحان احمد

کورس کوآرڈی نیٹر

شادی، خاندان اور قرابت داری

(Marriage, Family and Kinship)

اکائی 1۔ خاندان اور کنبہ کا تصور

(Concept of Family & Household)

اکائی کے اجزا

1.0 تمہید

1.1 مقاصد

1.2 خاندان کی تعریف

1.3 خاندان کی خصوصیات

1.4 خاندان کے سماجی افعال

1.5 کنبہ کی تعریف

1.6 کنبہ کی خصوصیات

1.7 کنبہ کے سماجی افعال

1.8 خاندان اور کنبہ کے درمیان فرق

1.9 خاندان اور کنبہ کی اقسام

1.10 اکتسابی نتائج

1.11 کلیدی الفاظ

1.12 نمونہ امتحانی سوالات

1.13 تجویز کردہ اکتسابی مواد

1.0 تمہید(Introduction)

خاندان اور کنبے کا تصور انسانی معاشرے سے گہرا جڑا ہوا ہے اور یہ زمانہ قدیم سے انسانی تہذیب کا سنگ بنیاد رہا ہے۔ یہ دو بنیادی عناصر ہیں جو انسانی معاشرے میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے ہیں۔ یہ عناصر خونی رشتوں اور جذباتی بندھنوں کی اہمیت کو نہ صرف دریافت کرتے ہیں بلکہ خاندان کے افراد کو ایک دوسرے کے ساتھ جوڑتے ہیں۔ خاندان ایک سماجی ادارہ ہے جو انفرادی شناخت کو تشکیل دینے، جذباتی مدد فراہم کرنے اور آنے والی نسلوں کی نشوونما میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ خاندان اور کنبہ ایک دوسرے سے جڑے ہوئے تصورات ہیں، پھر بھی

وہ الگ الگ معنی رکھتے ہیں۔ لفظ "خاندان" رومن لفظ "Famulus" سے لیا گیا ہے جس کا مطلب نوکر ہے۔ رومن قانون میں، یہ لفظ غلاموں اور نوکروں کے ساتھ شادی سے جڑے ہوئے افراد کو بھی ظاہر کرتا ہے۔ خاندان سے مراد افراد کا ایک ایسا گروہ ہے جو اکثر جذباتی، حیاتیاتی رشتوں، محبت، تعاون اور تعلق کے احساس سے ایک دوسرے کے ساتھ بندھا ہوا ہے۔ یہ ایک ایسی اکائی ہے جہاں ممبران ایک دوسرے کی پرورش، نگہداشت بھی کرتے ہیں اور مضبوط رشتوں کی اقدار کو فروغ دیتے ہیں۔ دوسری طرف کنبہ سے مراد رہائشی جگہ سے ہے جس پر لوگوں کا ایک گروہ قبضہ کرتا ہے چاہے وہ متعلقہ ہوں یا نہ ہوں۔ اس میں شامل افراد رہائش کے انتظامات، وسائل اور ذمہ داریوں کو بانٹتے ہیں۔ ایسے خاندان کے افراد میں رشتے دار اور غیر رشتہ دار دونوں شامل ہو سکتے ہیں۔

1.1 مقاصد (Objectives)

اس اکائی کا مقصد خاندان اور کنبہ (Family and Household) کے تصور کو بیان کرنا ہے۔ اس اکائی کا مطالعہ کرنے سے طلباء اس قابل ہو جائیں گے کہ

- خاندان اور کنبہ کی تعریف کر سکیں۔
- خاندان اور کنبہ کی خصوصیات کو سمجھ سکیں۔
- خاندان اور کنبہ کے موضوع پر بحث کر سکیں۔

1.2 خاندان کی تعریف (Definitions of Family)

خاندان ایک بنیادی سماجی ادارہ ہے جو خون کے رشتوں، شادی، گود لینے، یا مضبوط جذباتی بندھنوں سے جڑے افراد کا ایک گروہ ہے۔ یہ ایک ایسا ادارہ ہے جو محبت، دیکھ بھال، جسمانی، جذباتی اور سماجی ترقی کے لیے پرورش کا ماحول فراہم کرتا ہے۔ خاندان افراد کے اقدار، عقائد، اور ثقافتی شناخت کو تشکیل دینے کے ساتھ ساتھ سماجی تربیت اور زندگی کی مہارتیں فراہم کرنے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ خاندان حیاتیاتی رابطوں سے آگے بڑھتے ہوئے متنوع ڈھانچے کو اپناتا ہے جو جدید سماج کی بدلتی ہوئی حرکیات کی عکاسی کرتا ہے۔

مختلف سماجی ماہرین نے خاندان کی متنوع تعریفیں پیش کی ہیں جو اس بنیادی سماجی ادارے کی پیچیدگی اور ارتقا کی عکاسی کرتی ہیں۔

1۔ **امائل درکھائم (Emile Durkheim):** درکھائم خاندان کو سماج کی بنیادی اکائی (Basic Unit) کے طور پر دیکھنے کے ساتھ ساتھ اخلاقی اقدار اور سماجی اصولوں کو ابھارنے میں اس کے کردار پر زور دیتے ہیں۔ انہوں نے خاندان کو ایک سماجی گروہ کے طور پر بیان کیا ہے جس کی خصوصیات باہمی پیار، تعاون، یکجہتی کے احساس، جذباتی رشتوں اور مشترکہ تجربات سے جڑا ہوا ہے۔

2۔ **جارج مرڈاک (George Murdock):** مرڈاک کی تعریف خاندان کے فعال پہلوؤں پر مرکوز ہے۔ اس نے خاندان کو ایک سماجی اکائی کے طور پر سمجھا جو ضروری افعال کو پورا کرتا ہے جیسے کہ افزائش، تربیت اور جنسی رویے کے ضابطے وغیرہ ہیں۔ مرڈاک کے مطابق خاندان ایک سماجی گروہ ہے جس کی خصوصیت مشترکہ رہائش، اقتصادی تعاون اور تولید ہے۔ اس میں دونوں جنسوں کے بالغ

افراد شامل ہوتے ہیں جو سماجی طور پر منظور شدہ جنسی تعلق کو برقرار رکھتے ہیں اور جنسی طور پر ایک یا ایک سے زیادہ بچے گود لیتے ہیں۔

3۔ **ٹالکٹ پارسن (Talcott Parsons):** اس نے خاندان کے کردار اور افعال پر زور دیا ہے۔ پارسن کے مطابق اہم کردار عام طور پر شوہر یا والد کے پاس آتا ہے جس میں معاشی ذمہ داریاں اور فیصلہ سازی شامل ہوتی ہے۔ پارسن نے یہ بھی استدلال کیا کہ خاندان ایک 'فیکٹری' یا ایک ایسا ادارہ ہے جو تحفظ، باہمی تعاون کے ساتھ ساتھ انسانی شخصیت تیار کرتا ہے۔ خاندان کے علاوہ کسی اور ادارے کا تصور نہیں کیا جا سکتا جو یہ سیاق و سباق فراہم کر سکے۔

4۔ **ڈیوس (Davis)** کے مطابق خاندان لوگوں کا ایک گروہ ہے جس کے افراد آپسی تعلقات اور ہم آہنگی پر مبنی ہوتے ہیں اور ان کا آپسی رشتہ ہوتا ہے۔

5۔ **ایم۔ایف نمکاف (M. F Nimkoff)** کا کہنا ہے کہ خاندان ایک حیاتیاتی سماجی اکائی ہے جو شوہر، بیوی اور بچوں پر مشتمل ہے۔

6۔ **اسٹیفنی کونٹز (Stephanie Coontz):** کے نقطہ نظر نے خاندان کے تاریخی اور ثقافتی تناظر پر زور دیا ہے۔ اس نے خاندان کو ایک متحرک ادارے کے طور پر دیکھا ہے جو وقت کے ساتھ ساتھ سماجی تبدیلیوں، معاشی تبدیلیوں اور صنفی کردار کے مطابق تیار ہوتا ہے۔ کونٹز نے اس بات پر روشنی ڈالی ہے کہ خاندانی ڈھانچے جامد نہیں ہوتے بلکہ کسی خاص ضروریات اور اقدار کے مطابق ہوتے ہیں۔

اس طرح مختلف ماہرین سماجیات کی یہ تعریفیں خاندان کا ایک جامع نظریہ پیش کرتی ہیں۔ جس میں خاندان کے اخلاقی افعال اور کردار سے لے کر اس کی معنویت اور تنوع شامل ہیں جو سماج کی تشکیل میں خاندانی پیچیدگیوں کو مختلف زاویوں سے سمجھنے میں ہماری رہنمائی کرتی ہیں۔

1.3 خاندان کی خصوصیات (Characteristics of Family)

خاندان کی چند خصوصیات کو جو درج ذیل میں بیان کیا گیا ہے:

1۔ خاندان ایک عالمگیر گروہ ہے جو کسی نہ کسی شکل میں ہر سماج میں پایا جاتا ہے چاہے وہ قدیم ہو یا جدید۔

2۔ خاندان شادی پر مبنی ہے جس میں دو مخالف بالغ جنس کے درمیان ملن کا رشتہ ہوتا ہے۔

3۔ ہر خاندان فرد کو ایک نام فراہم کرتا ہے جو اس کی شناخت کا ذریعہ ہے۔

4۔ خاندان وہ گروہ ہے جس کے ذریعے نسب کا پتہ لگایا جا سکتا ہے۔

5۔ خاندان ایک فرد کی بنیادی تربیت میں سب سے اہم اور بنیادی گروہ کی حیثیت رکھتا ہے۔

6۔ خاندان عام طور پر سائز میں محدود ہوتا ہے، جیسے بڑا خاندان، مشترکہ خاندان، توسیع شدہ خاندان وغیرہ۔

7۔ خاندان سماج کا سب سے اہم گروہ ہے۔ اس کو تمام اداروں، تنظیموں اور گروہوں کا مرکز مانا جاتا ہے۔

8۔ خاندان جذبات پر مبنی ہے جس میں میل ملاپ، پرورش، برادرانہ عقیدت، محبت اور پیار خاندانی رشتوں کی بنیاد ہیں۔

9۔ خاندان جذباتی اور اقتصادی تعاون کی اکائی ہے جس میں ہر فرد اپنے فرائض اور ذمہ داریاں انجام دیتا ہے۔

10۔ ہر خاندان مختلف سماجی کرداروں پر مشتمل ہوتا ہے، جیسے شوہر، بیوی، ماں، باپ، بچے، بھائی، بہن وغیرہ۔

1.4 خاندان کے سماجی افعال (Social Functions of Family)

1۔ سماجی ادارے سماجی استحکام کو برقرار رکھنے کے لیے کئی اہم کام انجام دیتے ہیں۔ اس طرح خاندان کی ایک عملی تفہیم ان طریقوں پر زور دیتی ہے جن میں خاندان ایک سماجی ادارے کے طور پر سماج کو ممکن بنانے میں مدد کرتا ہے۔ خاندان کئی اہم کارنامے انجام دیتا ہے۔ خاندان بچوں کو سماجی بنانے کی بنیادی اکائی ہے۔ کوئی بھی سماج انسانوں کی مناسب سماجی تربیت کے بغیر ناممکن ہے۔ خاندان سماج میں ایک بڑی اکائی ہے جس میں سماجی تربیت ہوتی ہے۔

2۔ دوسرا، خاندان مثالی طور پر اپنے ارکان کے لیے عملی اور جذباتی مدد کا ایک بڑا ذریعہ ہے۔ یہ انہیں خوراک، لباس، رہائش اور دیگر ضروری چیزیں فراہم کرتا ہے۔ اس کے علاوہ یہ پیار، سکون، جذباتی پریشانی کے وقت مدد بھی فراہم کرتا ہے جس کی ہم سب کو ضرورت ہے۔

3۔ تیسرا، بے حیائی کی ممانعت جو کہ زیادہ تر معاشروں میں پھیلی ہوئی ہے۔ خاندان بعض رشتہ داروں کے درمیان جنسی تعلقات کو ممنوع قرار دیتا ہے جو کنبوں کے اندر تنازعات کو کم کرنے میں مدد کرتا ہے۔ اس طرح خاندان مجموعی طور پر لوگوں کے درمیان سماجی تعلقات قائم کرتا ہے۔

4۔ چوتھا، خاندان اپنے ارکان کو سماجی شناخت فراہم کرتا ہے جو انسانی زندگی کے لیے اہم ہے۔ مثلاً بچے اپنے والدین کے سماجی طبقے، نسل، مذہب وغیرہ میں ہی پیدا ہوتے ہیں۔ سماج میں کچھ بچے اپنے والدین سے حاصل کردہ سماجی شناخت کی وجہ سے زندگی بھر فوائد حاصل کرتے ہیں جبکہ دوسروں کو بہت سی رکاوٹوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے کیونکہ وہ جس طبقے میں پیدا ہوتے ہیں وہ سماجی درجہ بندی کے نچلے طبقے میں آتے ہیں۔

1.5 کنبہ کی تعریف (Definitions of Household)

اگر سماجی نقطہ نظر سے دیکھا جائے تو کنبہ ایک بنیادی سماجی اکائی ہے جو انفرادی زندگی کے انتظامات اور روزمرہ کے معاملات کے لیے کام کرتا ہے۔ یہ لوگوں کا ایک گروہ ہے خواہ ان کا تعلق خون، شادی، یا انجمن کی دوسری شکلوں سے ہو، جو ایک مشترکہ رہائش، وسائل، ذمہ داریوں اور جذباتی مدد کو یکجا کرتا ہے۔ ماہرین عمرانیات مختلف سماج میں خاندانی ڈھانچے، کردار اور رشتوں کو سمجھنے کے لیے کنبوں کا مطالعہ کرتے ہیں۔ وہ اس بات کی کھوج کرتے ہیں کہ کس طرح کنبہ سماج کاری، ثقافتی اقدار کی منتقلی، اور سماجی تحلیق و نشو نما میں اہم رول ادا کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ خاندانی وسائل کی تقسیم، محنت کی تقسیم اور سماج کے اندر طاقت (Power) کی تقسیم میں ایک اہم کردار ادا کرتے ہیں جو سماجی زندگی کی پیچیدگیوں سے پردہ اٹھانے کی کوشش کرنے والے ماہرین عمرانیات کے لیے تحقیقات کا مرکز بناتے ہیں۔ جیسے جیسے سماج بدلتا اور ترقی کرتا ہے اسی طرح کنبے کا تصور بھی ثقافتی اصولوں، معاشی حقائق اور انفرادی طرز زندگی میں تبدیلیوں کی عکاسی کرتا ہے۔

سماجی تناظر کے لحاظ سے کنبہ کی تعریف مختلف ہو سکتی ہے۔ مختلف ماہرینِ سماجیات نے مختلف تشریحات پیش کیں ہیں لیکن کنبہ کے

تصور کے بارے میں کچھ عام نقطہ نظر درج ذیل ہیں:

1۔ **فنکشنلسٹ (Functionalists):** مفکرین کنبہ کو سماج کے ایک بنیادی ادارے کے طور پر دیکھتے ہیں جو مخصوص کام انجام دیتا ہے۔ وہ کنبہ کو ایک ایسی جگہ کے طور پر دیکھتے ہیں جہاں افراد ایک ساتھ رہتے ہیں اور بنیادی ضروریات، جیسے خوراک، پناہ گاہ، اور جذباتی مدد کو پورا کرنے کے لیے تعاون کرتے ہیں۔ اس نظریے میں، افراد کو سماجی بنانے اور سماجی نظام کو برقرار رکھنے میں کنبہ ایک اہم کردار ادا کرتا ہے۔

2۔ **فیمنسٹ ماہرین سماجیات (Feminist Sociologists):** یہ کنبہ کے صنفی پہلوؤں اور ان کے اندر طاقت اور وسائل کی غیر مساوی تقسیم پر زور دیتے ہیں۔ اس کے علاوہ یہ پدرانہ نظام، گھریلو تشدد، اور ان طریقوں کو تلاش کرتے ہیں جن میں خواتین کے کردار کی تعریف تاریخی طور پر کنبہ میں کی گئی ہے۔

3۔ **علامتی تعامل ماہرین(Symbolic Interactionists):** یہ اس بات میں دلچسپی رکھتے ہیں کہ کس طرح کنبہ کے افراد اپنی سماجی حقیقت کی تشکیل اور تشریح کرتے ہیں۔ روزانہ بات چیت کے ذریعے کس طرح وہ خاندانی کرداروں اور رشتوں سے منسلک رہتے ہیں۔ یہ نقطہ نظر اس بات کو سمجھنے میں معاون ثابت ہوتا ہے کہ افراد گھریلو تناظر میں اپنی شناخت اور کردار کیسے تیار کرتے ہیں۔

4۔ **مابعد جدیدیت پسند (Postmodernists):** یہ مفکرین کنبہ کے روایتی تصورات کو چیلنج کرتے ہیں۔ وہ یہ دلیل دیتے ہیں کہ کنبہ تیزی سے متنوع اور پیچیدہ بن گیا ہے۔ جدید سماج کس طرح خاندان کے تصور کو از سر نو متعین کرتا ہے اس کو سمجھنے کے لیے وہ غیر روایتی زندگی کے انتظامات کا جائزہ لیتے ہیں جیسے، واحد والدین کا خاندان (Single parent family)، غیر حیاتیاتی خاندان (Non-biological family) وغیرہ۔

5۔ **ماہر بشریات (Anthropologists):** یہ لوگ مختلف ثقافتوں اور معاشروں کے تناظر میں کنبے کا مطالعہ کرتے ہیں۔ وہ دیکھتے ہیں کہ کس طرح گھریلو ڈھانچے مختلف ثقافتوں اور تاریخی ادوار میں مختلف ہوتے ہیں۔ مختلف ترتیب میں کنبہ کے افعال اور کردار کے بارے میں بصیرت فراہم کرتے ہیں۔

یہ بات ذہن میں رکھنا ضروری ہے کہ کنبہ کی تعریف جامد نہیں ہے وقت کے ساتھ ساتھ سماج میں تبدیلی اور نئی سماجی، اقتصادی، اور ثقافتی حقیقتوں کے ڈھلنے کے ساتھ ساتھ اس کی تعریف بدلتی ہے۔ ہر سماجی نقطہ نظر اس بات کی منفرد بصیرت پیش کرتا ہے کہ وسیع تر سماجی نظام میں کنبے کیسے کام کرتے ہیں۔

1.6 کنبہ کی خصوصیات(Characteristics of Household)

کنبہ کی خصوصیات ان متعین خصوصیات اور صفات کا حوالہ دیتی ہیں جو عام طور پر بنیادی سماجی اکائی سے وابستہ ہوتی ہیں۔ ثقافتی، اقتصادی اور سماجی عوامل کی بنیاد پر درج ذیل خصوصیات کو بیان کیا گیا ہے:

1۔ **ایک ساتھ رہنا (Living Together):** کنبہ ایسے افراد پر مشتمل ہوتا ہے جو ایک ہی رہائش گاہ میں رہتے ہیں یا ایک ساتھ رہنے

کا اشتراک کرتے ہیں۔ اس میں خاندان کے افراد، جیسے والدین، بچے، اور رشتہ داروں کے ساتھ ساتھ مشترکہ رہائش گاہ میں ایک ساتھ رہنے والے غیر متعلق افراد شامل ہو سکتے ہیں۔

2۔ **مشترکہ وسائل (Shared Resources):** ایک کنبہ کے افراد اکثر اپنے وسائل، جیسے کہ آمدنی، خوراک، مشترکہ ضروریات اور اخراجات کو پورا کرنے کے لیے اکٹھے رہتے ہیں۔ وسائل کی یہ تقسیم ایک اکائی کے طور پر کنبے کی معاشی بہبود میں معاون ہے۔

3۔ **باہمی انحصار (Interdependence):** کنبہ کے افراد ایک دوسرے پر انحصار کرتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کے اعمال اور فیصلوں کا اثر پورے کنبے پر پڑ سکتا ہے۔ ہر فرد کی فلاح و بہبود اور کام کاج کا تعلق کنبہ کی مجموعی بہبود سے ہے۔

4۔ **کردار اور ذمہ داریاں (Roles and Responsibilities):** ہر کنبہ کے افراد کے عموماً مخصوص کردار اور ذمہ داریاں ہوتی ہیں۔ یہ کردار ثقافتی اصولوں اور سماجی توقعات سے تشکیل پاتے ہیں۔

5۔ **سماج کاری (Socialization):** کنبہ سماج کاری میں بنیادی ایجنٹ کے طور پر کام کرتا ہے جہاں افراد سماجی اصول، اقدار اور طرز عمل سیکھتے ہیں۔ ان ثقافتی عقائد اور طریقوں کو کنبہ کے افراد نوجوان نسل تک پہنچانے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

6۔ **جذباتی قوت (Emotional Support):** کنبہ اپنے ارکان کو جذباتی مدد اور قوت فراہم کرتا ہے۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں لوگ سکون، محبت اور تعلق کے احساس کی تلاش کرتے ہیں۔

7۔ **خاندانی ڈھانچہ (Family Structure):** خاندان مختلف شکلیں اختیار کر سکتا ہے، جیسے بنیادی خاندان (Nuclear family) جس میں والدین اور بچے آتے ہیں، توسیع شدہ خاندان جس میں بشمول بنیادی خاندان سے باہر کے رشتہ دار شامل ہوتے ہیں، واحد والدین کا خاندان (Single parents family) وغیرہ۔

8۔ **رہائشی استحکام (Residential Stability):** کنبے میں اکثر رہائشی استحکام کی سطح کا مظاہرہ ہوتا ہے اس کا مطلب یہ ہوا کہ افراد ایک ہی رہائش گاہ میں طویل مدت تک رہتے ہیں جس سے تسلسل اور استحکام کا احساس پیدا ہوتا ہے۔

9۔ **ہم آہنگی (Cohabitation):** جدید سماج کے کنبوں میں شریک حیات شامل ہوتے ہیں جہاں غیر شادی شدہ جوڑے مشترکہ رہائش گاہ میں رہتے ہیں۔

10۔ **تنوع اور تبدیلی (Diversity and Change):** کنبے کی خصوصیات مختلف ثقافتوں، خطوں اور تاریخی ادوار میں مختلف ہو سکتی ہیں۔ جیسے جیسے سماج ترقی کرتا ہے ان سماجی اور اقتصادی تبدیلیوں کے مطابق تو کنبوں کی ساخت اور حرکیات بھی بدل سکتی ہیں۔

11۔ **اقتصادی اکائی (Economic Unit):** کنبہ معاشی اکائی کے طور پر کام کرتا ہے جس میں مالی وسائل کا انتظام، گھریلو اخراجات، سرمایہ کاری سے متعلق فیصلے شامل ہیں۔

سماجیات، معاشیات، آبادیات اور عوامی پالیسی سمیت مختلف شعبوں کے لیے کنبے کی خصوصیات کو سمجھنا ضروری ہے۔ یہ خاندانی حرکیات، سماجی تعلقات، معاشی رویے، اور معاشروں کے مجموعی کام کے بارے میں بصیرت فراہم کرتا ہے۔

1.7 کنبہ کے سماجی افعال(Social Function of Household)

کنبہ کئی کاموں کے ساتھ ایک اہم اکائی کے طور پر کام کرتا ہے۔ یہ ایک بنیادی ادارہ ہے جو رہائش کی جگہ فراہم کرنے اور اپنے اراکین کی بنیادی ضروریات جیسے پناہ، رازداری وغیرہ کو پورا کرنے کا ذمہ دار ہے۔ یہ سماج کے نئے افراد کی افزائش اور سماج کاری میں اہم کردار ادا کرتا ہے کیونکہ کنبہ کے اندر، افراد سماجی بننے کے ساتھ ساتھ ثقافتی اصولوں، اقدار اور طرز عمل کو سیکھتے ہیں۔ جو ان کے وسیع تر سماجی تانے بانے میں انضمام کے لیے ضروری ہے۔ مزید برآں، کنبہ ایک اقتصادی اکائی کے طور پر بھی کام کرتا ہے جہاں وسائل کا انتظام، مالی وسائل کی تقسیم، محنت کی تقسیم، منصوبہ بندی، فیصلہ سازی کے ساتھ ساتھ خدمات کی پیداوار اور اخراجات بھی شامل ہے۔ کنبہ ایک ایسی جگہ ہے جہاں افراد سکون، محبت، دیکھ بھال، سمجھ، جذباتی بہبود اور ذہنی صحت کو فروغ دے سکتے ہیں۔ کنبہ سماجی اتحاد کا ایک بنیادی ایجنٹ بھی ہے کیونکہ افراد خاندان کے اندر اپنے بنیادی سماجی بندھن کو مضبوط کرتے ہیں اور خاندان کے دیگر افراد کے ساتھ روابط قائم کرتے ہیں۔ یہ باہمی تعلقات وسیع تر سماج کے اندر برادری اور یکجہتی کا احساس پیدا کرنے میں مدد کرتے ہیں۔

مزید برآں، کنبہ دیکھ بھال کی ذمہ داریاں سنبھالتا ہے، بچوں، خاندان کے بزرگ افراد، یا معذور لوگوں کو دیکھ بھال اور مدد فراہم کرتا ہے۔ یہ دیکھ بھال کا کام خاندان کی فلاح و بہبود اور مجموعی کام کے لیے ضروری ہے۔ اس طرح کنبہ ثقافتی ورثے کی ترسیل کے لیے ایک گاڑی کے طور پر بھی کام کرتا ہے۔ جس میں ثقافتی روایات، رسم و رواج اور علم نہ صرف ایک نسل سے دوسری نسل تک منتقل ہوتے ہیں بلکہ اپنی ثقافت، اقدار کے تحفظ کو تسلسل برقرار رکھتے ہیں۔

1.8 خاندان اور کنبہ کے درمیان فرق(Difference Between family and Household)

خاندان اور کنبہ آپس میں جڑے ہوئے ہیں لیکن یہ دونوں الگ الگ تصورات ہیں۔ خاندان سے مراد افراد کا ایک گروہ ہے جو خون کے رشتوں، شادی، گود لینے، یا مضبوط جذباتی بندھنوں پر مشتمل ہے۔ دوسری طرف کنبہ سے مراد رہائش سے ہے جہاں لوگوں کا ایک گروہ رہنے کی جگہوں اور وسائل کا اشتراک کرتے ہیں۔ کنبہ میں ایسے افراد بھی شامل ہو سکتے ہیں جو حیاتیاتی یا جذباتی طور پر وابستہ نہیں ہوتے لیکن مختلف وجوہات کی بناء پر اکٹھے رہتے ہیں جیسے ساتھی وغیرہ۔ لہذا خاندان جذباتی اور رشتہ دارانہ تعلقات پر زور دیتا ہے جبکہ ایک کنبہ مشترکہ رہائش کے انتظامات اور صحبت کے عملی پہلوؤں پر زور دیتا ہے۔

1.9 خاندان اور کنبہ کے اقسام(Forms of family and Household)

تاریخی طور پر خاندان دو بڑی شکلوں میں موجود رہا ہے۔ ایک توسیع شدہ خاندان اور دوسرا بنیادی خاندان ہے۔ تاہم خاندان کی صرف دو شکلیں نہیں ہیں بلکہ مختلف ہو سکتی ہیں جو وقت کے ساتھ ساتھ ہر سماج میں موجود رہتی ہیں۔

نسب(Descent)

نسب سے مراد ایسا نظام ہے جس کے ذریعے معاشرے/خاندان کے افراد نسلوں سے تعلق کا سراغ لگاتے ہیں۔ آباواجداد یا وراثت

کی بنیادپر خاندان کودواہم اقسام میں تقسیم کیاجاسکتاہے،یعنی(i)پدر سری خاندان(Patriarchal family)اور(ii)مادر سری خاندان(Matriarchal family)۔

1۔ **پدر سری خاندان(Patrilineal):** وہ خاندان جس کے افراد اپنے رشتہ داروں اور نسب کا پتہ باپ سے لگاتے ہیں۔ جائیداد مردانہ لائن کے ذریعے باپ سے بیٹوں میں منتقل ہوتی ہے۔ یہ خاندان کی سب سے عام شکلوں میں سے ایک ہے۔

2۔ **مادر سری خاندان(Matrilineal):** یہ ایساخاندان ہے جس کے افرادماں یاخاندان کی خواتین کے ذریعے اپنے رشتہ داری اور نسب کا پتہ لگاتے ہیں۔ جائیدادماں سے بیٹی کو زنانہ لائن کے ذریعے منتقل کی جاتی ہے۔ایسے خاندان میٹریلوکل(Matrilocal) بھی ہو سکتے ہیں۔ایساخاندان دنیا کے صرف مخصوص علاقوں میں پایاجاتاہے، جیسے شمال مشرقی ہندوستان کے گارو, خاصی، کیرالہ کے نائر قبائل وغیرہ۔

مندرجہ بالا دو قسم کے خاندان اگرچہ وراثت کے لحاظ سے مختلف ہیں لیکن ان میں مشترکہ جائیداد اور آمدنی، شریک رہائش، اجتماعیت، شریک عبادت اور بعض حقوق وفرائض کی انجام دہی میں کچھ اشتراک ہیں۔

رہائش گاہ(Residence)

خاندان کو شادی شدہ جوڑوں میں سے کسی ایک یادونوں کی طرف سے رہائش کے مقام کواپنانے کی بنیادپر درج ذیل اقسام میں تقسیم کیا جا سکتا ہے پیٹریلوکل (Patrilocal) (1) میٹریلوکل ,(Matrilocal) (2)نیولوکل ,(Neo-local) (3) اور ڈیولوکل(Duo-local) (4)

1۔ **پیٹریلوکل خاندان (Patrilocal Family):** ایساخاندان جس میں شادی کے بعد بیوی اپنے شوہر کے خاندان میں رہتی ہے۔ اس خاندان کووائرولوکل خاندان(Virilocal family) بھی کہاجاتاہے۔

2۔ **میٹریلوکل خاندان (Matrilocal Family):** اس میں شادی کے بعد شوہر اپنی بیوی کے گھر رہتاہے۔اس قسم کے خاندان کو اکسویریلوکل خاندان(Uxorilocal Family) بھی کہاجاتاہے۔

3۔ **نومقامی خاندان (Neo-Local Family):** جب شادی کے بعد شادی شدہ جوڑانئی جگہ پر رہتاہےاوراپنے والدین یااپنے رشتہ داروں سے آزاد خاندان قائم کرتاہے تواسے نومقامی خاندان کہاجاتاہے۔

4۔ **جوڑی مقامی خاندان (Duo-local Family):** اس قسم کے خاندان میں شادی کے بعد بیوی اپنی ماں کے خاندان کے ساتھ رہتی ہےاور شوہر اپنی ماں کے خاندان کے ساتھ رہتاہے۔لکشدیپ میں نائر قبیلہ جوڑی-مقامی خاندان کی مثال ہے۔

رکنیت(Membership)

خاندان میں پائے جانے والے افراد کی تعداد یا خاندان کے سائز کے مطابق خاندان کی درجہ بندی کی جاسکتی ہے۔ خاندان میں پائے جانے والے افراد خاندان کی شکل کاتعین کرتے ہیں۔افراد کی بنیادپر خاندان دو قسم کے ہو سکتے ہیں (1) بنیادی خاندان اور(2) توسیعی خاندان۔

1۔ **بنیادی خاندان (Nuclear family)** کی اصطلاح سے مراد شادی شدہ جوڑے اور ان کے زیر کفالت بچوں، یعنی ماں، باپ اور بچوں پر مشتمل اکائی سے ہے۔اس قسم کے بنیادی خاندان کو شمالی امریکہ اور یورپ میں عام خاندانی اکائی سمجھا جاتا ہے۔

2۔ **توسیعی خاندان (Extended family):** سے مراد ایسا خاندانی نظام ہے جس کے ایک ہی کنبہ میں کئی نسلیں رہتی ہیں۔اس میں نہ صرف شوہر، بیوی اور ان کی اولاد شامل ہوتی ہے بلکہ رشتے دار بھی شامل ہوتے ہیں جو ایک ساتھ رہتے ہیں اور انہیں خاندانی اکائی سمجھا جاتا ہے۔

جیون ساتھیوں کی تعداد(Number of Mates)

خاندان کی درجہ بندی شادی کے ذریعے ایک مرد یا عورت کے جیون ساتھیوں کی تعداد کے مطابق کی جاسکتی ہے، یعنی (1) یک زوجیت والا خاندان جسے (Monogamous family) اور (2) کثیر زوجیت والا خاندان جسے (Polygamous family) کہا جاتا ہے۔

1۔ **یک زوجیت والا خاندان (Monogamous family):** اس قسم کے خاندان میں ایک شوہر اور ایک بیوی ہوتے ہے۔

2۔ **کثیر زوجیت والا خاندان (Polygamous family):** اس میں ایک سے زیادہ بیوی یا ایک سے زیادہ شوہر ہوتے ہے۔

اقتدار(Authority)

یہ خاندان کی درجہ بندی کرنے کے سب سے اہم طریقوں میں سے ایک ہے۔اختیار کی بنیاد پر خاندان کی دو قسمیں ہوسکتی ہیں یعنی (1) پدر سری خاندان (Patriarchal Family): (2) مادر سری خاندان جسے (Matriarchal family) بھی کہا جاتا ہے۔

1۔ **پدر سری خاندان (Patriarchal Family):** ایسے خاندان کی سربراہی مرد کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔لفظ 'Patriarchy' کا لفظی مطلب باپ یا مرد کی حکمرانی یا غلبہ ہے۔یعنی وہ گھرانہ جس میں عورتیں، چھوٹے مرد، بچے اور گھریلو ملازم سب مرد کی حکمرانی کے تحت کام کرتے ہیں اور گھر کا سربراہ مانتے ہیں۔اس کے علاوہ مرد اس خاندان کے اندر خواتین کی جنسیت، محنت، پیداوار، تولید اور نقل و حرکت کو بھی کنٹرول کرتا ہے۔

2۔ **مادر سری خاندان (Matriarchal family):** یہ ایسا خاندان ہے جس میں خواتین کو خاندانی اکائی کے اندر بنیادی اختیار، طاقت اور فیصلہ سازی کا کردار حاصل ہوتا ہے۔اس نظام میں ماں یا سب سے بڑی خاتون شخصیت عام طور پر گھر کی سربراہ کے طور پر کام کرتی ہے۔مادر سری خاندان اکثر خواتین کی شراکت اور نقطہ نظر کو ترجیح دیتا ہے اور خواتین ارکان حکمرانی، معاشی سرگرمیوں اور ثقافتی طریقوں میں کلیدی کردار ادا کرتی ہیں۔

1.10 اکتسابی نتائج(Learning Outcome)

اس باب میں خاندان اور کنبہ کی تعریف اور خصوصیات کو بیان کیا گیا ہے۔مزید، اس باب میں خاندان اور کنبہ کے درمیان فرق،

سماجی افعال اور مختلف شکلوں کی وضاحت کی گئی ہے جن کی درجہ بندی نسب، رہائش کے انداز، کنبہ کے ارکان کی تعداد، جیون ساتھیوں کی تعداد اور اختیار کے مطابق کی گئی ہے۔ جیسا کہ آپ نے پڑھا ہے ہندوستان میں زیادہ تر خاندان پدر سری اور مقامی نوعیت کے ہیں۔ اگرچہ بنیادی خاندان ہندوستان کے بعض حصوں میں موجود ہیں۔ لیکن بڑی حد تک جدیدیت اور مرکزی دھارے کی معاشرتی تہذیب نے پٹر یلینل اور پٹر یلوکل خاندانوں کو راستہ دیا ہے۔ حالیہ دہائیوں میں خاندان اور کنبہ کی ساخت میں گہری تبدیلیاں آئی ہیں، جو معاشرے کی نوعیت اور افراد کی متنوع ضروریات اور خواہشات کی عکاسی کرتی ہیں۔ شادی میں تاخیر، طلاق کی بڑھتی ہوئی شرح، غیر روایتی چیزوں کی قبولیت میں اضافہ، شہری کاری، نقل مکانی اور صنفی کردار میں تبدیلی جیسے عوامل نے خاندان اور کنبہ کی تبدیلی میں اہم کردار ادا کیا ہے جیسے واحد والدین کا خاندان، مخلوط خاندان، ہم جنس پرست خاندان، اور کثیر نسل کے گھرانے وغیرہ شامل ہیں۔

1.11 کلیدی الفاظ (Keywords)

خاندان: خاندان جذباتی بندھنوں، مشترکہ تجربات اور باہمی تعاون سے جڑے افراد کا ایک گروہ ہے، جو خونی رشتوں کے علاوہ باقی افراد کو شامل کرتا ہے۔

بنیادی خاندان: اس سے مراد شادی شدہ جوڑے اور ان کے زیر کفالت بچوں، یعنی ماں، باپ اور بچوں پر مشتمل اکائی ہے۔

توسیعی خاندان: ایسا خاندانی نظام جس میں کئی نسلیں ایک ساتھ رہتی ہوں۔ اس میں نہ صرف شوہر، بیوی اور ان کی اولاد شامل ہوتی ہیں بلکہ رشتے دار بھی شامل ہوتے ہیں۔

سماجی کاری: یہ ایک ایسا عمل ہے جس میں فرد اپنے خاندان اور سماج کے ذریعے نہ صرف سماجی اصولوں، اقدار اور طرز عمل کو سیکھتا ہے بلکہ سماج میں اپنی شناخت اور کردار کو تشکیل بھی دیتا ہے۔

1.12 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

1۔ کثیر افراد کے گھرانوں میں عام طور پر کون ایک ساتھ رہتا ہے؟

a) غیر متعلقہ افراد گھر کا اشتراک کرتے ہیں
b) شادی شدہ جوڑا اور ان کے بچے
c) والدین، بچے اور دادا دادی
d) واحد والدین اور ان کے بچے

2۔ مندرجہ ذیل میں سے کون سا روایتی خاندانی ڈھانچہ نہیں ہے؟

a) بنیادی خاندان
b) واحد والدین خاندان
c) توسیعی خاندان
d) ہم جنس فیملی

3۔ واحد والدین کے کنبہ کے عروج میں کس آبادیاتی عنصر نے کردار ادا کیا ہے؟

a) غیر مادری اتحاد کی قبولیت میں اضافہ
b) شادی میں تاخیر
c) طلاق کی بڑھتی ہوئی شرح
d) ہجرت

4۔ کس اصطلاح سے مراد غیر شادی شدہ جوڑا ہے جو ایک پر عزم رشتے میں اکٹھے رہتے ہیں؟
a) صحبت
b) توسیعی خاندانی
c) بنیادی خاندان
d) ملاوٹ شدہ خاندان

5۔ ان خاندانوں کی وضاحت کے لیے کیا اصطلاح استعمال کی جاتی ہے جہاں بچے ایک حیاتیاتی والدین اور اس والدین کے نئے ساتھی کے ساتھ رہتے ہیں؟
a) توسیعی خاندان
b) ملاوٹ شدہ خاندان
c) بنیادی خاندان
d) ہم جنس خاندان

6۔ خاندانوں کے اندر خواتین کے بدلتے ہوئے کردار میں کس سماجی رجحان نے کردار ادا کیا ہے؟
a) شہر کاری۔
b) ہجرت۔
c) صنفی مساوات میں اضافہ۔
d) زرخیزی میں کمی۔

7۔ مندرجہ ذیل میں سے کون سا غیر روایتی خاندانی ڈھانچہ ہے؟
a) بنیادی خاندان۔
b) توسیعی خاندان۔
c) واحد والدین خاندان۔
d) کثیر الجہتی خاندان۔

8۔ درج ذیل میں سے کون سا خاندانی ڈھانچے پر شہری کاری کا اثر ہے؟
a) زرخیزی کی شرح میں اضافہ۔
b) رہائش پذیر شرح میں کمی۔
c) خاندانوں کی جغرافیائی تقسیم۔
d) طلاق کی شرح میں کمی۔

9۔ مندرجہ ذیل میں سے کون بنیادی خاندانی ڈھانچے کو بہترین طریقے سے بیان کرتا ہے؟
a) ایک خاندان کی تین نسلیں ایک ساتھ رہتی ہیں۔
b) ایک شادی شدہ جوڑا اور ان کے بچے ایک ساتھ رہتے ہیں۔
c) والدین میں سے کوئی ایک جو اپنے بچے کے ساتھ رہتے ہیں۔
d) دوستوں کا ایک گروہ جو ایک ہی گھر میں رہتے ہوں۔

10۔ مختلف نسل یا ثقافت سے تعلق رکھنے والے سے شادی کیا کہا جاتا ہے؟
a) اپنی نسل سے باہر شادی۔
b) طے شدہ شادی۔
c) ہم جنس شادی۔
d) یک زوجیت کی شادی۔

مختصر جوابات کے حامل سوالات(Short Answer Type Questions)

1۔ خاندان سے کیا مراد ہے؟

2۔ کنبہ کی خصوصیات بیان کریں۔

3۔ خاندان کس طرح تربیت میں اہم کردار ادا کرتا ہے مختصر نوٹ لکھیں۔

4۔ خاندان کے سماجی افعال کو بیان کیجیے۔

5۔ نسب وراثت کی بنیاد خاندان کی کتنی قسمیں ہیں اور انکی وضاحت کریں۔

طویل جوابات کے حامل سوالات(Long Answer Type Questions)

1۔ خاندان اور کنبہ کے درمیان فرق کی وضاحت کریں۔

2۔ کنبہ کی تعریف اور اس کے سماجی افعال پر نوٹ لکھیں۔

3۔ خاندان اور کنبہ کی اقسام بیان کریں۔

1.13 تجویز کردہ اکتسابی مواد(Suggested Learning Materials)

1۔ Augustine, J.S. (Ed.) 1182. The Indian Family in Transition. Vikas Publishing House, New Delhi.

2۔ Shah, A.M. 1112. “Changes in the Indian Family”. In Yogesh Atal (Ed.) Understanding Indian Society. Har-Anand Publications, New Delhi.

3۔ Patel, Tulsi. (Ed). (2005). The Family in India: Structure and Practice. New Delhi: Sage Publications.

4۔ Uberoi, Patricia. (Ed). (1113). Family, Kinship, and Marriage in India. Delhi: OUP

اکائی2۔ خاندان: ساخت اور تبدیلی

(Family: Structure and Change)

اکائی کے اجزا

2.0 تمہید

2.1 مقاصد

2.2 خاندان کی ساخت

2.3 خاندان کی خصوصیات

2.4 خاندان کی ساخت میں تبدیلی

2.5 مشترکہ خاندان کے ٹوٹنے کے اثرات

2.6 اکتسابی نتائج

2.7 کلیدی الفاظ

2.8 نمونہ امتحانی سوالات

2.9 تجویز کردہ اکتسابی مواد

2.0 تمہید(Introduction)

خاندان (Family) سماج کا ایک بنیادی اور عالمگیر سماجی ادارہ ہے جو انسانی زندگی کے مختلف پہلوؤں، مثلاً سماجی تربیت، سماجی نظم، معاشی تعاون، جذباتی وابستگی اور ثقافتی اقدار کی منتقلی میں مرکزی کردار ادا کرتا ہے۔ ہر معاشرے میں خاندان کی ساخت اور اس کے افعال وقت، مقام، ثقافت اور معاشی حالات کے مطابق مختلف ہو سکتے ہیں لیکن اس کی بنیادی اہمیت ہر دور میں برقرار رہتی ہے۔ سماجیات میں خاندان کو ایک ایسی سماجی اکائی تصور کیا جاتا ہے جو رشتہ داری، شادی، خون کے تعلقات یا گود لینے کے ذریعے وجود میں آتی ہے اور اپنے اراکین کی جسمانی، جذباتی، معاشی اور سماجی ضروریات پوری کرنے میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔

خاندان کی ساخت (Family Structure) سے مراد خاندان کی اندرونی تنظیم، اراکین کی تعداد، ان کے باہمی تعلقات، کردار، اختیارات اور ذمہ داریوں کا وہ نظام ہے جس کے تحت خاندان اپنی روزمرہ زندگی کو منظم کرتا ہے۔ مختلف معاشروں میں بنیادی (Nuclear)، مشترکہ (Joint) ، توسیع شدہ (Extended) ، واحد والدین (Single-parent) اور مخلوط

(Blended)خاندان جیسے مختلف خاندانی ڈھانچے پائے جاتے ہیں جن کی تشکیل سماجی اور ثقافتی حالات کے مطابق ہوتی ہے۔وقت کے ساتھ ساتھ خاندان کی ساخت میں نمایاں تبدیلیاں رونما ہوئی ہیں۔صنعت کاری، شہری کاری، جدیدیت، تعلیم کے فروغ، خواتین کی تعلیم اور ملازمت میں بڑھتی ہوئی شرکت، ہجرت، ٹیکنالوجی کی ترقی، عالمگیریت اور بدلتے ہوئے سماجی اقدار نے روایتی خاندانی نظام کو متاثر کیا ہے۔ان عوامل کے نتیجے میں خاندان کے حجم، اراکین کے کردار، اختیار کی تقسیم، فیصلہ سازی کے انداز اور باہمی تعلقات میں تبدیلیاں سامنے آئی ہیں۔

سماجی نقطۂ نظر سے خاندان کی ساخت اور اس میں ہونے والی تبدیلیوں کا مطالعہ اس لیے اہم ہے کہ یہ نہ صرف سماجی تبدیلی کے عمل کو سمجھنے میں مدد دیتا ہے بلکہ اس کے ذریعے معاشرے میں رشتہ داری، صنفی تعلقات، سماجی کنٹرول، سماجی استحکام اور سماجی ترقی کے مختلف پہلوؤں کا بھی تجزیہ کیا جاسکتا ہے۔اسی لیے سماجیات میں خاندان کی ساخت اور اس میں آنے والی تبدیلیوں کو سماجی اداروں کے مطالعے کا ایک بنیادی موضوع تصور کیا جاتا ہے۔

اس اکائی میں خاندان کی ساخت، اس کی مختلف اقسام، خاندان کی ساخت میں تبدیلی کے اسباب، مشترکہ خاندان میں رونما ہونے والی تبدیلیاں، دیہی اور شہری خاندانوں کی بدلتی ہوئی صورتِ حال، مشترکہ خاندان کے ٹوٹنے کے اثرات اور جدید معاشرے میں خاندان کے ابھرتے ہوئے رجحانات کا سماجیاتی نقطۂ نظر سے تفصیلی جائزہ پیش کیا جائے گا۔

2.1 مقاصد(Objectives)

اس اکائی کا مقصد خاندان اور کنبہ کے ڈھانچے کو بیان کرنا ہے۔اس اکائی کا مطالعہ کرنے سے طلباء اس قابل ہو جائیں گے کہ

- خاندان کے ڈھانچے کو سمجھ سکیں۔
- خاندان کے ساختی تبدیلیوں پر بحث کر سکیں۔
- اس کے علاوہ ان عوامل کی نشاندہی کر سکیں جو خاندان کی تبدیلی میں معاون ہیں۔

2.2 خاندان کی ساخت(Structure of Family)

خاندان (Family) ایک بنیادی سماجی ادارہ ہے جو شادی، خون کے رشتے یا گود لینے (Adoption) کے ذریعے قائم ہونے والے تعلقات پر مشتمل ہوتا ہے۔ سماجیات میں خاندان کی ساخت (Family Structure) سے مراد خاندان کی اندرونی تنظیم، اراکین کی تعداد، ان کے باہمی تعلقات، کردار(Roles) ،حیثیت(Status) ،اختیارات (Authority) اور ذمہ داریوں کی تقسیم ہے۔ خاندان کی ساخت اس بات کا تعین کرتی ہے کہ خاندان کے افراد ایک دوسرے کے ساتھ کس نوعیت کے تعلقات رکھتے ہیں، فیصلے کیسے کیے جاتے ہیں اور سماجی و معاشی ذمہ داریاں کس طرح انجام دی جاتی ہیں۔

خاندان کی ساخت مختلف معاشروں میں یکساں نہیں ہوتی بلکہ یہ ثقافتی اقدار، معاشی حالات، مذہبی روایات، سماجی اصول، رہائشی طرزِ زندگی اور تاریخی عوامل کے مطابق مختلف شکلیں اختیار کرتی ہے۔ وقت کے ساتھ ساتھ سماجی تبدیلی، صنعت کاری، شہری کاری، تعلیم،

جدیدیت اور عالمگیریت کے اثرات نے خاندان کی ساخت میں بھی نمایاں تبدیلیاں پیدا کی ہیں۔

سماجیات میں خاندان کی چند اہم ساختی اقسام درج ذیل ہیں:

1۔ بنیادی خاندان (Nuclear Family)

بنیادی خاندان خاندان کی سب سے سادہ اور عام شکل ہے۔ اس میں عموماً شوہر، بیوی اور ان کے غیر شادی شدہ بچے شامل ہوتے ہیں۔ جدید صنعتی اور شہری معاشروں میں بنیادی خاندان زیادہ عام ہے کیونکہ یہ نسبتاً چھوٹا، خود مختار اور معاشی طور پر آزاد ہوتا ہے۔ اس خاندان میں فیصلہ سازی، بچوں کی پرورش اور معاشی ذمہ داریاں بنیادی طور پر والدین انجام دیتے ہیں۔

2۔ مشترکہ خاندان (Joint Family)

مشترکہ خاندان ہندوستانی معاشرے کی روایتی خاندانی ساخت ہے۔ اس میں ایک ہی خاندان کی متعدد نسلیں، جیسے دادا، دادی، والدین، غیر شادی شدہ اور شادی شدہ بیٹے، بہوئیں اور پوتے پوتیاں ایک سماجی اکائی کے طور پر زندگی گزارتے ہیں۔ اس خاندان میں وسائل، ذمہ داریاں اور سماجی فرائض مشترکہ ہوتے ہیں جبکہ خاندان کے بزرگ افراد کو فیصلہ سازی اور قیادت میں اہم مقام حاصل ہوتا ہے۔

3۔ توسیع شدہ خاندان (Extended Family)

توسیع شدہ خاندان بنیادی خاندان سے وسیع تر ہوتا ہے۔ اس میں والدین اور بچوں کے علاوہ دادا، دادی، نانا، نانی، چچا، پھوپھی، ماموں، خالہ اور دیگر قریبی رشتہ دار بھی شامل ہو سکتے ہیں۔ اس قسم کی خاندانی ساخت باہمی تعاون، سماجی یکجہتی اور نسلوں کے درمیان تعلقات کو مضبوط بنانے میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔

4۔ واحد والدین کا خاندان (Single-parent Family)

واحد والدین کا خاندان وہ ہوتا ہے جس میں بچوں کی پرورش اور دیکھ بھال کی ذمہ داری صرف ایک والد یا ایک والدہ انجام دیتے ہیں۔ اس صورتِ حال کی وجوہات میں طلاق، شریکِ حیات کی وفات، علیحدگی یا دیگر سماجی حالات شامل ہو سکتے ہیں۔ جدید معاشروں میں اس قسم کے خاندانوں کی تعداد میں اضافہ دیکھا جا رہا ہے۔

5۔ مخلوط یا سوتیلا خاندان (Blended or Stepfamily)

مخلوط یا سوتیلا خاندان اس وقت وجود میں آتا ہے جب طلاق یا شریکِ حیات کی وفات کے بعد دوبارہ شادی کی جائے اور سابقہ رشتوں سے موجود بچے نئے خاندانی نظام کا حصہ بن جائیں۔ اس قسم کے خاندان میں حیاتیاتی والدین، سوتیلے والدین، سوتیلے بہن بھائی اور دیگر رشتہ دار ایک نئے خاندانی ڈھانچے میں باہمی تعلقات قائم کرتے ہیں۔

خاندان کی ساخت کی سماجی اہمیت

خاندان کی ساخت افراد کی شخصیت سازی، سماجی تربیت (Socialization)، سماجی کنٹرول، جذباتی تحفظ، معاشی تعاون، ثقافتی اقدار کی منتقلی اور سماجی استحکام میں بنیادی کردار ادا کرتی ہے۔ مختلف معاشروں میں خاندانی ساخت کی نوعیت اگرچہ مختلف ہو سکتی ہے لیکن ہر معاشرے میں خاندان افراد اور سماج کے درمیان ایک اہم رابطے کی حیثیت رکھتا ہے۔ اسی لیے سماجیات میں خاندان کی ساخت کو سماجی تنظیم

(Social Organization) کے اہم ترین موضوعات میں شمار کیا جاتا ہے۔

2.3 خاندان کی خصوصیات (Characteristics of Family)

خاندان ایک بنیادی سماجی ادارہ ہے جو ہر معاشرے میں مختلف شکلوں میں موجود ہوتا ہے۔ اگرچہ مختلف معاشروں میں خاندان کی ساخت اور افعال مختلف ہو سکتے ہیں لیکن اس کی چند بنیادی خصوصیات مشترک ہوتی ہیں، جو درج ذیل ہیں:

1۔ **عالمگیریت (Universality):** خاندان ایک عالمگیر سماجی ادارہ ہے۔ دنیا کا کوئی بھی معاشرہ ایسا نہیں جہاں کسی نہ کسی شکل میں خاندان موجود نہ ہو۔ ہر فرد کسی نہ کسی خاندان میں پیدا ہوتا ہے اور اپنی ابتدائی زندگی وہیں گزارتا ہے۔

2۔ **سماجی ادارہ (Social Institution):** خاندان معاشرے کا بنیادی سماجی ادارہ ہے جو شادی، رشتہ داری اور نسل کے تسلسل پر قائم ہوتا ہے۔ یہ سماجی اقدار، رسم و رواج اور ثقافت کو ایک نسل سے دوسری نسل تک منتقل کرتا ہے۔

3۔ **جذباتی تعلقات (Emotional Bond):** خاندان کے افراد محبت، اعتماد، تعاون، احترام اور وابستگی جیسے جذباتی رشتوں سے جڑے ہوتے ہیں۔ یہی جذبات خاندان کو ایک مضبوط سماجی اکائی بناتے ہیں۔

4۔ **سماجی تربیت (Socialization):** خاندان بچے کی پہلی درسگاہ ہوتا ہے۔ بچہ زبان، اخلاق، سماجی اقدار، ثقافتی روایات، مذہبی تعلیمات اور معاشرتی اصول سب سے پہلے اپنے خاندان سے سیکھتا ہے۔

5۔ **معاشی تعاون (Economic Cooperation):** خاندان کے افراد ایک دوسرے کی معاشی ضروریات پوری کرنے میں تعاون کرتے ہیں۔ آمدنی، وسائل اور ذمہ داریوں کی تقسیم خاندان کے استحکام میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔

6۔ **تولید اور نسل کا تسلسل (Reproduction and Continuity of Society):** خاندان نسل کے تسلسل کا بنیادی ذریعہ ہے۔ شادی اور اولاد کے ذریعے معاشرے کی بقا اور آبادی کا تسلسل برقرار رہتا ہے۔

7۔ **سماجی حیثیت کی فراہمی (Social Status):** فرد کو پیدائش کے ساتھ ہی خاندان کے ذریعے سماجی حیثیت، شناخت، مذہب، زبان، ذات، ثقافت اور خاندانی وراثت حاصل ہوتی ہے جو اس کی سماجی زندگی کو متاثر کرتی ہے۔

8۔ **سماجی کنٹرول (Social Control):** خاندان اپنے افراد کے رویوں، اقدار اور اخلاقی اصولوں کی نگرانی کرتا ہے۔ یہ معاشرتی اصولوں کی پابندی اور ذمہ دارانہ رویے پیدا کرنے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔

9۔ **تحفظ اور دیکھ بھال (Protection and Care):** خاندان اپنے افراد کو جسمانی، جذباتی، معاشی اور سماجی تحفظ فراہم کرتا ہے۔ بچوں، بزرگوں، بیمار افراد اور دیگر زیرِ کفالت افراد کی دیکھ بھال خاندان کی اہم ذمہ داری ہے۔

10۔ **متحرک ادارہ (Dynamic Institution):** خاندان ایک متحرک سماجی ادارہ ہے۔ وقت، حالات اور سماجی تبدیلیوں کے ساتھ اس کی ساخت، افعال اور کردار میں بھی تبدیلی آتی رہتی ہے لیکن معاشرے میں اس کی بنیادی اہمیت برقرار رہتی ہے۔

2.4 خاندان کی ساخت میں تبدیلی(Change in Family Structure)

خاندان ایک متحرک سماجی ادارہ ہے اس لیے اس کی ساخت وقت کے ساتھ تبدیل ہوتی رہتی ہے۔ سماجی، معاشی، ثقافتی، سیاسی اور تکنیکی تبدیلیاں خاندانی نظام کو براہِ راست متاثر کرتی ہیں۔ سماجیات کے مطابق خاندان کی ساخت میں تبدیلی ایک فطری سماجی عمل ہے جو معاشرے کی مجموعی ترقی اور تبدیلی کے ساتھ وابستہ ہوتا ہے۔ جدید دور میں صنعت کاری، شہری کاری، تعلیم، ہجرت، جدید مواصلاتی ذرائع، خواتین کی معاشی شرکت اور بدلتی ہوئی سماجی اقدار نے خاندان کی روایتی ساخت کو نمایاں طور پر متاثر کیا ہے۔

خاندان کی ساخت میں تبدیلی کے اہم اسباب درج ذیل ہیں:

1۔ صنعت کاری (Industrialization)

صنعت کاری نے خاندان کی ساخت میں بنیادی تبدیلی پیدا کی ہے۔ صنعتی ترقی کے نتیجے میں روزگار کے نئے مواقع پیدا ہوئے جس کی وجہ سے لوگ دیہی علاقوں سے شہروں کی طرف منتقل ہونے لگے۔ اس عمل نے مشترکہ خاندانوں کو کمزور کیا اور بنیادی خاندان (Nuclear Family) کو فروغ دیا۔ اس کے ساتھ ہی خاندان کے معاشی افعال میں بھی تبدیلی آئی اور خاندان کے افراد پیشہ ورانہ سرگرمیوں میں زیادہ مصروف ہونے لگے۔

2۔ شہری کاری (Urbanization)

شہری کاری نے خاندانی زندگی کے انداز کو نمایاں طور پر تبدیل کیا ہے۔ شہروں میں محدود رہائشی سہولیات، زیادہ اخراجات اور مصروف طرزِ زندگی کی وجہ سے چھوٹے خاندانوں کا رجحان بڑھا ہے۔ شہری معاشرے میں افراد خود مختاری، نجی زندگی اور انفرادی فیصلوں کو زیادہ اہمیت دیتے ہیں جس کے نتیجے میں مشترکہ خاندانوں کی جگہ بنیادی خاندانوں نے لے لی ہے۔

3۔ تعلیم (Education)

تعلیم نے خاندان کے افراد کی سوچ، اقدار اور طرزِ زندگی میں مثبت تبدیلی پیدا کی ہے۔ اعلیٰ تعلیم کے فروغ سے شادی، بچوں کی تعداد، خواتین کے کردار اور خاندان کے اندر فیصلہ سازی کے طریقوں میں تبدیلی آئی ہے۔ تعلیم نے صنفی مساوات، باہمی احترام اور مشاورت کے اصولوں کو بھی مضبوط کیا ہے۔

4۔ خواتین کی تعلیم اور معاشی شرکت(Women's Education and Employment)

خواتین کی تعلیم اور ملازمت میں بڑھتی ہوئی شرکت نے خاندانی ساخت اور کرداروں میں نمایاں تبدیلی پیدا کی ہے۔ ماضی میں خواتین کا کردار زیادہ تر گھریلو ذمہ داریوں تک محدود تھا لیکن جدید معاشرے میں وہ معاشی سرگرمیوں، تعلیم، انتظامی امور اور فیصلہ سازی میں بھی اہم کردار ادا کر رہی ہیں۔ اس تبدیلی نے خاندان کے اندر اختیارات اور ذمہ داریوں کی تقسیم کو زیادہ متوازن بنایا ہے۔

5۔ ہجرت(Migration)

روزگار، تعلیم، کاروبار اور بہتر معیارِ زندگی کی تلاش میں لوگوں کی نقل و حرکت نے بھی خاندان کی ساخت کو متاثر کیا ہے۔ جب

خاندان کے افراد مختلف شہروں یا ممالک میں منتقل ہوتے ہیں تو مشترکہ خاندانی نظام کمزور پڑ جاتا ہے اور بنیادی خاندان زیادہ عام ہو جاتا ہے۔ اس کے باوجود جدید مواصلاتی ذرائع خاندان کے افراد کے درمیان روابط برقرار رکھنے میں مدد دیتے ہیں۔

6۔ ٹیکنالوجی اور ذرائع ابلاغ (Technology and Mass Media)

جدید ٹیکنالوجی اور ذرائع ابلاغ نے خاندانی زندگی کے انداز میں نمایاں تبدیلی پیدا کی ہے۔ موبائل فون، انٹرنیٹ اور سوشل میڈیا نے خاندان کے افراد کے درمیان رابطوں کو آسان بنایا ہے لیکن بعض اوقات براہِ راست سماجی تعلقات میں کمی بھی دیکھی جاتی ہے۔ ٹیکنالوجی نے تعلیم، روزگار، معلومات تک رسائی اور خاندانی فیصلوں پر بھی اثر ڈالا ہے۔

7۔ سماجی اور ثقافتی تبدیلیاں (Social and Cultural Changes)

جدید معاشرے میں شادی، والدین کے کردار، صنفی مساوات، بچوں کی پرورش اور خاندانی ذمہ داریوں کے بارے میں روایتی تصورات میں تبدیلی آئی ہے۔ انفرادی آزادی، مساوات اور انسانی حقوق جیسے تصورات نے خاندان کی ساخت اور اس کے افعال کو نئی جہت دی ہے۔

8۔ قانونی اور حکومتی پالیسیاں (Legal and Government Policies)

شادی، طلاق، وراثت، گود لینے، خواتین اور بچوں کے حقوق سے متعلق قوانین نے بھی خاندان کی ساخت کو متاثر کیا ہے۔ مختلف حکومتی پالیسیاں اور سماجی بہبود کے پروگرام خاندان کے استحکام اور افراد کے حقوق کے تحفظ میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

2.5 مشترکہ خاندان کے ٹوٹنے کے اثرات (Impact of the Breakdown of Joint Family)

مشترکہ خاندان ہندوستانی معاشرے کی ایک اہم سماجی خصوصیت رہا ہے۔ اس خاندانی نظام میں متعدد نسلیں ایک ساتھ رہتی ہیں، وسائل کا اشتراک کرتی ہیں اور ایک دوسرے کی سماجی، معاشی اور جذباتی ضروریات پوری کرتی ہیں۔ تاہم صنعت کاری، شہری کاری، جدیدیت، تعلیم، ہجرت اور انفرادیت کے بڑھتے ہوئے رجحان نے مشترکہ خاندان کے نظام کو متاثر کیا ہے، جس کے نتیجے میں بنیادی خاندانوں کی تعداد میں اضافہ ہوا ہے۔ اس تبدیلی کے متعدد سماجی، معاشی اور ثقافتی اثرات مرتب ہوئے ہیں۔

1۔ خاندانی یکجہتی میں کمی (Decline in Family Unity)

مشترکہ خاندان میں افراد کے درمیان باہمی تعاون، اجتماعی ذمہ داری اور مضبوط سماجی تعلقات پائے جاتے ہیں۔ خاندان کے تقسیم ہونے کے بعد یہ روابط نسبتاً کمزور ہو جاتے ہیں اور خاندان کے افراد زیادہ خود مختار زندگی گزارنے لگتے ہیں جس سے اجتماعی احساس میں کمی آسکتی ہے۔

2۔ بزرگ افراد کی حیثیت میں تبدیلی (Changing Status of the Elderly)

روایتی مشترکہ خاندان میں بزرگ افراد کو عزت، اختیار اور فیصلہ سازی میں اہم مقام حاصل ہوتا تھا۔ خاندان کے ٹوٹنے کے بعد ان کا سماجی کردار اور اثر و رسوخ نسبتاً کم ہو سکتا ہے۔ بعض اوقات بزرگ افراد کو تنہائی، جذباتی عدم تحفظ اور مناسب دیکھ بھال کے مسائل کا بھی

سامنا کرنا پڑتا ہے۔

3۔ بچوں کی سماجی تربیت پر اثرات (Impact on Socialization of Children)

مشترکہ خاندان میں بچے والدین کے ساتھ ساتھ دادا، دادی اور دیگر بزرگوں سے بھی سماجی اقدار، اخلاقیات اور ثقافتی روایات سیکھتے ہیں۔ بنیادی خاندان میں یہ مواقع نسبتاً محدود ہو سکتے ہیں جس سے بچوں کی سماجی تربیت کا انداز تبدیل ہو جاتا ہے۔

4۔ معاشی تعاون میں کمی (Reduction in Economic Cooperation)

مشترکہ خاندان میں آمدنی، وسائل اور اخراجات عموماً مشترکہ ہوتے ہیں جس سے معاشی تحفظ حاصل ہوتا ہے۔ خاندان کی تقسیم کے بعد ہر خاندان اپنی معاشی ضروریات خود پوری کرتا ہے جس سے مالی ذمہ داریاں بڑھ جاتی ہیں اور بعض اوقات معاشی دباؤ میں اضافہ ہوتا ہے۔

5۔ خواتین کے کردار میں تبدیلی (Changing Role of Women)

مشترکہ خاندان کے مقابلے میں بنیادی خاندان میں خواتین کو تعلیم، ملازمت، فیصلہ سازی اور خاندانی معاملات میں زیادہ خود مختاری حاصل ہو سکتی ہے۔ اگرچہ ان کی ذمہ داریوں میں اضافہ بھی ہوتا ہے لیکن جدید معاشرے میں اس تبدیلی نے خواتین کے سماجی اور معاشی کردار کو مزید مضبوط بنایا ہے۔

6۔ سماجی تحفظ میں کمی (Decline in Social Support)

مشترکہ خاندان اپنے تمام افراد، خصوصاً بچوں، بزرگوں، بیواؤں اور بیمار افراد کو سماجی اور جذباتی تحفظ فراہم کرتا ہے۔ خاندان کے تقسیم ہونے کے بعد یہ سہولت محدود ہو سکتی ہے جس کے باعث افراد کو مختلف سماجی اور معاشی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

7۔ انفرادیت میں اضافہ (Growth of Individualism)

جدید معاشرے میں افراد اپنی تعلیم، پیشہ، ذاتی ترقی اور خود مختاری کو زیادہ اہمیت دیتے ہیں۔ اس رجحان نے مشترکہ خاندان کے بجائے بنیادی خاندان کو فروغ دیا ہے۔ اگرچہ اس سے انفرادی آزادی میں اضافہ ہوا ہے لیکن بعض صورتوں میں خاندانی روابط نسبتاً کمزور بھی ہوئے ہیں۔

8۔ ثقافتی اقدار میں تبدیلی (Changes in Cultural Values)

مشترکہ خاندان ثقافتی روایات، خاندانی رسم و رواج اور سماجی اقدار کی ایک نسل سے دوسری نسل تک منتقلی کا اہم ذریعہ رہا ہے۔ خاندان کے ٹوٹنے کے بعد ان روایات کی منتقلی کا طریقہ کار تبدیل ہو جاتا ہے اور بعض روایتی اقدار کمزور پڑ سکتی ہیں، جبکہ نئی سماجی اقدار فروغ پاتی ہیں۔

2.6 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

اس اکائی کے مطالعے کے بعد طلبہ خاندان کو ایک بنیادی سماجی ادارے کے طور پر سمجھنے کے قابل ہوں گے۔ وہ خاندان کی ساخت،

اس کی مختلف اقسام اور خصوصیات کی وضاحت کر سکیں گے، نیز خاندان کی ساخت میں رونما ہونے والی تبدیلیوں اور ان کے سماجی، معاشی، ثقافتی اور تکنیکی عوامل کا تجزیہ کر سکیں گے۔ طلبہ مشترکہ اور بنیادی خاندان کے درمیان فرق، مشترکہ خاندان کے ٹوٹنے کے اثرات اور جدید معاشرے میں خاندان کے بدلتے ہوئے کردار اور اہمیت کو سماجیاتی نقطۂ نظر سے سمجھ سکیں گے جس سے وہ خاندان اور سماجی تبدیلی کے باہمی تعلق کا تنقیدی جائزہ لینے کی صلاحیت حاصل کریں گے۔

2.7 کلیدی الفاظ (Keywords)

خاندانی ڈھانچہ: سے مراد کنبہ کے اندر کی ساخت اور رشتے ہیں جس میں مختلف خاندان شامل ہیں جیسے بنیادی، توسیعی، سوتیلے اور واحد والدین خاندان وغیرہ۔

خاندانی تبدیلی: سے مراد خاندانی ڈھانچے اور افراد کے رشتوں میں تبدیلی ہے۔

توسیع شدہ کنبہ: توسیع شدہ کنبے میں متعدد نسلیں ایک ہی چھت کے نیچے ایک ساتھ رہتی ہیں۔ اس میں والدین، بچے، دادا، دادی، اور چچا شامل ہو سکتے ہیں۔

واحد والدین خاندان: ایسے کنبے میں ایک فرد اپنے بچوں کی دیکھ بھال اور بنیادی سہولیات فراہم کرتا ہے۔ ایسا کنبہ طلاق، علیحدگی سے پیدا ہوتا ہے۔

2.8 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

1۔ کون سا عنصر جدید سماج میں توسیع شدہ خاندانوں کے پھیلاؤ میں کمی کا باعث ہے؟

(a) شرح پیدائش میں اضافہ (b) متوقع عمر میں اضافہ

(c) شہری معاشی (d) محدود تعلیمی مواقع

2۔ کون سی اصطلاح بیک وقت میں ایک سے زیادہ شریک حیات رکھنے کے عمل سے مراد ہے؟

(a) مونوگیمی (Monogamy) (b) پولینڈری (Polyandry)

(c) پولیگیمی (Polygamy) (d) پولیگیمس (Polygamous)

3۔ اس خاندانی ساخت کے لیے کیا اصطلاح ہے جہاں مختلف نسلوں کے افراد ایک ساتھ رہتے ہیں اور وسائل کا اشتراک کرتے ہیں؟

(a) بنیادی خاندان (b) توسیعی خاندان

(c) واحد والدین خاندان (d) ہم جنس خاندان

4۔ سماجیات کے تناظر میں گھرانہ کیا ہے؟

(a) دوستوں کاایک گروہ جوایک ساتھ رہتے ہیں (b) ایسے لوگ جوایک ہی علاقے میں رہتے ہوں

(c) اکٹھے رہنے والے لوگوں پر مشتمل ایک سماجی اکائی (d) کام کی جگہ کااشتراک کرنے والے لوگوں کاایک گروہ

5۔ کس سماجی رجحان کی وجہ سے آمدنی میں اضافہ اور صنفی کردار میں تبدیلی آتی ہے؟

(a) طلاق کی شرح میں کمی (b) طے شدہ شادیوں میں اضافہ

(c) تولیدی ٹیکنالوجی میں پیش رفت (d)افرادی قوت میں خواتین کی شرکت

6۔ خاندانی ڈھانچے میں تبدیلی کی عام وجہ درج ذیل میں سے کون سی ہے؟

(a) ثقافتی روایات (b) معاشی استحکام

(c) تعلیمی حصول (d)سیاسی وابستگی

7۔ مندرجہ ذیل میں سے کون سا غیر خاندانی گھرانے کی مثال ہے؟

(a)والدین اوران کے بچے (b) دادادادی اور پوتے پوتی

(c) غیر متعلقہ روم میٹ (d) بے اولاد شادی شدہ جوڑا

8۔ ایک ایسا کنبہ جہاں ایک فرد اکیلا رہتا ہے کس کے نام سے جانا جاتا ہے؟

(a) بنیادی خاندان (b) توسیعی خاندان

(c) اکیلا فرد کا خاندان (d) خونی رشتے داروں کے ساتھ رہنا

9۔ کس عنصر نے واحد فرد والے گھرانوں کے اضافے میں اہم کردار ادا کیا ہے؟

(a) مضبوط خاندانی اقدار (b) طلاق کی کم شرح

(c) شہری کاری اور کیریئر کے مواقع (d) متوقع عمر میں کمی

10۔ کون سے عناصر نے روایتی کنبہ کو متنوع شکل میں تبدیل کرنے میں اہم رول ادا کیا ہے؟

(a) ثقافتی اصولوں کا تحفظ (b) شہری کاری میں کمی

(c) تکنیکی ترقی (d) صنفی کردار میں تبدیلی

مختصر جوابات کے حامل سوالات(Short Answer Type Questions)

1۔ بنیادی خاندان کی تعریف کریں۔

2۔ کنبہ اور خاندان میں کیا فرق ہے؟

3۔ شہری زندگی نے کنبے کی ساخت کو کس طرح تبدیل کیا ہے؟ بیان کریں؟

4۔ شہری خاندان میں تبدیلی کو بیان کریں۔

5۔ کنبے کی ساخت پر ٹیکنالوجی کے اثرات پر مختصر نوٹ تحریر کریں۔

طویل جوابات کے حامل سوالات(Long Answer Type Questions)

1۔ ان ثقافتی و سماجی عوامل کی نشاندہی کریں جو کنبے کی ساخت کو متاثر کرتے ہیں۔

2۔ خاندانی ڈھانچہ اور اس میں تبدیلی پر نوٹ لکھیں۔

3۔ مشترکہ خاندان میں تبدیلی سے افراد پر کیسے اثرات پڑھتے ہیں واضح کریں۔

2.9 تجویز کردہ اکتسابی مواد(Suggested Learning Materials)

1۔ Augustine, J.S. (Ed.) 1982. The Indian Family in Transition. Vikas Publishing House, New Delhi.

2۔ Shah, A.M. 1992. “Changes in the Indian Family”. In Yogesh Atal (Ed.) Understanding Indian Society. Har-Anand Publications, New Delhi.

اکائی 3۔ صنفی کردار اور خاندان

(Gender Roles and Family)

اکائی کے اجزا

3.0 تمہید

3.1 مقاصد

3.2 صنفی کردار

3.3 روایتی صنفی کردار

3.4 صنفی کردار کا فہم

3.5 صنفی کرداروں کے اقسام

3.6 پدر سری اور مادر سری کا تصور

3.7 جبر اور تشدد (جنسی، ذات پات، طبقہ اور معذوری)

3.8 خاندان کے تناظر میں صنفی کردار کا تاریخی نقطہ نظر

3.9 صنفی کرداروں میں متحرک تبدیلی

3.10 خاندان کے اندر صنفی کردار کے چیلنجز اور مزاحمت

3.11 اکتسابی نتائج

3.12 کلیدی الفاظ

3.13 نمونہ امتحانی سوالات

3.14 تجویز کردہ اکتسابی مواد

3.0 تمہید (Introduction)

اس اکائی میں ہم خاندانی حرکیات کے تناظر میں صنفی کرداروں کی تلاش پر توجہ مرکوز کریں گے۔ اس ماڈیول کا مقصد آپ کو اس بات سے مطلع کرانا ہے کہ کس طرح صنفی کردار خاندانی یونٹ کے اندر تعاملات کو تشکیل دیتے ہیں اور ان پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ اس موضوع پر معاصر بحث کے لئے خاندان کے اندر صنفی کرداروں کے تاریخی سیاق و سباق کو سمجھنا بھی بہت ضروری ہے اس طور سے کہ یہ ایک عینک

فراہم کرتا ہے جس کے ذریعے ہم موجودہ اصولوں کی ابتدا کو سمجھ سکتے ہیں، پیش رفت کی تعریف کر سکتے ہیں اور مستقل چیلنجوں کو پہچان سکتے ہیں نیز ان پر مسلسل توجہ دے سکتے ہیں۔ جیسے ہم جدید خاندانی حرکیات کی پیچیدگیوں پر نظر ڈالتے ہیں، ایک تاریخی نقطہ نظر ان قوتوں کے بارے میں قابل قدر بصیرت فراہم کرتا ہے جنہوں نے صنفی کرداروں کے بارے میں ہماری تفہیم کو تشکیل دیا ہے اور مستقبل کے بارے میں جامع بات چیت کی راہ ہموار کی ہے۔

اس اکائی کے اختتام تک آپ روایتی کرداروں کا تنقیدی جائزہ لینے، ابھرتی ہوئی حرکیات کی نشاندہی کرنے، اور زیادہ منصفانہ خاندانی تعلقات کو فروغ دینے میں کام آنے والے ضروری عوامل سے وابستہ ہو جائیں گے۔

صنف ایک ترقی پذیر تصور ہے اور تفریق کو سمجھنے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ معاشرے میں صنف کو دیکھنے کا مقصد، عورتوں اور مردوں کا مقام، عورتوں اور مردوں کو تقسیم کرنا اور ان کے درمیان تصادم پیدا کرنا نہیں ہے بلکہ اس کا مقصد ان مسائل کی طرف توجہ مبذول کرانا ہے جو عورتوں اور مردوں کے درمیان غیر مساوی تعلقات کا باعث بنتے ہیں اور مناسب اقدامات کے ذریعے ان مسائل کو حل کرنے کی اجازت دینا ہے جو عدم مساوات کو برقرار رکھنے کے بجائے عدم مساوات کو کم کرنے میں مدد کرتے ہیں۔ جنس اور صنفی کردار کا تصور ہمیں یہ جاننے میں مدد کرتا ہے کہ صنفی کردار افراد، برادریوں اور ان کے ارد گرد کے ماحول کے مابین تعامل سے پیدا ہوتے ہیں۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ مردانہ اور نسوانی کردار 'مرد اور عورت' کی حیاتیاتی خصوصیات سے وابستہ نہیں ہے بلکہ یہ سماجی کاری کے عمل میں سیکھا جاتا ہے۔ اس اکائی میں صنفی کرداروں جیسے پدر سری اور زچگی کے تصورات، افرادی قوت میں عورتوں اور عورتوں کے خلاف تشدد، کے بارے میں سیکھیں گے۔ مزید برآں سیکھیں گے کہ پدر سری کس طرح صنفی اور صنفی کرداروں کی تعمیر کے لئے اہم کردار ادا کرتی ہے۔

3.1 مقاصد (Objectives)

اس اکائی میں ہم ہندوستانی سماج میں صدیوں سے مستعمل صنفی کردار (Gender Roles) کے معنی پر روشنی ڈالیں گے۔ اس اکائی کے مطالعے سے آپ کو درج ذیل چیزوں کے متعلق معلومات حاصل ہو گی:

- پدر سری کس طرح اپنے آپ کی توثیق کرتی ہے اور اپنے مفادات کی حفاظت کرتی ہے
- صنفی کرداروں کے تصور اور ان کے تاریخی سیاق و سباق کا فہم
- افراد اور خاندانی حرکیات پر صنفی کردار کے اثرات کا جائزہ
- روایتی صنفی کرداروں کو چیلنج کرنے میں بدلتے ہوئے نمونوں کا تجزیہ

3.2 صنفی کردار (Gender Roles)

مختلف ثقافتیں بچوں کے ساتھ مختلف طریقوں سے برتاؤ کرتی ہیں اور ان سے متعلق ان کے تصورات کو تشکیل دیتی ہیں۔ لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے صنفی کردار سماجی کاری کی پیداوار ہیں یا وہ عمل جس سے بچے یہ سیکھتے ہیں کہ معاشرے میں کون سا طرز عمل جنس کی بنیاد پر

مناسب سمجھا جاتا ہے۔ بچوں کو سماجی کاری عوامل ، اداروں جیسے خاندان کے ارکان، ساتھیوں ، مذہب، اساتذہ، زبان، اور میڈیا کے ذریعہ سوشلائز کیا جاتا ہے جو لوگوں کو معاشرتی اصولوں پر عمل کرنے کے لئے متاثر کرتے ہیں۔

صنفی کردار وہ کردار ہیں جس سے پتہ چلتا ہے کہ مردوں اور عورتوں کو سماج میں کس طرح کام کرنا چاہئے۔ صنفی کردار نسوانیت اور مردانگی کی تفہیم پر مبنی ہیں۔ صنفی کردار معاشرتی اصولوں کا ایک مجموعہ ہے جو طرز عمل کے اقسام کی ہدایت دیتا ہے اور جو عام طور پر لوگوں کے حقیقی یا فرضی جنس یا جنسیت کی بنیاد پر قابل قبول، مناسب اور پسندیدہ سمجھا جاتا ہے۔ خواتین کے صنفی کردار مدد، لاپرواہی اور مہربانی جیسی خصوصیات کے گرد گھومتے ہیں۔ روایتی طور پر خواتین کو دیکھ بھال کرنے والی، پرورش کرنے والی، گھریلو خواتین اور مددگار کے طور پر دیکھا جاتا ہے۔ مردوں کے صنفی کردار غلبہ، مضبوطی اور طاقت جیسی خصوصیات کے گرد گھومتے ہیں۔ روایتی طور پر مردوں کے صنفی کرداروں میں کمانے والا، رہنما اور محافظ کی خصوصیات شامل ہیں۔

صنفی کردار صنف اور جنس کی قدیم تفہیم کی پیداوار ہیں۔ صنفی کردار ایک سماجی درجہ بندی کو برقرار رکھتے ہیں جس میں مرد سیاسی اور ذاتی، عوامی اور نجی، ترتیبات میں خواتین پر اختیار رکھتے ہیں۔ مردوں اور عورتوں کو ان کرداروں میں شامل کرنے سے وہ اس سماجی درجہ بندی کو قائم رکھنے اور طاقت کی حرکیات کی نقل کرنے پر اثر انداز ہوتے ہیں جو صنفی عدم مساوات اور امتیازی سلوک کو برقرار رکھتے ہیں۔

3.3 روایتی صنفی کردار (Traditional Gender Roles)

صنفی کردار معاشرے کی نسوانی اور مردانگی کی تفہیم پر مبنی ہوتے ہیں یا خواتین اور مردوں کے لئے مشترکہ خصوصیات کو فطری سمجھا جاتا ہے۔ صنفی کردار صنفی دقیانوسی تصورات سے قریبی تعلق رکھتے ہیں یا اس بارے میں عمومیت کہ کوئی فرد کیسا ہے یا اسے کیسا ہونا چاہئے یہ فرد کی جنس پر مبنی ہوتا ہے۔ صنفی دقیانوسی تصورات چار اہم زمروں میں تقسیم کئے جاتے ہیں:

1۔ **جسمانی و ظاہری شکل:** کسی فرد کے جسم، خصوصیات، جلد کی رنگت، بالوں کا رنگ، ساخت، لباس اور پریزنٹیشن کے لئے توقعات اور نظریات۔ یہ توقعات اور نظریات معاشرے کے لحاظ سے مختلف ہوتے ہیں (مثال کے طور پر، کپڑوں کی شائستگی، اسکی سطح کے بارے میں اصولی مثال)۔

2۔ **شخصیت کی خصوصیات:** کسی شخص کے طرز عمل کے لئے توقعات اور نظریات۔

3۔ **پیشہ:** یہ توقعات کہ فرد کو کس قسم کی ملازمت ملنی چاہئے یا اس کی خواہش ہونی چاہئے۔

4۔ **گھریلو طرز عمل:** گھریلو ماحول میں ایک فرد کی ذمہ داریوں کے بارے میں توقعات۔

صنفی دقیانوسی تصورات صنفی کرداروں کو برقرار رکھتے ہیں اور یہ سماجکاری کا ایک اہم حصہ ہیں۔ مندرجہ بالا چار زمروں سے متعلق صنفی دقیانوسی تصورات کو سننے سے بچہ یہ سیکھتا ہے کہ اسے کون سے طرز عمل کی نقل کرنی چاہئے اور کس عمل سے بچنا چاہئے۔ آخر کار، صنفی دقیانوسی تصورات خواتین اور مردوں کے لئے روایتی صنفی کرداروں کی تعمیر میں مددگار ثابت ہوتے ہیں۔ اگرچہ ثقافتی سیاق و سباق کے لحاظ سے اصول مختلف ہوتے ہیں لیکن روایتی صنفی کرداروں میں کافی حد تک مماثلت پائی جاتی ہے۔

روزمرہ کی زندگی میں صنف کی اصطلاح سے عام طور پر گھروں، برادری، بازار اور ریاست میں صنفی تعلقات (مردوں اور عورتوں کے درمیان تعلقات) نیز سماجی قواعد وضوابط اور طرز عمل کے ادارے اور تجزیے، مردوں اور عورتوں کے درمیان وسائل اور ذمہ داریوں کی تقسیم کے طریقے کا تعین کرنا مراد لیا جاتا ہے۔ یہ اکثر جینوٹائپک اختلافات اور مختلف بنیادی جنس کے مطابق مردوں اور خواتین خصوصیات کا حوالہ دیتے ہوئے جنس کے مترادف کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ این اوکلے (1972) جو اپنے دور کے پہلے سماجی سائنس دانوں میں سے ایک تھیں انہوں نے صنف کے تصور کو جنس کے تصور سے الگ کیا۔

اقوام متحدہ (2001) نے صنف کی اصطلاح کو مردوں اور عورتوں کے کردار اور طرز عمل کی توقعات کے حساب سے ثقافتی بنیاد پر بیان کیا ہے۔ اقوام متحدہ نے اس اصطلاح کو مرد اور عورت ہونے کے ناطے حیاتیاتی طور پر طے شدہ پہلوؤں کے بجائے سماجی طور پر تشکیل دیا ہے۔ جنس کی حیاتیات کے برعکس، صنفی کردار اور رویے تاریخی طور پر کبھی کبھی نسبتاً تیزی سے تبدیل ہو سکتے ہیں، بھلے ہی ان صنفی کرداروں کے پہلو حیاتیاتی اختلافات میں پیدا ہوئے ہوں۔ وہ مذہبی اور ثقافتی اختلافات جو مردوں اور عورتوں کے مختلف کردار کی وضاحت اور متوقع طرز عمل کا جواز پیش کرتے ہیں، قابل احترام ہیں اور اسے سماجی طور پر نافذ کیا جاتا ہے۔

نسوانی تحریروں اور دیگر سماجی مباحث میں صنف کا تصور 1970 کی دہائی کے اوائل میں مقبول ہوا۔ معاشرتی مطالعات میں، صنف کی اصطلاح مردوں اور عورتوں کے درمیان رویے میں فرق کو بیان کرنے کے لئے بھی استعمال کیا جاتا ہے جنہیں 'مردانہ' اور 'نسوانی' کے طور پر بھی بیان کیا جاتا ہے۔ لہذا، صنف ایک تجزیاتی زمرہ ہے جو حیاتیاتی فرق کرنے کے لئے سماجی طور پر تعمیر کیا گیا ہے۔ مردوں اور عورتوں کے درمیان فرق کو بیان کرنے کے لئے حقوق نسواں کی تحریریں اس پہلو پر توجہ مرکوز کرتی ہیں اور یہ دعوی کرتی ہیں کہ یہ اختلافات حیاتیاتی نہیں ہیں بلکہ پدرسری معاشرے کی معاشرتی تعمیر ہیں۔ بیوور (1949) خواتین کی پوری زندگی کا مطالعہ کرنے کے بعد اس نتیجے پر پہنچیں کہ ''عورت پیدا نہیں ہوتی بلکہ عورت بن جاتی ہے''۔ اسکا مطلب یہ ہوا کہ عورت پیدا نہیں ہوتی ہے بلکہ سماج کاری کے ذریعے بنائی جاتی ہے یعنی یہ ایک عمل کے طور پر کام کرتا ہے۔

جوڈتھ بٹلر (2011) کا استدلال ہے کہ جنس فطری ہے اور یہ سب سے پہلے آتا ہے۔ صنف ایک ثانوی تعمیر کے طور پر سمجھا جاتا ہے جو قدرتی امتیاز کے اوپر مسلط کیا جاتا ہے۔ مرد اور عورت کے درمیان فرق ایک سماجی معاشرے کی طرف سے کیا گیا امتیاز ہے، یعنی یہ ایک سماجی تعمیر ہے۔ یہ ایک مرد اور عورت کے درمیان فرق کو سمجھنے اور تقسیم کرنے کا طریقہ ہے۔ بٹلر وضاحت کرتے ہوئے لکھتی ہیں کہ جنس اگرچہ حیاتیاتی طور پر دیکھا جاتا ہے لیکن یہ بھی معاشرے کا اتنا ہی جز ہے جتنا کہ صنف۔ جب ایک بچہ پیدا ہوتا ہے تو اسے یا تو لڑکا یا لڑکی کہا جاتا ہے جو کہ بچے کی جنس کو شامل ہے۔ جنس سے مراد مرد اور عورت کے درمیان حیاتیاتی فرق ہے۔

ورلڈ ڈیولپمنٹ رپورٹ (ڈبلیو ڈی آر 2012) کے مطابق، جنس کی تعریف ایسے کی گئی ہے کہ سماجی طور پر تشکیل شدہ اصولوں اور نظریات کے بنیاد پر جو مردوں اور عورتوں کے اعمال اور طرز عمل کا تعین کرتے ہیں۔ اسکو سمجھنے کے لئے وسائل تک افراد کی رسائی اور تقسیم، فیصلہ لینے کی صلاحیت اور جس طریقے سے خواتین اور مرد، لڑکے اور لڑکیاں سیاسی عمل اور سماجی ترقی کے معاملے میں متاثر ہوتے ہیں ان صنفی تعلقات کو سمجھنا اور ان کے پیچھے کی طاقت کی حرکیات کو سمجھنا ایک شرط ہے۔ صنف کو اصولوں کا ایک حاصل کردہ یا تعمیر شدہ مجموعہ کے

طور پر بیان کیا جاسکتا ہے جو کہ مردوں اور عورتوں کے لئے مناسب سمجھا جاتا ہے۔ ان اصولوں میں تعمیر کردہ کردار، طرز عمل، سرگرمیاں اور خصوصیات شامل ہو سکتے ہیں۔ معاشرے پر منحصر یہ تعمیر شدہ کردار مختلف ہوتے ہیں ان کے متعلق یہ توقع کی جاتی ہے کہ وہ اس حدود کے اندر ہی انجام دیئے جائیں گے۔ زندگی کے دوران صنفی حرکیات اور تعلقات تبدیل ہوتے رہتے ہیں۔

گھر میں حیثیت کا تعین اکثر عمر، شادی، بچے کی تعداد، معذوری، معاشی وسائل اور حاصل کی گئی تعلیمی سطح سے ہوتا ہے۔ لڑکیاں، جن میں نوعمر لڑکیاں بھی شامل ہیں، اکثر گھر میں سب سے نچلی حیثیت رکھتی ہیں خاص طور پر ان معاشروں میں جہاں خاندانوں کو جہیز ادا کرنے کی ضرورت ہوتی ہے اور جہاں بیٹیوں کو شادی کے بعد شوہر کے خاندان کے ساتھ رہنے کے لئے بھیج دیا جاتا ہے۔ جدید تحقیق نے نوعمر لڑکیوں کو خاص طور پر جنسی تشدد، جبری تشدد سمیت صنفی بنیاد پر امتیازی سلوک کا شکار اور کم عمری میں شادی، اسکول چھوڑنا اور بچے کی پیدائش کے دوران موت کا خطرہ وغیرہ جیسی کمزوری سے متصف طور پر شناخت کیا ہے۔ کم عمری میں شادی اور کم عمری میں حمل لڑکیوں کی صحت پر منفی اثرات مرتب کر سکتا ہے نیز تعلیم اور ملازمت کے مواقع سے فائدہ اٹھانے کی ان کی صلاحیت کو روک سکتا ہے۔ بہت سی ثقافتوں میں، بہو اور غیر شادی شدہ عورتیں، بیوائیں اور طلاق شدہ عورتیں کو عام طور پر مساوی حیثیت نہیں ملتی کیونکہ وہ ان کے لئے قائم شدہ شناخت میں فٹ نہیں ہوتی ہیں۔

3.4 صنفی کردار کا فہم (Understanding Gender Roles)

صنفی کردار وہ کردار ہیں جن پر مردوں اور عورتوں سے ان کی جنس کی بنیاد پر توقع کی جاتی ہے۔ صنفی کردار نسلوں میں منتقل ہوتے رہتے ہیں۔ تین سال کی عمر سے، بچے لڑکیوں اور لڑکوں کے درمیان اختلافات سے والدین کے اعمال اور انکے ماحول کی فطرت کی بنیاد پر آگاہ ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔ روایتی طور پر، بہت سے معاشروں کا خیال تھا کہ خواتین، مردوں کے مقابلے میں زیادہ تربیت یافتہ ہوتی ہیں۔ لہٰذا عورت کے بارے میں روایتی نقطہ نظر کے مطابق صنفی کردار یہ تجویز کرتا ہے کہ خواتین کو انکے تربیت یافتہ طریقوں سے برتاؤ کرنا چاہئے۔ ایک طریقہ جس سے ایک عورت روایتی نسوانی صنفی کردار میں مشغول ہو سکتی ہے اسے گھر سے باہر ملازمت کرنے کے بجائے گھر کے اندر کل وقتی کام کر کے اپنے خاندان کی پرورش کرنا چاہئے۔ دوسری طرف، مرد صنفی کرداروں کے روایتی نظریات کے مطابق رہنما ہیں۔ لہٰذا روایتی مردانہ صنفی کردار کا نقطہ نظر یہ تجویز کرتا ہے کہ مردوں کو اپنے گھروں کے سربراہان کا کردار ادا کرنا چاہئے اور خود کو اس قابل بنانا چاہئے کہ وہ خاندان کے لئے مال و متاع فراہم کر سکے اور اور اہم خاندانی فیصلے لے سکے۔ اگرچہ یہ خیالات معاشرے کے بہت سے شعبوں میں غالب ہیں، روایتی عقائد پر متبادل صنفی کرداروں کے نقطہ نظر میں اکیسویں صدی میں اضافہ ہوا ہے۔ صنفی کردار کے بارے میں مختلف مضامین مختلف قسم کے نقطہ نظر کی پیش کش کرتے ہیں۔

صنفی کرداروں کے بارے میں ایک ماحولیاتی نقطہ نظر یہ بتاتا ہے کہ صنفی کردار افراد، برادریاں اور ان کا ماحول کے مابین تعامل سے پیدا ہوتے ہیں، یعنی، جب لوگ انفرادی طور پر صنفی کرداروں کی تعمیر میں کوئی ایک کردار ادا کرتے ہیں تو اسی طرح جسمانی اور معاشرتی میں بھی اپنا کردار ادا کرتے ہیں۔ صنفی کردار کے بارے میں حیاتیاتی نقطہ نظر سے پتہ چلتا ہے کہ خواتین کو نسوانی صنفی کردار کے ساتھ فطری تعلق

ہے اور یہ کہ مردوں کو مردانہ صنفی کردار کے ساتھ فطری وابستگی ہے۔ تاہم حیاتیاتی نقطہ کسی موجود کردار کو کسی دوسرے کردار سے فطری طور پر زیادہ اہمیت رکھنے کی رائے سے اتفاق نہیں کرتا ہے۔ ایک سماجی نقطہ نظر ان صنفی کرداروں کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ مردانہ اور نسوانی کردار سماج میں سیکھے جاتے ہیں۔ اور یہ کہ مردانہ اور نسوانی صنفی کردار مرد اور عورت کی حیاتیاتی خصوصیات کے لئے لازمی طور پر ایک دوسرے سے جڑے ہوئے نہیں ہیں۔

ماہر سماجیات معاشرے میں مردانہ اور نسوانی صنفی کردار کے متعلق اقدار کے مختلف معنوں کا مطالعہ کرتے ہیں۔ متعلقہ سماجی نقطہ نظر سے صنفی کرداروں کے بارے میں ایک نسوانی نقطہ نظر ہو سکتا ہے جو اس بات پر زور دیتے ہیں کہ چونکہ صنفی کردار سیکھے جاتے ہیں لہذا وہ نہیں بھی سیکھے جا سکتے ہیں اور یہ کہ نئے اور منفرد کردار تخلیق بھی کیے جا سکتے ہیں۔ نسوانی نقطہ نظر اس بات کی نشاندہی کرتے ہیں کہ، صنفی کردار مردوں اور عورتوں کے لئے صرف مناسب طرز عمل کے بارے میں ہی خیالات نہیں ہیں بلکہ یہ طاقت کی مختلف سطحوں سے بھی منسلک ہیں جو معاشرے میں مردوں اور عورتوں کی ملکیت ہے۔ جیسا کہ یہ مثالیں ظاہر کرتی ہیں، صنفی کردار صنف کے بارے میں دقیانوسی تصورات کی بنیاد پر تخلیق کی جاتی ہے۔ صنفی دقیانوسی تصورات مردوں اور عورتوں کے درمیان اختلافات کے بارے میں حد سے زیادہ سادہ فہیم ہیں۔ بعض اوقات مناسب صنفی کرداروں کے بارے میں ان کے صنفی دقیانوسی تصورات کی بنیاد پر منحصر ہوتے ہیں۔ صنفی دقیانوسی تصورات میں مردوں اور عورتوں کی فطرت کے بارے میں مبالغہ آرائی یا غلط بیانی بھی شامل ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر مردوں کے بارے میں ایک عام صنفی دقیانوسی تصور یہ ہے کہ وہ جذباتی نہیں ہوتے ہیں اور دوسری طرف، خواتین کو عام طور پر غیر منطقی کے طور پر دقیانوس یا حد سے زیادہ جذباتی سمجھا جاتا ہے۔

3.5 صنفی کرداروں کی اقسام (Types of Gender Roles)

موزر (1993) کے بقول خواتین کو عام طور پر تین طرح کا کردار ادا کرنا ہوتا ہے:

(i) تولیدی (ii) پیداواری (iii) کمیونٹی مینجمنٹ سرگرمیاں، جبکہ مرد بنیادی طور پر دو یعنی پیداواری اور اجتماعی سیاسی سرگرمیاں انجام دیتے ہیں۔

تولیدی کردار، بچے کی پرورش/تربیت کی ذمہ داریاں اور خواتین کے ذریعہ کیے گئے گھریلو کام، لیبر فورس کی دیکھ بھال اور افزائش کی ضمانت دینے کے لئے ضروری ہیں۔ اس میں نہ صرف حیاتیاتی افزائش شامل ہے بلکہ ورک فورس (مرد پارٹنر اور کام کرنے والے بچے) کی دیکھ بھال اور محافظت اور مستقبل کی ورک فورس (نوزائیدہ بچے اور اسکول جانے والے بچے) بھی شامل ہیں۔ پیداواری کردار میں مردوں اور عورتوں دونوں کے ذریعہ نقد تنخواہ بھی شامل ہے۔ اس میں تبادلے کی قیمت کے ساتھ مارکیٹ کی پیداوار اور گزر بسر/گھریلو پیداوار کے ساتھ، اور اصل استعمال کی قیمت کے ساتھ ممکنہ تبادلے کی قیمت بھی شامل ہیں۔ زرعی پیداوار میں خواتین کے لئے آزاد کسان، کسان کی بیویاں اور اجرت پر کام کرنے والے مزدور شامل ہیں۔

کمیونٹی سرگرمیوں میں خواتین کے ذریعہ انجام دی جانے والی بنیادی طور پر ان کی تولیدی صلاحیت کی توسیع کے طور پر کمیونٹی کی سطح

پر انتظام کا کردار ادا کرنا، اجتماعی کھپت کے نایاب وسائل جیسے پانی، صحت کی دیکھ بھال اور تعلیم کی فراہمی اور دیکھ بھال کو یقینی بنانے کے لئے محنت کرنا شامل ہیں۔ یہ بغیر معاوضے کا کام ہے جو خالی وقت میں کیا جاتا ہے۔ کمیونٹی سرگرمیاں جو بنیادی طور پر کمیونٹی میں مردوں کے ذریعہ انجام دی جاتی ہیں سیاسی کردار کی سطح، رسمی سیاسی سطح پر انتظام کرنا جو اکثر قومی سیاست کے فریم ورک کے اندر ہوتا ہے۔ یہ عام طور پر تنخواہ والا کام ہے جو یا تو براہ راست یا بالواسطہ حیثیت یا طاقت کی شکل میں ملتا ہے۔ ہر سماجی و اقتصادی ماحول میں صنفی بنیاد پر مزدوری کی تقسیم مردوں اور عورتوں کے کردار کا تعین کرتی ہے۔ چونکہ مرد اور عورتیں مختلف کردار ادا کرتے ہیں انہیں اکثر بہت مختلف ثقافتی، ادارہ جاتی، جسمانی اور معاشی رکاوٹوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

3.6 پدر سری اور مادر سری کا تصور (The Concept of Patriarchy and Matriarchy)

پدر سری (Patriarchy)

ایسے معاشروں میں جہاں خاندان کی نسل اور نسب باپ کی طرف سے چلتا ہے انہیں پدر سری (Patrilineal) یا ابوی معاشرہ کہا جاتا ہے۔ اس کے برعکس جن معاشروں میں خاندان کی نسل اور نسب ماں کی طرف سے چلتا ہے انہیں مادر سری (Matrilineal) یا مادری معاشرہ کہا جاتا ہے۔ ایسے معاشروں میں نسب، جائیداد کی وراثت، خاندانی القابات اور دیگر قیمتی اثاثوں کی منتقلی کے اصول طے کیے جاتے ہیں۔ مختلف معاشروں میں یہ سب کچھ یا تو مرد کی نسل کے ذریعے منتقل ہوتا ہے یا عورت کی نسل کے ذریعے۔ دنیا کے بیشتر معاشرے پدر سری ہیں جبکہ مادر سری معاشرے نسبتاً کم پائے جاتے ہیں۔

پدر سری (Patriarchy) ایک اصطلاح ہے جسے خاص طور پر حقوقِ نسواں (Feminist) کے ماہرین نے عام کیا۔ یہ لفظ قدیم یونانی زبان کے لفظ پیٹریارک (Patriarch) سے نکلا ہے جس کے معنی ہیں خاندان کا بزرگ مرد سے ہے۔ پدر سری معاشرہ وہ ہوتا ہے جس میں اختیار، طاقت اور فیصلہ سازی کا مرکز مرد، خصوصاً خاندان کا بزرگ مرد ہوتا ہے اور یہی اختیار ایک نسل سے دوسری نسل تک منتقل ہوتا رہتا ہے۔

آکسفورڈ ڈکشنری کے مطابق پدر سری ایسا سماجی یا حکومتی نظام ہے جس میں باپ یا خاندان کا سب سے بڑا مرد خاندان اور نسل کا سربراہ ہوتا ہے اور نسب بھی مرد کی طرف سے شمار کیا جاتا ہے۔

آج کے دور میں پدر سری کی اصطلاح ایسے معاشرے کی وضاحت کے لیے بھی استعمال ہوتی ہے جہاں مردوں اور عورتوں کے درمیان طاقت کی غیر مساوی تقسیم پائی جاتی ہے۔ اس نظام میں عورتیں مختلف شعبوں میں منظم طور پر محرومی اور امتیازی سلوک کا شکار ہوتی ہیں۔ اس کی مثالیں افرادی قوت میں خواتین کی کم نمائندگی، فیصلہ سازی کے عہدوں پر ان کی محدود موجودگی اور سرکاری اداروں میں ان کی کم شمولیت کی صورت میں دیکھی جاسکتی ہیں۔

خواتین کے خلاف تشدد بھی پدر سری معاشرے کی ایک اہم خصوصیت ہے۔ خاص طور پر نسلی، طبقاتی یا دیگر اقلیتی گروہوں سے تعلق رکھنے والی خواتین کو ایک ہی وقت میں کئی طرح کے امتیاز اور ظلم کا سامنا کرنا پڑتا ہے کیونکہ ان کی شناخت کے مختلف پہلو ایک دوسرے

سے جڑے ہوتے ہیں۔ جنگ اور مسلح تنازعات کے دوران بھی خواتین کے جسم کو طاقت کے اظہار اور جبر کے ایک ذریعے کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے جس کی ایک سنگین مثال اجتماعی عصمت دری ہے۔

نسوانی نظریات میں پدر سری کا تصور ایک سادہ یا یک رخی تصور نہیں بلکہ اس کے مختلف پہلو اور تشریحات ہیں۔ عام طور پر اس اصطلاح سے مراد وہ طاقت کے تعلقات ہیں جن کے ذریعے مرد عورتوں پر غلبہ رکھتے ہیں اور معاشرے میں اپنی بالادستی قائم رکھتے ہیں۔

مادر سری(Matriarchy)

آکسفورڈ انگلش ڈکشنری (او ای ڈی) کے مطابق مادریت ایک ایسی سماجی تنظیم کی شکل ہے جس میں ماں یا گھر کی سب سے بڑی عورت کی سربراہی ہوتی ہے۔ اس میں خاندان، نسب اور تعلقات کا حساب عورت کے ذریعے لگایا جاتا ہے۔ بنیادی طور پر مادر سری سے مراد ایک ایسا معاشرہ ہے جس میں اقتدار خاندان کے ارکان، انفرادی اور معاشرتی سطح پر عورت کے ہاتھ میں ہوتا ہے اور اسے عورت کے ذریعے ہی منتقل کیا جاتا ہے۔ مادر سری معاشرے میں خواتین بنیادی طور پر روزگار، فیصلہ سازی کے عمل میں اور اس مال پر قبضے کے معاملے میں اقتدار پر ہوتی ہیں۔

ایسے بہت سے مطالعات ہیں جو ظاہر کرتے ہیں کہ مادری معاشروں میں بھی نسل، طاقت کا ڈھانچہ یا تو مساوات پر مبنی ہے یا رسمی طور پر والد یا کوئی اور مرد شخصیت اس پر حاوی ہوتا ہے۔ ایک سماجی نظام کو مادر سری قرار دینے کے لئے ایک ایسی ثقافت کی پیروی کرنے کی ضرورت ہوگی جو عورت کی تعریف کرتی ہو یا جس میں خواتین ایک مستند موقف میں ہوں اور جس میں ان کی بالادستی پر غور کیا جارہا ہو۔ وسیع پیمانے پر زندگی کے ایک طریقے کے طور پر پدر سری نے مردوں کو اتنا ہی متاثر کیا ہے جتنا کہ اس نے دنیا بھر میں خواتین کو متاثر کیا ہے۔ زیادہ تر قوم کے وجود کے ساتھ پدر سری فطرت میں مردوں کو خاندان کا کمانے والا بننے پر مجبور کیا جاتا ہے جبکہ خواتین کو اس کی دیکھ بھال کرنے والی بننے پر مجبور کیا جاتا ہے۔ صنفی کرداروں کے مسائل ہمیشہ سے رہے ہیں جن پر محققین کی طرف سے وقت کے ساتھ ساتھ تحقیق اور بحث بھی کی گئیں ہیں۔ اگر صنفی کردار کے برعکس معاملہ کرنا ہے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ ان روایتی کرداروں کو تبدیل کیا جائے یعنی مرد خاندان کی دیکھ بھال کرنے والے اور عورتیں کمانے والی بنیں۔ لیکن یہاں اہم سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا یہ چیلنج پدر سری کے اصول اور صنفی مساوات کے حصول کے لئے کافی ہیں۔

وہ جوڑے (زوجین) جن کے صنفی کرداروں کو الٹ دیا گیا ہے انہیں اپنے شناخت کا احساس اور مساوات حاصل کرنے کے لئے اپنی قربت کو متوازن کرنے کی کوشش کرنی ہوگی۔ کام کی جگہ کی ثقافتیں اب بھی روایتی صنفی دقیانوسی تصورات سے جڑی ہوئی ہیں۔ جب مرد اپنے خاندان کی دیکھ بھال کرنے والے بن جاتے ہیں تو ان کی مردانگی اور انکے کردار پر اکثر سوال اٹھائے جاتے ہیں اور انہیں حقیر سمجھا جاتا ہے خواتین جنکو دیکھ بھال کا کردار ادا کرنے والی سمجھا جاتا ہے تو ان سے بھی اس وقت سوالات کئے جاتے ہیں جب وہ قیادت کے عہدوں پر فائز ہوتی ہیں اور ان کے کردار کو کام کی جگہ اور گھر کے درمیان تقسیم کیا جاتا ہے۔ پرجوش خواتین، جو تنظیموں میں قیادت کی اعلی سطح پر ہوتی ہیں انہیں اکثر بری ماؤں کی شکل میں پیش کیا جاتا ہے اور ان کی مادری جبلت پر سوال اٹھائے جاتے ہیں۔ جدید کاری معاشرے میں دقیانوسی کرداروں کی کارکردگی سمجھوتہ کرنے والی ہوتی ہے بھلے ہی کمائی کی کمی یا بیرونی اثرات کی وجہ سے اس طرح کے کردار فطری اور اختراعی ہی رہیں۔ لہٰذا صنفی

کردار کی تبدیلی پدر سری مسئلے کا حل نہیں ہے بلکہ جس چیز کی ضرورت ہے وہ دقیانوسی تصورات کی بنیاد پر صنفی کرداروں سے آزادی ہے اور مردوں اور عورتوں کو اتنا بااختیار بنایا جائے کہ وہ اپنے پیشوں کو آگے بڑھا سکیں اور بنیادی اقدار اور خوبیوں کو پسند کر سکیں اور اسے برقرار رکھ سکیں۔

3.7 جبر اور تشدد (جنسی، ذات پات، طبقہ اور معذوری)(Oppression and Violence)

سماج کے مختلف ارکان کے درمیان طاقت کے تعلقات کا ملاپ معاشرہ میں پدر سری کی بنیاد بناتا ہے۔ یہ طاقت کے تعلقات مرد اور عورتیں، دو مردوں یا دو عورتوں کے درمیان ہو سکتے ہیں۔ جیسا کہ پہلے بحث کی گئی ہے کہ پدر سری ماحول میں طاقت ایک بنیادی خصوصیت ہے اور پدر سری کے مفادات کے تحفظ کے لئے انتہائی اہم کردار ادا کرتی ہے۔ طاقت خاندان کی ماں کے پاس بھی ہو سکتی ہے اور وہ بھی مالی یا جسمانی آزادی یا جہیز کے معاملے میں اپنے بچوں یا بہو پر ظلم کر سکتی ہے۔ اس طرح کے طاقت کے تعلقات پدر سری کے غلبے کو بڑھاوا دیتے ہیں جو صنفی بنیاد پر تشدد پیدا کرنے میں نمایاں کردار ادا کرتا ہے۔ اس طرح کا غلبہ اور تشدد مزید اقتدار کو جوں کا توں برقرار رکھتا ہے۔ پدر سری ایک ساختی قوت ہے جو طاقت کے تعلقات پر اثر انداز ہوتی ہے چاہے وہ جسمانی یا ذہنی طور پر بد سلوکی ہوں یا نہیں۔

ہندوستان روایتی طور پر مردوں کے غلبے والا معاشرہ رہا ہے جہاں خواتین اور ان کا جسم اپنے روز مرہ کی زندگی میں جسمانی اور ذہنی مظالم کا شکار رہے ہیں۔ مثال کے طور پر پبلک ٹرانسپورٹ میں چھیڑ چھاڑ، راستے میں چھیڑ چھاڑ، ڈکیتی اور عصمت دری ان کی زندگی کی دنیاوی حقیقت بن جاتے ہیں۔ کسی بھی قوم کی ترقی کا فیصلہ صرف معاشی اور شماریاتی عوامل کے لحاظ سے نہیں کیا جاتا ہے بلکہ یہ سماجی میدان میں جرائم کی شرح پر بھی بہت زیادہ منحصر ہوتا ہے۔ جدید ہندوستانی معاشرے میں عصمت دری، سفاکانہ قتل، ہراسانی، حملہ اور چین چھیننا وغیرہ واقعات عام ہو گئے ہیں۔ روزمرہ کے معمولات میں خواتین کے خلاف تشدد جہیز کی بنیاد پر اموات، قتل، دلہن کو جلانے کے واقعات وغیرہ میں کافی اضافہ ہوا ہے۔ خواتین کے خلاف تشدد میں بیک وقت اضافہ ملک کی سماجی، اقتصادی، سیاسی اور ثقافتی ترقی میں رکاوٹ بن رہا ہے۔

3.8 خاندان کے تناظر میں صنفی کردار کا تاریخی نقطہ نظر

(Historical Perspective of Gender Roles in the Context of Family)

خاندان میں صنفی کرداروں کو سمجھنے کے لیے ان کے تاریخی پس منظر کا جائزہ لینا ضروری ہے۔ تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ مختلف ادوار میں سماجی اقدار، ثقافتی روایات اور معاشرتی توقعات نے مردوں اور عورتوں کے کردار متعین کیے۔ اس تاریخی تناظر سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ روایتی صنفی کردار کیسے وجود میں آئے، وقت کے ساتھ کیسے تبدیل ہوئے اور خاندان کے ڈھانچے اور باہمی تعلقات پر کس طرح اثر انداز ہوتے رہے۔ قدیم تہذیبوں میں صنفی کردار مذہبی عقائد اور ثقافتی روایات سے گہرا تعلق رکھتے تھے۔ اس دور میں خاندانی نظام عموماً پدر سری تھا جہاں مرد کو خاندان کا سربراہ سمجھا جاتا تھا۔ مرد کی بنیادی ذمہ داری شکار، زراعت یا دیگر ذرائع سے معاش فراہم کرنا، خاندان کی حفاظت کرنا اور اہم فیصلے کرنا تھی۔ اس کے برعکس، خواتین کی ذمہ داریاں گھر تک محدود تھیں، جن میں بچوں کی پرورش، کھانا پکانا اور گھریلو امور کی دیکھ بھال

شامل تھی۔ وقت گزرنے کے ساتھ یہ تقسیمِ کار ایک مضبوط سماجی روایت بن گئی اور آنے والی نسلوں کی سماجی تربیت کا حصہ بنتی چلی گئی۔

معاشروں کی ترقی کے ساتھ صنفی کردار بھی زیادہ منظم اور پیچیدہ ہوتے گئے۔ مثال کے طور پر، نشاۃِ ثانیہ (Renaissance) کے دور میں صنفی اصولوں پر سختی سے عمل کیا جاتا تھا۔ خواتین سے عاجزی، فرمانبرداری اور گھریلو ذمہ داریوں کی توقع کی جاتی تھی جبکہ مرد کو خاندان کا فکری، اخلاقی اور سماجی رہنما تصور کیا جاتا تھا۔ اسی دور میں علیحدہ دائروں (Separate Spheres) کا تصور مضبوط ہوا جس کے مطابق عورت کا دائرۂ کار گھر اور مرد کا دائرۂ کار عوامی زندگی قرار پایا۔

صنعتی انقلاب نے خاندان کے اندر صنفی کرداروں میں ایک اہم تبدیلی پیدا کی۔ معاشی ڈھانچے میں تبدیلی کے نتیجے میں مرد بڑی تعداد میں گھر سے باہر روزگار اختیار کرنے لگے جبکہ خواتین کی ذمہ داریاں بدستور گھریلو امور تک محدود رہیں۔ اس دور میں علیحدہ دائروں کے نظریے کو مزید تقویت ملی جس کے مطابق مرد اور عورت کے سماجی کردار ایک دوسرے سے الگ تصور کیے گئے۔

بیسویں صدی میں سماجی، معاشی اور سیاسی تبدیلیوں نے صنفی کرداروں میں نمایاں تبدیلی پیدا کی۔ دوسری جنگِ عظیم کے دوران بڑی تعداد میں مرد جنگ میں شریک ہوئے جس کے باعث خواتین کو افرادی قوت کا حصہ بننا پڑا۔ اس تبدیلی نے روایتی صنفی تصورات کو چیلنج کیا اور بعد میں ابھرنے والی نسوانی تحریکوں کے لیے راہ ہموار کی۔ بیسویں صدی کے دوسرے نصف میں خواتین کی افرادی قوت میں شرکت میں اضافہ ہوا جبکہ مرد بھی بچوں کی پرورش اور گھریلو ذمہ داریوں میں پہلے کے مقابلے میں زیادہ شریک ہونے لگے۔ تاہم، صنفی کرداروں کا تاریخی ارتقا مکمل طور پر مساوات کی طرف ایک مسلسل سفر نہیں رہا۔ اگرچہ مختلف ادوار میں اہم پیش رفت ہوئی، لیکن صنفی دقیانوسی تصورات اور روایتی توقعات بڑی حد تک برقرار رہیں۔ آج بھی صنفی مساوات کے لیے جدوجہد جاری ہے کیونکہ سماجی رویّے اور ثقافتی تصورات اکثر قانونی اور ادارہ جاتی تبدیلیوں کے مقابلے میں زیادہ آہستہ تبدیل ہوتے ہیں۔

3.9 خاندان میں روایتی صنفی کردار (Traditional Gender Roles in the Family)

خاندان معاشرے کے ایک چھوٹے سے حصے کے طور پر، ایک طویل عرصے سے ایک تماشہ گاہ (تھیٹر) رہا ہے جہاں روایتی صنفی کردار اسکرپٹ کے ساتھ ادا کیے جاتے ہیں۔ یہ کردار جو ثقافتی اور تاریخی سیاق و سباق میں گہرے طور پر سرایت کرتے ہیں افراد کے لئے ان کی صنف کی بنیاد پر تفویض کردہ توقعات اور طرز عمل کو طے کرتے ہیں۔

ان روایتی کرداروں کا اثر گہرا اور کثیر الجہات ہے۔ مردوں کے لئے، بنیادی فراہم کنندہ ہونے کی توقع ان کے کیریئر میں کامیاب ہونے کے لئے بہت زیادہ دباؤ ڈال سکتی ہے۔ مردانگی کی سماجی تعریف، جو معاشی کامیابی اور طاقت سے جڑی ہوئی ہے تناؤ اور اضطراب کا باعث بن سکتی ہے کیونکہ مرد کام اور خاندانی زندگی کی پیچیدگیوں سے گزرتے ہیں۔ اس کے برعکس، گھریلو دائرے تک محدود خواتین کو اپنی امنگوں میں کمی کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔ دیکھ بھال کرنے والوں اور گھریلو خواتین کی پرورش کرنے کے لئے ان پر رکھی گئی توقعات پیشہ ورانہ اور ذاتی ترقی کے لئے ان کے مواقع کو محدود کر سکتی ہیں۔

یہ انفرادی اثرات کے علاوہ روایتی صنفی کردار پورے خاندان کی حرکیات کو تشکیل دیتے ہیں۔ مرد خود کو ذمہ داری کے بوجھ تلے دبا

سکتے ہیں جبکہ خواتین گھر کے اندر اپنے تعاون کے لئے کم قدر محسوس کر سکتی ہیں۔ یہ کردار بچوں کی نشوونما پر بھی اثرانداز ہو سکتے ہیں۔ دقیانوسی تصورات کو برقرار رکھ سکتے ہیں نیز مستقبل کے خاندانوں میں صنفی کرداروں کے بارے میں ان کی توقعات کو تشکیل دے سکتے ہیں۔

روایتی صنفی کرداروں کا تسلسل صرف انفرادی انتخاب کا نتیجہ نہیں ہے۔ ان میں معاشرتی توقعات اور ثقافتی اقدار اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ میڈیا، ادب اور ثقافتی نمائندگی اکثر ان کرداروں کو تقویت دیتے ہیں اور اسے ہمیشہ برقرار رکھنے میں مدد کرتے ہیں جو طرز عمل اور توقعات کو معمول پر لانے میں کردار ادا کرتے ہیں۔ ان روایتی اصولوں کو توڑنے، گہرے عقائد کو چیلنج کرنے اور معاشرتی توقعات کو از سر نو بیان کرنے کے لئے اجتماعی کوشش کی ضرورت ہے۔ روایتی صنفی کرداروں سے پیدا ہونے والے چیلنجوں کے باوجود ان حرکیات کو نئی شکل دینے میں افراد اور خاندانوں کی ایجنسی کو تسلیم کرنا ضروری ہے۔ دقیانوسی تصورات کو چیلنج کرنے، کھلی بات چیت کی حوصلہ افزائی کرنے اور صنف کے بجائے مہارت کی بنیاد پر ذمہ داریوں کو دوبارہ تقسیم کرنے کے اقدامات زیادہ منصفانہ خاندانی ڈھانچے کو فروغ دینے کی طرف ضروری اقدامات ہیں۔ اس میں صنف سے قطع نظر خاندان کے ہر رکن کی طرف سے کی جانے والی متنوع خدمات کو تسلیم کرنا اور ان کی قدر کرنا بھی شامل ہے۔

خاندان میں روایتی صنفی کردار تاریخی، ثقافتی اور سماجی عوامل کی پیداوار ہیں۔ اگرچہ وقت کے ساتھ ان میں نمایاں تبدیلی آئی ہے لیکن ان کے اثرات آج بھی خاندانی زندگی اور سماجی تعلقات میں واضح طور پر محسوس کیے جا سکتے ہیں۔ ان کرداروں کی تاریخی اور سماجی بنیادوں کو سمجھنا اس لیے ضروری ہے کہ اس سے زیادہ بامعنی مکالمے کی راہ ہموار ہوتی ہے اور ایسے خاندانی نظام کی تشکیل ممکن ہوتی ہے جو زیادہ مساوی، جامع اور انصاف پر مبنی ہو۔ اس لیے خاندان میں صنفی کرداروں کی از سرِ نو تشکیل صرف ایک انفرادی ضرورت نہیں بلکہ ایک اہم سماجی تقاضا بھی ہے۔ اس عمل میں معاشی عوامل بھی اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ اگرچہ آج دوہری آمدنی والے خاندانوں کی ضرورت کو پہلے سے زیادہ تسلیم کیا جا رہا ہے لیکن معاشی نظام اور کام کی جگہوں کی پالیسیاں ابھی تک اس تبدیلی کے مطابق مکمل طور پر ہم آہنگ نہیں ہو سکیں۔ غیر مساوی اجرت، والدین کی رخصت (Parental Leave) کی مناسب سہولت کا فقدان اور کام کے اوقات میں لچک کی کمی ایسے اہم مسائل ہیں جو ان خاندانوں کے لیے مشکلات پیدا کرتے ہیں جو گھریلو اور معاشی ذمہ داریوں کو مساوی انداز میں تقسیم کرنا چاہتے ہیں۔

3.10 صنفی کرداروں میں متحرک تبدیلی

(Exploring Gender Roles in Family Dynamics)

حالیہ دہائیوں میں خاندان کے اندر صنفی کرداروں کے منظر نامے میں گہری تبدیلی آئی ہے۔ بدلتے ہوئے سماجی، اقتصادی اور ثقافتی تصورات نے بدلتی ہوئی حرکیات کو جنم دیا ہے جو روایتی توقعات کو چیلنج کرتے ہیں اور ان کی از سر نو توضیح کرتے ہیں۔ خاندان کے اندر صنفی کرداروں کا روایتی خاکہ جس میں مردوں اور عورتوں کے لئے الگ الگ دائرے شامل ہیں۔ اس خاکے نے بہت زیادہ تبدیلی دیکھی ہے۔ معاشی تبدیلیاں، جیسے افرادی قوت میں خواتین کی بڑھتی ہوئی شرکت نے مردوں کو واحد کمانے والے کے تصور کو چیلنج کیا ہے۔ آج خواتین اپنے کیریئر کی پیروی کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے راستے میں آنے والے رکاوٹوں کو سے بحسن وخوبی نمٹ رہی ہیں نیز فیملی کی آمدنی میں اہم کردار ادا

کر رہی ہیں۔ اس معاشی آزادی نے خاندان کے اندر طاقت کی حرکیات کو نئے سرے سے بیان کیا ہے جس سے ذمہ داریوں کی زیادہ منصفانہ تقسیم کو فروغ ملا ہے۔

تعلیم نے صنفی کرداروں کے بارے میں تصورات کو تبدیل کرنے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ جیسے جیسے تعلیم تک رسائی زیادہ وسیع ہوتی جاتی ہے۔ مرد اور خواتین دونوں کو وسیع تر امکانات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ یہ نمائش روایتی دقیانوسی تصورات کو چیلنج کرتی ہے اور صنفی کرداروں کی زیادہ جامع تفہیم کو فروغ دیتی ہے۔ تعلیم یافتہ افراد روایتی توقعات پر سوال اٹھانے اور نئے سرے سے بات چیت کرنے کا زیادہ امکان رکھتے ہیں جس سے خاندان کے اندر کرداروں کی زیادہ متوازن تقسیم ہوتی ہے۔

صنفی کرداروں میں بدلتی ہوئی حرکیات کے پیچھے نسوانی تحریکوں کا ابھرنا ایک محرک قوت رہا ہے۔ مساوات کی وکالت کرتے ہوئے اور بنیادی اصولوں کو چیلنج کرتے ہوئے ان تحریکوں نے صنف کے بارے میں زیادہ جامع تفہیم کی راہ ہموار کی ہے۔ محدود دقیانوسی تصورات کو ختم کر کے اور اس خیال کو فروغ دے کر کہ افراد کو روایتی کرداروں کے مطابق ہونے کے بجائے ان کی صلاحیتوں کے لئے قدر کی جانی چاہئے۔ تانیثیت (فیمنزم) نے خاندانوں کے صنفی کرداروں کو سمجھنے کے طریقے کار میں ثقافتی تبدیلی پیدا کی ہے۔

تکنیکی ترقی اور عالمگیریت (گلوبلائزیشن) نے بھی خاندانی حرکیات کو تبدیل کرنے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ ڈیجیٹل دور نے دور دراز کے کام کی سہولت فراہم کی ہے جس سے خاندانی زندگی میں افراد کی شراکت میں زیادہ لچک پیدا ہوئی ہے۔ صنفی حرکیات میں تبدیلی کا اثر انفرادی تجربات سے آگے بڑھ کر خاندانی تعلقات کے تانے بانے کو شکل دینے تک پھیلا ہوا ہے۔ مشترکہ ذمہ داریاں اور فیصلہ سازی کے لئے زیادہ مساوی نقطہ نظر، صحت منداور زیادہ اطمینان بخش شراکت داری میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ ایسے خاندانوں میں، جہاں صنفی کردار لچکدار ہوں اور ذمہ داریاں افراد کی صلاحیتوں کے مطابق تقسیم کی جائیں وہاں پرورش پانے والے بچے بھی مساوات، باہمی تعاون اور مشترکہ ذمہ داری کے ان اصولوں کو اپنی زندگی کا حصہ بنا لیتے ہیں۔ یہی رویہ مستقبل میں ایک زیادہ منصفانہ، ترقی پسند اور جامع معاشرے کی تشکیل میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔

اگرچہ خاندان کے اندر صنفی کرداروں میں بدلتی ہوئی حرکیات اہم پیش رفت کی نمائندگی کرتی ہیں اس کے باوجود چیلنجز بدستور موجود ہیں۔ گہری جڑی ہوئی ثقافتی اقدار اور معاشرتی توقعات تبدیلی کی مزاحمت کر سکتی ہیں جس سے خاندانوں کے اندر تناؤ اور کشیدگی پیدا ہوتی ہے۔ مواصلاتی رکاوٹیں خاندان کے اندر صنفی کرداروں کی تشکیل نو کے پیش رفت میں رکاوٹ بن سکتی ہیں۔ نئے کرداروں اور ذمہ داریوں پر تبادلہ خیال اور بات چیت کے لئے کھلے مکالمے اور فعال سننے کی ضرورت ہوتی ہے۔ غلط فہمیاں، مؤثر مواصلاتی مہارتوں کی کمی، یا تصادم کا خوف اس عمل میں رکاوٹ بن سکتا ہے۔ خاندان کے افراد کے لیے ایسا ماحول ہونا چاہیے جہاں وہ اپنے خیالات، خدشات اور توقعات کھل کر بیان کر سکیں۔ ان چیلنجوں پر قابو پانے کے لیے کھلی بات چیت، باہمی تعاون اور صنفی مساوات کے لیے مشترکہ عزم ضروری ہے تاکہ ہر فرد اپنی جنس سے قطع نظر اپنی صلاحیتوں کے مطابق آگے بڑھ سکے اور اپنی زندگی کے فیصلے آزادانہ طور پر کر سکیں۔

3.11 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

خاندان معاشرے کی بنیادی اکائی ہے جہاں افراد کی اقدار، رویے اور طرزِ عمل تشکیل پاتے ہیں۔اس اکائی میں خاندان کے اندر صنفی مساوات کی اہمیت، روایتی صنفی کرداروں اوران میں آنے والی تبدیلیوں کا جائزہ لیا گیا ہے۔اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ خاندان میں ذمہ داریوں کی منصفانہ تقسیم، کھلی بات چیت، باہمی تعاون اور ایک دوسرے کے احترام سے مساوات پر مبنی ماحول قائم کیا جا سکتا ہے۔ایسے ماحول میں ہر فرد اپنی جنس سے قطع نظر اپنی صلاحیتوں کو بہتر انداز میں استعمال کر سکتا ہے جس سے نہ صرف خاندان مضبوط ہوتا ہے بلکہ ایک زیادہ منصفانہ اور مساوی معاشرے کی تشکیل میں بھی مدد ملتی ہے۔

3.12 کلیدی الفاظ (Key Words)

صنفی کردار: صنفی کردار وہ کردار ہیں جس میں مردوں اور عورتوں سے ان کی جنس کی بنیاد پر توقع کی جاتی ہے۔

پدر سری: پدر سری سماج کا وہ نظام ہے جس میں باپ یا گھر کے سب سے بڑے مرد کی سربراہی ہوتی ہے۔اس میں خاندان، نسب اور تعلقات کا حساب مرد کے ذریعے لگایا جاتا ہے

مادر سری :مادر سری سماج کا وہ نظام ہے جس میں ماں یا گھر کے سب سے بڑی عورت کی سربراہی ہوتی ہے۔اس میں خاندان، نسب اور تعلقات کا حساب عورت کے ذریعے لگایا جاتا ہے۔

3.13 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

1۔ بہت سے معاشرے میں مردوں کے ساتھ جڑا روایتی صنفی کردار کیا ہے؟

(a) کھانا پکانا (b) بچوں کی دیکھ بھال

(c) پیسہ کمانا (d) صفائی

2۔ خاندانی حرکیات کے تناظر میں، اصطلاح "صنفی کردار" سے کیا مراد ہے؟

(a) ایک شخص کی حیاتیاتی جنس (b) کسی کی جنس کی بنیاد پر طرز عمل کے لئے معاشرے کی توقعات

(c) ایک شخص کا جنسی رجحان (d) گھریلو کاموں کی تقسیم

3۔ تاریخی طور پر خاندان کے اندر خواتین کی بنیادی ذمہ داری کون سی مقرر کی گئی ہے؟

(a) مالی انتظام (b) فیصلہ سازی

(c) بچوں کی پرورش (d) سیاسی

4۔ کون سی اصطلاح خاندان میں شراکت داروں کے درمیان مشترکہ ذمہ داریوں اور فیصلہ سازی کے تصور کو بیان کرتی ہے؟

(a) روایتی کردار (b) صنفی مساوات

(c) پیٹریارکی (d) مادری زندگی

5۔ گزشتہ چند دہائیوں میں خاندان کے اندر صنفی کرداروں میں تبدیلیوں میں کس عنصر نے اہم کردار ادا کیا ہے؟

(a) معاشی تبدیلیاں اور خواتین کا افرادی قوت میں داخل ہونا

(b) مردوں اور عورتوں کے درمیان حیاتیاتی اختلافات

(c) ثقافتی روایات میں کوئی تبدیلی نہیں آئی

(d) مذہبی نظریات جو روایتی کرداروں کو فروغ دیتے ہیں

6۔ پدرسری کی اصطلاح "پیٹریارک" کس لفظ سے ماخوذ ہے؟

(a) یونانی (b) لاطینی

(c) جرمن (d) جاپانی

7۔ خاندانی کرداروں کے تناظر میں "صنفی دقیانوسی تصورات" کی اصطلاح سے کیا مراد ہے؟

(a) مردوں اور عورتوں کے کردار اور صفات کے بارے میں متعین اعتقادات

(b) صنف کی بنیاد پر والدین کی ذمہ داریاں

(c) ہر صنف کو تفویض کردہ قانونی ذمہ داریاں

(d) صنفی اختلافات کی حیاتیاتی بنیاد

8۔ صنفی کرداروں کے بارے میں معاصر بحث میں خاندانی حرکیات سے متعلق ایک عام مقصد کیا ہے؟

(a) روایتی کرداروں کو مضبوط بنانا (b) سخت صنفی امتیاز کو فروغ دینا

(c) زیادہ سے زیادہ صنفی مساوات کا حصول (d) صنفی درجہ بندی کو برقرار رکھنا

9۔ خاندانی کرداروں کے تناظر میں مندرجہ ذیل میں سے کون سا "مساوی پرورش" کے تصور کو بہترین طور پر بیان کرتا ہے؟

(a) روایتی صنفی کرداروں پر سختی سے عمل کرنا (b) مشترکہ ذمہ داریاں اور دونوں والدین کی مساوی شمولیت

(c) فیصلہ سازی میں مادری غلبہ (d) والدین کے فیصلوں پر پدرسری کنٹرول

10۔ کون سا سماجی عنصر خاندان کے اندر روایتی صنفی کرداروں کے بارے میں افراد کے تصورات اور پیروی پر اثر انداز ہو سکتا ہے؟

(a) تعلیمی پس منظر (b) معاشی حیثیت

(c) میڈیا کی نمائندگی (d) مندرجہ بالا سب

مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)

1۔ مادر سری اور پدر سری سے کیا مراد ہے؟ دونوں سماجی نظاموں میں کیا فرق ہے؟

2۔ پدر سری نظام کو مردوں کے غلبے کا نظام کیوں کہا جاتا ہے؟ وضاحت کریں۔

3۔ معاشرے میں مردانگی اور نسوانیت کے تصورات کیسے تشکیل پاتے ہیں؟ وضاحت کریں۔

4۔ صنفی کردار سے کیا مراد ہے؟ خاندان میں اس کی اہمیت بیان کریں۔

5۔ خاندان میں صنفی مساوات کے فروغ کے لیے کن اقدامات کی ضرورت ہے؟ مختصراً بیان کریں۔

طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)

1۔ صنفی کردار سے کیا مراد ہے؟ صنفی کرداروں سے وابستہ مختلف تصورات کی تفصیل سے وضاحت کریں۔

2۔ پدر سری اور مادر سری نظام کیا ہیں؟ دونوں کے تصورات کی وضاحت کرتے ہوئے ان کے درمیان بنیادی فرق بیان کریں۔

3۔ خاندان کے تناظر میں صنفی کرداروں کے تاریخی ارتقا کا جائزہ لیتے ہوئے نسوانی نقطۂ نظر کی وضاحت کریں۔

3.14 تجویز کردہ اکتسابی مواد (Suggested Learning Materials)

1۔ Beauvoir, Simone de, Constance Borde, and Sheila Malovany- Chevallier. 2010. The second sex. New York: Alfred A. Knopf.

2۔ Bhasin, Kamla. 2000. Understanding gender. New Delhi: Kali for

3۔ women.

4۔ Oakley, Ann. 2015. Sex, Gender and Society. Ashgate Publishing, Ltd.

5۔ Sen, Sujata. 2012. Gender Studies. Pearson.

اکائی 4۔ عصری سماج میں خاندان کی مطابقت

(Relevance of Family in Contemporary Society)

اکائی کے اجزا

4.0 تمہید

4.1 مقاصد

4.2 خاندان کی تعریف

4.3 خاندان بطور ادارہ

4.4 خاندانی شکل میں تغیرات

4.5 خاندان کی عالمگیر نوعیت

4.6 خاندان کی حیاتیاتی بنیاد

4.7 صنعتی سماج میں خاندان کا کردار

4.8 عصری سماج میں خاندان کی مطابقت

4.9 خاندان کی اہمیت

4.10 اکتسابی نتائج

4.11 کلیدی الفاظ

4.12 نمونہ امتحانی سوالات

4.13 تجویز کردہ اکتسابی مواد

4.0 تمہید (Introduction)

خاندان ایک پرانا ادارہ ہے جس کی مطابقت عصری سماج اہمیت کی حامل ہے۔ اگرچہ تیزی سے بدلتی ہوئی دنیا میں خاندان کی ساخت میں تبدیلی ہوئی ہے لیکن خاندان کی مطابقت پہلے سے کہیں زیادہ ہے۔ خاندان ایک ایسا ادارہ ہے جو ہر فرد کی زندگی میں مرکزی کردار ادا کرتا ہے۔ یہ انسانی زندگی، حمایت، سماجی کاری، ثقافتی تحفظ اور تعلق کے احساس کو تشکیل دینے کا کام کرتا ہے۔ خاندان کے مفادات کو عام طور پر فرد کے مفادات پر ترجیح دی جاتی ہے اور کسی کی ذاتی زندگی پر اثر انداز ہونے والے فیصلے جیسے شادی، سماجی تنظیم، گھر اور کیریئر کے راستے عام طور پر

کسی کے خاندان کی مشاورت سے کیے جاتے ہیں۔ یہ خاندان ہی ہے جو ہمیں ہماری بنیادی شناخت، ہماری سماجی حیثیت اور یہاں تک کہ نام بھی دیتا ہے۔ لوگ اپنے خاندان کی شوہرت کے لیے کام کرتے ہیں کیونکہ ایک فرد کا عمل ان کی برادری کے پورے خاندان کے ادارک (Perception) کو متاثر کر سکتا ہے۔

4.1 مقاصد(Objectives)

اس اکائی کا مقصد عصری سماج (Contemporary Society) میں خاندان کی مطابقت کو بیان کرنا ہے۔اس اکائی کا مطالعہ کرنے سے طلباءاس قابل ہو جائیں گے کہ

- عصری سماج میں خاندان کی مطابقت کو سمجھ سکیں۔
- عصری سماج میں خاندان کی مطابقت کے موضوع پر بحث کر سکیں۔

4.2 خاندان کی تعریف(Definitions of Family)

ابتدائی اور کلاسیکی ماہرین نے اس بات پر زور دیا کہ خاندان شادی، مشترکہ رہائش، جذباتی بندھن اور گھریلو خدمات کی شرائط پر مبنی ایک گروہ ہے۔اس کے علاوہ خاندان کی تعریف ازدواجی تعلقات، والدین کے حقوق اور فرائض، والدین اور بچوں کے درمیان باہمی تعلقات پر مبنی گروہ کے طور پر بھی کی گئی ہے۔ کچھ سماجی ماہرین کا خیال ہے کہ خاندان ایک سماجی گروہ ہے جس کی خصوصیات مشترکہ رہائش، معاشی تعاون اور تولید (Reproduction) ہے۔

موجودہ وقت میں خاندان کے تصور کو ہر سماج پر لاگو ہونے والے بعض معیارات کے لحاظ سے دیکھا جاتا ہے اور یہ محسوس کیا جاتا ہے کہ خاندان ایک بنیادی اکائی ہے جو جنسی، تولیدی، معاشی اور تعلیمی افعال کے پہلوؤں کو انجام دیتا ہے۔ان تعریفوں کو مد نظر رکھتے ہوئے ہم عام طور پر ایک خاندان کو بچوں یا ان کے بغیر شوہر اور بیوی کی پائیدار رفاقت کے طور پر تصور کرتے ہیں۔اس طرح خاندان کے افراد صرف ایک ساتھ ہی نہی رہتے بلکہ اپنے وسائل جمع کرتے ہیں اور مل کر کام کرتے ہیں۔ خاندان کو ایک بالغ مرد اور عورت کے طور پر بھی دیکھا جاتا ہے جو کم و بیش مستقل اپنی اولاد کے ساتھ رہتے ہیں۔

یہ تعریفیں سماجی گروہ بندی کے طور پر خاندان کی ان بنیادی باتوں کی نشاندہی کرتی ہیں جن کو درج ذیل بیان کیا گیا ہے۔

1۔ دو مخالف جنس کے درمیان جنسی تعلق۔

2۔ ایک ساتھ رہنا۔

3۔ ان کے درمیان تعلقات کا مستقل رہنے کی توقع۔

4۔ سب سے اہم یہ ہے کہ رشتہ ثقافتی طور پر بیان ہو اور سماجی طور پر منظور ہو۔

شادی اور خاندان ایسی چیز نہیں ہے جس میں لوگ خود ہی شامل ہوتے ہیں بلکہ دونوں افراد کے درمیان تعلق کا سماجی طور پر منظور ہونا

ضروری ہے۔یہ ایک معروف اور تسلیم شدہ حقیقت ہے کہ شادی خاندان کی بنیاد ہے۔ قانونی ادارے کے طور پر شادی ایک اہم عنصر (Factor)بن گیاہے جس کو رشتے کے طور پر پہچاناجاتاہے کیونکہ یہ وہ رشتہ ہے جس میں خاندان بنتےاور قائم رہتے ہیں۔

4.3 خاندان بطور ادارہ(Family as an Institution)

جیسا کہ آپ نے سیکھا کہ خاندان ایک ایسا سماجی ادارہ ہے جو ہر سماج میں اہم رول ادا کرتا ہے۔مختلف سماج میں خاندان کی مختلف شکلیں پائی جاتی ہیں۔زیادہ تر ماہرینِ سماجیات اور ماہرِ بشریات اس بات پر متفق ہیں کہ عالمی طور پر ایک خاندان کی سب سے عام خصوصیت خونی رشتے، شادی یا گود لینے کے ذریعے افراد اور ان کے درمیان تعلق پر مشتمل ہے۔خاندان سماج کے کسی دوسرے اداروں کی طرح پیچیدہ اور سماجی مسائل کے ارد گرد تشکیل پاتا ہے۔ہر سماج میں سماجی مسائل کا حل اجتماعی زندگی کے لیے ضروری ہے۔

جارج مرڈاک(1949)نے بنیادی خاندان کے ذریعے انجام پانے والے چار اہم کاموں کی فہرست دی ہے۔یہ افعال سماج کے چار بڑے مسائل کو حل کرنے کا کام کرتے ہیں۔

ان کے مطابق بنیادی خاندان دیگر سماجی اداروں کی طرح درج ذیل کام انجام دیتا ہے۔

1۔ جنسی تعلقات کو منظم کرنا۔(Regulate sexual relations)

2۔ معاشی بقا کا حساب۔(Account for economic survival)

3۔ تولید کو کنٹرول کرتا ہے۔(Controls reproduction)

4۔ بچوں کو سماجی بناتا ہے۔(Socialises children)

کچھ مفکرین کا خیال ہے کہ بچوں کی سماجی کاری خاندان کے مرکزی کاموں میں سے ایک ہے۔اس طرح خاندان ایک ادارے کے طور پر جنسی رویے کو منظم کرنے،اقتصادی طور پر زندہ رہنے، سماج اور ثقافت کے موثر فرد بننے اور سماجی مسائل کو حل کرنے میں مدد کرتا ہے۔

4.4 خاندانی شکل میں تغیرات(Variations in Family Form)

خاندانی شکلوں کی مختلف اقسام کو انسانی تاریخ میں دیکھا گیا ہے جو دلچسپی کا ایک ثقافتی رجحان ہے۔مثال کے طور پر رہائش کی بنیاد پر کچھ سماج شادی اور خاندانی رسم ورواج کے لحاظ سے ازدواجی (Matrilocal) ہوتے ہیں جبکہ دیگر پدرانہ (Patrilocal) ہیں۔سابقہ صورت میں شادی شدہ جوڑا دلہن کے والدین کے گھر رہائش اختیار کرتا ہے جبکہ بعد کی قسم میں جوڑا دولہے کے والدین کے گھر رہتا ہے۔ ہندوستان کے بیشتر حصوں میں رہائش پدرانہ ہے کیونکہ شادی کے بعد رہائش کی جگہ کا انتخاب کرنے کا حق بیوی کے بجائے شوہر کو زیادہ دیا جاتا ہے۔

نسب (Descent) کے مسئلے کو جاننا اتنا آسان نہیں ہے کہ کس کا تعلق کس سے ہوگا اور کیسے ہوگا۔وہ لوگ جو سماجی طور پر کسی مخصوص سماج کی طرف سے متعلقہ طور پر بیان کیے جاتے ہیں رشتہ دار کہلاتے ہیں۔لہذا نسب کے نقطہ نظر سے وراثت کا پتہ لگانے کے تین

مختلف طریقے ہیں۔ازدواجی سماج میں نسب کا پتہ زنانہ لکیر (Female Line) کے ذریعے ہوتا ہے اور پدرانہ سماج میں مردانہ لکیر (Male Line) کے ذریعے۔ بعض معاشروں میں دوطرفہ نسب وراثت کا سراغ لگایا جاتا ہے۔

اختیار کی بنیاد پر خاندان میں غلبہ اور فیصلہ سازی کا انداز ہر سماج میں دو مختلف نمونے (Patterns) نظر آتے ہیں۔پہلا پدرانہ (Patriarchal) جس میں اختیار مرد کے پاس ہوتا ہے اور مادری (Matriarchal) حکمرانی جس میں خواتین غالب ہوتی ہے۔ زیادہ تر سماج میں پدرانہ طرز عمل ہے۔ لیکن جدید دور میں سماجی اور ثقافتی تبدیلی نے فیصلہ سازی کا مساوی نمونہ قائم کیا ہے جس میں ازدواجی جوڑے کے درمیان اختیار کا اشتراک کیا جاتا ہے۔ پھر بھی ایک فرق شادی کے ذریعے تیار شدہ خاندان (Conjugal family) اور خون کے ذریعے خاندان (Consanguine family) کے افراد کی بنیاد پر کیا جاتا ہے۔ جب کہ شادی سے تیار شدہ خاندان والدین اور ان کے بچوں پر مشتمل ہوتا ہے اور خونی خاندان والدین اور خونی رشتہ داروں پر مبنی ہوتا ہے جیسے ماں، باپ، ان کے والدین، ان کے بچے وغیرہ۔

افراد کی بنیاد پر خاندان کو بنیادی خاندان (Nuclear family) اور توسیعی (Extended family) اقسام میں بھی درجہ بند کیا گیا ہے۔ بنیادی خاندان ایک شادی شدہ جوڑے اور ان کے بچوں پر مشتمل ہے۔ توسیع شدہ خاندان کو عام طور پر بنیادی خاندان کے طور پر بیان کیا جاتا ہے اور دونوں طرف کے تمام رشتہ دار ایک ساتھ رہتے ہیں۔

یہاں اس بات کی نشاندہی کی جاسکتی ہے کہ بنیادی خاندان کا مطلب خونی رشتہ ہے جس میں والدین اور ان کے بچے اور ان کے درمیان تعلق۔

4.5 خاندان کی عالمگیر نوعیت(Universal Nature of Family)

جیسا کہ اوپر بیان کیا ہے کہ خاندان تمام سماجی اداروں میں سب سے زیادہ مستقل اور وسیع ہے۔ خاندانی نظام کے بغیر کوئی انسانی سماج نہیں ہے۔ ہر سماج چاہے وہ بڑا یا چھوٹا، قدیم یا مہذب، قدیم یا جدید ہو اس نے نسلوں کی افزائش (Procreation of the species) اور جوانوں کی پرورش (Rearing of the young) کے عمل کو ادارہ جاتی شکل دی ہے۔ یہ ایک مستقل اور ہمہ گیر ادارہ ہے جو انسانی زندگی کے استحکام میں سے ایک ہے۔

اس لئے یہ جاننا ضروری ہے کہ خاندان کئی قسمیں ہیں اور ہر جگہ پہ ایک ہی قسم کا نہیں پایا جاتا مثال کے طور پر مغرب میں بنیادی خاندان پایا جاتا ہے۔ ایسے خاندان میں میاں بیوی اور ان کے بچے ہوتے ہیں۔ ہندوستانی دیہاتوں اور چھوٹے شہروں میں توسیع خاندان پائے جاتے ہیں۔ ہندوستان میں بھی بڑے پیمانے پر بنیادی خاندان پائے جاتے ہیں لیکن اکثر دیہاتوں میں خاص طور پر جہاں زرعی زمین، کاروبار اور تجارت سے وابستہ برادریوں میں توسیع خاندان پائے جاتے ہیں۔ اس قسم کے خاندان میں دو، تین یا بعض اوقات چار نسلوں کے افراد ایک ساتھ رہتے ہیں۔

4.6 خاندان کی حیاتیاتی بنیاد(Biological Basis of the Family)

خاندان کے ادارے کی وضاحت حیاتیاتی عنصر یعنی دو جنسوں کا وجود اور انسانی نسل میں تولید (Reproduction) کے جنسی کردار کے لحاظ سے کی جاتی ہے۔ یہ انسانی جنسی حرکات (Human sexual drive) کے طور پر ظاہر ہوتا ہے۔ خاندان ان تمام حیاتیاتی سرگرمیوں (biological activities) کو شادی کے زریعے جائز قرار دیتا ہے۔

خاندان کی خصوصیت اس کا محدود سائز ہے۔اس خصوصیت کی وجہ سے خاندان کی شناخت ایک بنیادی گروہ کے طور پر کی جاتی ہے۔ جس میں والدین، ان کے غیر شادی شدہ بچے یا شادی شدہ بچے شامل ہو سکتے ہیں۔ایسے بندھن جو محدود تعداد میں افراد کو جوڑتے ہیں جذباتی عوامل کا نتیجہ ہوتے ہیں جیسے محبت، باہمی پیار، خلوص وغیرہ۔ خاندان کی یہ جذباتی بنیاد اسے ہر سماج میں مثالی طور پر بنیادی گروہ بناتی ہے۔

4.7 صنعتی سماج میں خاندان کا کردار(Role of Family in Industrial Society)

بہت سے ماہرین سماجیات یہ محسوس کرتے ہیں کہ صنعت کاری اور سماجی تبدیلی کی وجہ سے جدید صنعتی سماج میں خاندان نے اپنے بہت سے تصورات کو کھو دیا ہے۔ کاروباری، سیاسی جماعتیں، اسکول، فلاحی اور تفریحی تنظیمیں (Welfare and Recreational Organizations)، کریچ (Creche) اور کھیل کے اسکول جیسے ادارے اب ان کاموں میں مہارت رکھتے ہیں جو پہلے صرف خاندان کے ذریعے انجام دیے جاتے تھے۔اس سے فرد کا اپنے خاندان اور رشتہ داروں پر انحصار کم ہوتا ہے۔ صنعتی سماج میں جغرافیائی نقل و حرکت کی شرح میں اضافہ، رشتہ داروں اور خاندانی افراد کے درمیان سماجی رابطے اور سماجی تعلق میں کمی کا باعث بنتی ہے۔ اس کے علاوہ سماجی نقل و حرکت اور جدید سماج میں حاصل شدہ حیثیت کی اہمیت نے خاندان کی اہمیت اور اس کی توسیع شدہ شکل کو کمزور کر دیا ہے۔ان سب کے باوجود صنعتی افرادی قوت کے تقاضوں کے مطابق (Demands of the industrial workforce) فراد کو سماجی بنانے میں ایک اہم کردار ادا کرتا ہے۔ مزید برآں، خاندان صنعتی زندگی کی تیز رفتار اور مسابقتی نوعیت (Competitive Nature) کی وجہ سے درپیش چیلنجوں سے نمٹنے کے لیے ایک معاون نظام بن جاتا ہے۔ چونکہ افراد اپنا زیادہ تر وقت کام کی جگہ گزارتے ہیں۔ خاندان ان افراد کو جذباتی مدد اور استحکام (Stability) کے لیے ایک پناہ گاہ کا کام کرتا ہے۔

4.8 عصری سماج میں خاندان کی مطابقت

(Relevance of Family in Contemporary Society)

خاندان سماج کی ایک بنیادی اکائی ہے اور عصری سماج میں کئی وجوہات کی بنا پر اس کی مطابقت ہمیشہ کی طرح مضبوط جن کو درج ذیل بیان کیا گیا ہے۔

1۔ **جذباتی مدد (Emotional Support):** خاندان کے سب سے اہم کاموں میں سے جذباتی مدد فراہم کرنا ہے۔ خاندان کے افراد وہ پہلے لوگ ہوتے ہیں جن سے ہم خوشی، غمی، یا تناؤ (Stressed) محسوس کرتے وقت رجوع کرتے ہیں۔ یہ افراد نہ صرف

ہمیں بے پناہ محبت و قبولیت فراہم کرتے ہیں بلکہ ہماری زندگی میں مشکل چیلنجوں سے نمٹنے میں بھی ہماری مدد کرتے ہیں۔

2۔ **سماج کاری (Socialisation):** خاندان فرد کو سماجی بنانے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ بچے اپنے والدین اور خاندان کے دیگر افراد سے سماجی اصول اور طرز عمل کے بارے میں سیکھتے ہیں۔ خاندان کے افراد بھی بچوں کی سماجی مہارتوں کو فروغ دینے اور دوسروں کے ساتھ تعلقات استوار کرنے میں مدد کرتے ہیں۔

3۔ **معاشی مدد (Economic Support):** خاندان اپنے افراد کو معاشی مدد بھی فراہم کرتا ہے۔ بچپن میں والدین اپنی اولاد کو مالی مدد فراہم کرتے ہیں اور جب بچے بالغ ہو جاتے ہیں تو وہ اپنے بوڑھے والدین کا سہارا بنتے ہیں۔ خاندان بچوں کی دیکھ بھال، گھریلو کام اور دیگر عملی ضروریات میں ایک دوسرے کی مدد بھی کرتا ہے۔

4۔ **تعلق کا احساس (Sense of Belonging):** خاندان تعلق کا احساس فراہم کرنے کا ایک ذریعہ ہے۔ خاندان کے افراد خونی رشتے، شادی، یا گود لینے کی بنا پر نہ صرف وہ ایک دوسرے سے جڑتے ہیں بلکہ وہ ایک مشترکہ تاریخ اور شناخت رکھتے ہیں۔ خاص طور پر مشکل کے وقت تعلق کا یہ احساس سکون اور طاقت کا ذریعہ بنتا ہے۔

5۔ **رول ماڈل (Role Models):** خاندان کے افراد بھی ایک دوسرے کے لیے رول ماڈل کے طور پر کام کرتے ہیں۔ بچے اپنے والدین اور خاندان کے دیگر افراد کے رویے سے چیزوں کو سیکھتے اور اپناتے ہیں۔ اس کے علاوہ والدین اپنی اولاد کو ہمدردی، ایمانداری اور ذمہ داری جیسے مثبت طرز عمل کا نمونہ بنا سکتے ہیں۔

6۔ **ثقافتی ترسیل (Cultural Transmission):** خاندان ثقافتی ترسیل میں بھی اہم کردار ادا کرتا ہے۔ خاندان کے افراد اپنی ثقافتی روایات اور عقائد اپنے بچوں کو منتقل کرتے ہیں۔ اس سے یہ یقینی بنانے میں مدد ملتی ہے کہ ثقافتی ورثے کو ایک نسل سے دوسری نسل تک محفوظ رکھا جائے۔

عصری سماج میں رونما ہونے والی بہت سی تبدیلیوں کے باوجود خاندان متعلقہ رہا ہے۔ درحقیقت کچھ ماہرین کا کہنا ہے کہ خاندان کی مطابقت آج کی دنیا میں اور بھی زیادہ اہم ہے کیونکہ لوگوں کو مختلف چیلنجوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے جیسے کہ معاشی، سماجی تنہائی، ذہنی صحت کے مسائل وغیرہ۔ خاندان ایک ایسا ادارہ ہے جو ان تمام مسائل کو دور کر سکتا ہے۔ خاندان تناؤ اور صدمے سے نمٹنے میں لوگوں کی مدد کرتا ہے۔ تحقیق سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ مضبوط سماجی نیٹ ورک والے لوگ تناؤ اور صدمے سے بہتر طور پر نمٹنے کے قابل ہوتے ہیں۔ آج کے بڑھتے ہوئے صنعتی اور انفرادیت پسند سماج میں بہت سے لوگ دوسروں سے الگ تھلگ اور منقطع محسوس کرتے ہیں۔ اس سماجی تنہائی کو کم کرنے میں خاندان اہم کردار ادا کرتا ہے۔

اس لئے یہ کہنا ہرگز غلط نہیں ہے کہ خاندان عصری سماج میں ایک اہم سماجی ادارہ ہے۔ یہ جذباتی مدد، سماج کاری، معاشی مدد، تعلق کا احساس، رول ماڈل اور ثقافتی ترسیل فراہم کرتا ہے۔ خاندان لوگوں کو تناؤ اور صدمے سے نمٹنے، اسکول اور زندگی میں کامیاب ہونے، صحت مند رہنے، سماجی تنہائی کو کم کرنے اور ثقافتی روایات اور اقدار (Values) کو محفوظ رکھنے میں مدد کرتا ہے۔

4.9 خاندان کی اہمیت(Importance of Family)

خاندان ایک مضبوط سماج کی بنیاد ہے۔ خاندان کی اہمیت سماجی ڈھانچے اور انفرادی فلاح و بہبود کے لئے اشد ضروری ہے۔ خاندان صرف خون کا بندھن نہیں ہوتا بلکہ وہ ہماری شناخت، جذباتی تعاون، معاشی تعاون، محبت، صحبت اور بہتر افراد بننے میں بنیادی طور پر کام کرتا ہے جو ذاتی ترقی کے لیے انتہائی اہم ہے۔ در حقیقت خاندان کے بعض افعال کے نقصان نے اس کے باقی افعال کو مزید اہم بنا دیا ہے۔ نوجوانوں کو سماج کاری بنانے میں خاندان کی ذمہ داری ہمیشہ کی طرح اہم ہے۔ اعلی تعلیم حاصل کرنا، خوش اور صحت مند زندگی گزارنہ مضبوط خاندان کی پہچان ہے۔ وہ بچے جو پیار کرنے والے اور معاون خاندانوں میں پروان چڑھتے ہیں ان کے اسکول میں بہتر کارکردگی کا مظاہرہ کرنے، زندگی میں کامیاب ہونے، خوش اور صحت مند رہنے کے امکانات زیادہ ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ خاندان مصیبت کے وقت حفاظتی جال کے طور پر کام کرتا ہے۔ خاندان تعلق، شناخت اور تحفظ کا احساس بھی فراہم کرتا ہے۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں زندگی کے اہم اسباق سیکھائے جاتے ہیں اور مضبوط تعلقات استوار کیے جاتے ہیں۔ خاندان زندگی کے ہر مراحل میں اہم رول ادا کرتا ہے جہاں ایک فرد کو تراشہ جاتا ہے، اچھے برے کی پہچان اور باقی چیزوں سے روشناس کیا جاتا ہے۔ تاریخ کے ہر دور میں خاندان کی شکل مختلف رہی ہے۔ خاندان نے ثقافت میں ہونے والی ہر تبدیلی کا مقابلہ کیا اور ہر نئی صورت حال سے ہم آہنگ ہونے کے طریقے تلاش کیے ہیں لیکن ہر سماجی ڈھانچے میں یہ بنیادی گروہ اور سماجی تنظیم کی بنیادی اکائی رہا ہے۔

4.10 اکتسابی نتائج(Learning Outcomes)

اس اکائی میں خاندان کے مختلف پہلو پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ خاندان کی تعریف کے ساتھ خاندانی شکلوں میں تغیرات کا مطالعہ بھی کیا جس میں خاندان کی حیاتیاتی بنیاد کو بیان کرنا شامل ہے۔ اس کے علاوہ اس اکائی میں خاندان کو بطور ادارہ، خاندان کی عالمگیر نوعیت، خاندان کی اہمیت اور صنعتی سماج میں خاندان کے کردار کی وضاحت کے ساتھ ساتھ عصری سماج میں خاندان کی مطابقت کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔

4.11 کلیدی الفاظ(Key Words)

بنیادی خاندان: وہ خاندان جس کے افراد میاں بیوی (شادی شدہ جوڑے) اور ان کے بچوں پر مشتمل ہوتے ہیں۔

ہم آہنگ خاندان: وہ خاندان جس کے افراد کا تعلق شادی کے بجائے نسل سے ہو۔

توسیعی خاندان: ایک یا زیادہ شادی شدہ جوڑوں، ان کے بچوں اور دیگر قریبی رشتہ داروں پر مشتمل ہوتا ہے۔

ازدواجی خاندان: ایسا رواج جس کے تحت ایک شادی شدہ جوڑا بیوی کے گھر رہائش اختیار کرتا ہے۔

پدرانہ خاندان: وہ خاندان جس میں ایک شادی شدہ جوڑا شوہر کے گھر میں رہتا ہے۔

معروضی جوابات کے حامل سوالات(Objective Answer Type Questions)

1۔ پدرانہ خاندانی ڈھانچے میں بنیادی اختیار اور فیصلہ سازی کی طاقت کس کے پاس ہوتی ہے؟

a) دونوں والدین b) ماں c) باپ d) سب سے بڑا بچہ

2۔ کون سی اصطلاح ایک ایسے خاندانی نظام کی وضاحت کرتی ہے جہاں باپ کو گھر کا سربراہ سمجھا جاتا ہے؟

a) مادری خاندان b) پدرانہ خاندان

c) مساوی خاندان d) فرقہ وارانہ خاندان

3۔ کون سا خاندانی ڈھانچہ روایتی صنفی کرداروں پر زور دیتا ہے جس میں باپ کو کمانے والا اور ماں کو گھریلو ساز کے طور پر سمجھا جاتا ہے؟

a) مساوی خاندان b) توسیعی خاندان c) پدرانہ خاندان d) مادری خاندان

4۔ پدرانہ خاندانی ڈھانچے کی مشترکہ تنقید کیا ہے؟

a) واضح کردار کا فقدان b) جنسوں کے درمیان طاقت کا عدم توازن

c) ضرورت سے زیادہ انفرادیت d) فرقہ وارانہ فیصلہ سازی پر زیادہ زور

5۔ مادری خاندان میں خاندانی نسب کا پتہ اکثر کس فرد کے ذریعے ہوتا ہے؟

a) باپ کی طرف سے b) ماں کی طرف سے

c) بڑے لڑکے سے d) سب سے چھوٹی لڑکی سے

6۔ عصری سماج میں خاندان کا بنیادی کام کیا ہے؟

a) معاشی استحکام b) بچوں کی سماج کاری

3) تفریح d) سیاسی مصروفیت

7۔ عصری سماج میں ثقافتی اقدار اور روایات کو منتقل کرنے میں خاندان کس طرح کردار ادا کرتا ہے؟

a) ثقافتی تنوع کی حوصلہ شکنی کر کے

b) انفرادیت کو فروغ دے کر

c) ثقافتی ترسیل کے بنیادی ایجنٹ کے طور پر خدمات انجام دے کر

d) ثقافتی اثرات سے افراد کو الگ تھلگ کر کے

8۔ آج کی متنوع اور عالمگیر دنیا میں افراد کی اقدار اور اخلاقیات کی تشکیل میں خاندان کیسا کردار ادا کرتا ہے؟

a) محدود کردار b) کوئی کردار نہیں

c) مرکزی کردار　　d) ان میں سے کوئی نہیں

9۔ نوجوان نسل کی سماج کاری میں خاندان اہم کردار ادا کرتا ہے۔اس سلسلے میں خاندان کس قسم کی ایجنسی ہے؟

a) بنیادی　　b) ثانوی　　c) تیسری　　d) بنیادی اور ثانوی

10۔ خاندان کیا ہے؟

a) عالمگیر تنظیم　　b) عالمگیر برادری　c) عالمگیر ادارہ　　d) عالمگیر سماج

مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)

1۔ خاندان کو بطور ادارہ بیان کریں؟

2۔ صنعتی سماج میں خاندان کے کردار پر روشنی ڈالیں؟

3۔ بنیادی اور توسیعی خاندان کے درمیان فرق واضح کریں؟

4۔ خاندان سماج کاری میں کس طرح کا کردار ادا کرتا ہے بیان کریں؟

5۔ خاندان کی اہمیت پر مختصر نوٹ لکھیں؟

طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)

1۔ عصری سماج میں خاندان کی مطابقت پر ایک جامع نوٹ تحریر کریں؟

2۔ خاندانی شکل میں تغیرات پر بحث کریں؟

3۔ خاندان کی حیاتیاتی بنیاد کیا ہے؟ تفصیل سے بیان کریں؟

4.13 تجویز کردہ اکتسابی مواد (Suggested Learning Materials)

1۔ Kapadia, K.M. 1966. Marriage and Family in India, Oxford University Press, Bombay.

2۔ Sutherland, R.L., Woodward, J.L., and Maxwell, M.A., (editors), 1961. Introductory Sociology, Oxford and IBH Publishing Company, Delhi.

3۔ Murdock, G.P., 1949. Social Structure, Macmillan, New York.

اکائی 5۔ قرابت داری کا تصور اور اقسام

(Concept and Types of Kinship)

اکائی کے اجزا

5.0 تمہید

5.1 مقاصد

5.2 قرابت داری کی تعریف

5.3 قرابت داری کے افعال

5.4 قرابت داری کی اہمیت

5.5 قرابت داری کی اقسام

5.6 قرابت داری کی اصطلاحات

5.7 قرابت داری کے استعمالات

5.8 اکتسابی نتائج

5.9 کلیدی الفاظ

5.10 نمونہ امتحانی سوالات

5.11 تجویز کردہ اکتسابی مواد

5.0 تمہید(Introduction)

انسان مختلف طرح کے رشتوں سے بندھا ہوا ہوتا ہے جو اس کی زندگی میں بڑی اہمیت رکھتے ہیں۔انسانی زندگی کے تمام ہی رشتوں میں تولید (Reproduction) پر مبنی جو رشتہ ہوتا ہے وہ بہت مضبوط اور آفاقی ہوتا ہے۔اس کے علاوہ شادی کے ذریعے وجود میں آنے ولاے رشتے بھی انسان کی زندگی میں نمایاں رول ادا کرتے ہیں۔رشتے انسان کی سماج کاری (Socialization)اور سماجی کنڑول (Social Control) میں بہت اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ہر رشتے کی اپنی ایک سماجی معنویت (Social Relevance) ہے کیونکہ یہ سماج کے متعین کردہ رول کو ادا کرتے ہیں جس کی وجہ سے سماج میں نظم وضبط اور استحکام برقرار رہتا ہے۔قرابت داری نظام (Kinship System) سماج کے ایک بنیادی ادارے کی حیثیت رکھتا ہے اور یہ ادارہ دنیا کے ہر سماج میں پایا جاتا ہے۔اس اکائی میں ہم

قرابت داری نظام پر تفصیل سے روشنی ڈالنے کی کوشش کریں گے۔

5.1 مقاصد (Objectives)

اس اکائی کے مطالعے سے طلبہ درج ذیل معلومات سے واقف ہو سکیں گے:

- طلبہ کو قرابت داری کی تعریف اور اس کے حوالے سے بنیادی معلومات ہو سکے گی۔
- انہیں قرابت داری کے اقسام سے آگاہی ہو سکے گی۔
- قرابت داری کی اصطلاحات کے بارے میں جان سکیں گے۔
- نیز قرابت داری کی اہمیت کے بارے میں جان سکیں گے۔

5.2 قرابت داری کی تعریف (Definition of Kinship)

انسان اپنی پوری زندگی اکیلے رہ کر نہیں گزار سکتا۔ پیدائش سے لے کر زندگی کی آخری سانس تک اسے لوگوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ اپنی زندگی میں وہ تمام قسم کے لوگوں سے جڑا ہوا ہوتا ہے۔ کچھ اس کے دوست ہوتے ہیں کچھ لوگوں سے اس کا تعلق پڑوسی کی حیثیت کا ہوتا ہے، کچھ اس کے اپنے رشتے دار اور قرابت دار ہوتے ہیں اور سماج میں بہت سے ایسے لوگ بھی ہیں جو اس کے لئے اجنبی ہوتے ہیں۔ غرض یہ کہ انسانی زندگی کا وجود سماجی تعامل (Social Interaction) کے بغیر ممکن نہیں ہے۔

انسان جن لوگوں کو قرابت داری کی فہرست میں رکھتا ہے ان سے دو بنیادوں پر جڑتا ہے۔ یا تو وہ خونی رشتہ (Blood Relation) ہو یا شادی کی وجہ سے رشتہ وجود میں آیا ہو۔ ان دونوں بنیادوں پر جو رشتے بنتے ہیں وہ قریبی بھی ہو سکتے ہیں اور دور کے بھی۔ جب یہ خونی رشتے یا شادی کی وجہ سے بنے ہوئے رشتے لوگوں کو ایک ساتھ گروہ میں باندھتے ہیں تو اسے کنشپ (Kinship) یعنی قرابت داری کہتے ہیں۔ یعنی قرابت داری نظام کا مطلب لوگوں کا وہ گروہ ہے جسے سماج رشتے دار یا قرابت دار کی حیثیت سے تسلیم کرتا ہو اور اس میں دونوں طرح کے رشتے شامل ہیں یعنی خونی رشتے بھی اور شادی کی بنیاد پر وجود میں آنے والے رشتے بھی۔

ڈکشنری آف انتھروپولوجی (Dictionary of Anthropology) کے مطابق قرابت داری نظام سے مراد سماجی طور پر تسلیم شدہ رشتے ہیں، خواہ وہ حقیقی طور پر نسبی ہوں، یا ایسے ہی مان لئے گئے ہوں۔ یہ رشتے سماجی تعامل (Social Interaction) کے نتیجے میں وجود میں آتے ہیں جنہیں سماج تسلیم کرتا ہے۔

انسائیکلوپیڈیا برٹانکا (Encyclopedia Britannica) کے مطابق قرابت داری لوگوں کے مابین وہ رشتے ہیں جنہیں سماجی منظوری حاصل ہوئی ہو، خواہ وہ رشتے حیاتیاتی ہوں، شادی کے نتیجے میں بنے ہوں، مان لئے گئے ہوں یا کسی اور رسم کی وجہ سے رشتے کو سماجی طور پر قبول کر لیا گیا ہو۔

ایبر کرمبی (Abercrombie) کے مطابق وہ معاشرتی تعلقات جو خون کے رشتوں، خواہ اصلی ہوں یا مان لئے جانے سے بنے

ہوں اور شادی سے پیدا ہوتے ہیں، ان کو اجتماعی طور پر قرابت داری کہا جاتا ہے۔

یہ کہ قرابت داری (Kinship) ایک وسیع اصطلاح ہے جو اپنے اندر بہت قسم کے رشتوں کو سموئے ہوئے ہے۔ انسان پیدائش سے لے کر بعد کی پوری زندگی میں وہ مختلف رشتوں سے بندھا ہوا ہوتا ہے۔ ہر رشتے کی اپنی مخصوص اصطلاح ہے اور سماجی طور پر ہر ایک کے مثبت رول ہیں۔ کون سی قرابت داری کو کتنی اہمیت دی جاتی ہے، یہ اس سماج کی تہذیب طے کرتی ہے۔ یعنی ایک طرح کی قرابت داری کو کسی ایک تہذیب میں بہت اہمیت دی جاتی ہو تو ضروری نہیں کہ قرابت داری کی اسی قسم کو کسی دوسری تہذیب میں اتنی ہی اہمیت دی جارہی ہو۔

5.3 قرابت داری کے افعال (Functions of Kinship)

قرابت داری نظام سماج کی تشکیل کردہ ہے۔ ہر سماج میں اس کی الگ الگ شکلیں، رول اور افعال ہیں۔ یہ ایک اہم سماجی ادارہ ہے جو لوگوں کے طور طریقوں کو کنٹرول اور منضبط کرتا ہے۔ اس کے بہت سے افعال ہیں جسے ہم ذیل میں بیان کررہے ہیں:

1۔ قرابتی نظام میل جول اور سماجی تعامل کے لئے رہنمائی کرتا ہے۔ یہ ماں اور بیٹی اور بھائی و بہن وغیرہ کے درمیان مناسب اور سماجی طور سے قابل قبول طور طریقوں اور رول کو بیان کرتا ہے۔

2۔ قرابت داری خاندانی لائن (Family Line) جیسے کہ گورتر (Gotra) وغیرہ کو متعین کرتا ہے۔

3۔ قرابت داری اس بات کو بھی متعین کرتی ہے کہ کون کس سے شادی کر سکتا ہے اور کس کا کس سے شادی کرنا سماجی طور پر ممنوع ہے۔

4۔ قرابت داری اس بات کو واضح کرتا ہے کہ مختلف سماجی و مذہبی رسومات میں کون سے رشتے دار کس فرض کو ادا کریں گے۔

5۔ دیہی اور قبائلی سماج میں قرابت داری ہی خاندان کے حقوق و فرائض کی تعیین اور سیاسی و معاشی معاملات کی رہنمائی کرتی ہے۔

6۔ قرابت داری انسان کی سماجی زندگی کو کنٹرول اور منضبط کرتی ہے۔

5.4 قرابت داری کی اہمیت (Significance of Kinship)

قرابت داری کے نظام سے مراد افراد کا ایک مجموعہ جسے سماجی طور پر رشتے دار مانا جاتا ہے۔ رشتے عام طور پر دو طرح سے بنتے ہیں یا تو خون (Blood) کے ذریعے جسے ہم خونی رشتے (Blood Relations) کہتے ہیں جیسے کہ ماں باپ۔ بھائی بہن اور دادا دادی وغیرہ۔ رشتے کے وجود میں آنے کا دوسرا ذریعہ شادی ہے۔ شادی کے ذریعے انسان نئے رشتے میں بندھتا ہے۔ لڑکی کی حیثیت (Status) نا صرف ایک بیوی کی ہوتی ہے بلکہ وہ بہت سی نئی حیثیتوں سے منسلک ہو جاتی ہے جیسے کہ بہو، بھابھی، چاچی یا مامی وغیرہ۔ اسی طرح شادی کے ذریعے لڑکے کو نا صرف شوہر کی حیثیت سے رہنا ہوتا ہے بلکہ بہت سے نئے رشتے وجود میں آتے ہیں اور وہ بہت سی نئی حیثیتوں (Statuses) کا مالک ہوتا ہے جیسے کہ بہنوئی، داماد، جیجا وغیرہ۔ رشتے کے وجود میں آنے کا ایک تیسرا ذریعہ کسی کو گود لینا (Adoption) ہے۔ ان تینوں ذرائع سے انسان رشتوں میں بندھتا ہے اور رشتوں کے اس مجموعے کو سماجیات اور بشریات کی زبان میں قرابت داری کا نظام (Kinship System) کہتے ہیں۔

ہر رشتے کی اپنی سماجی معنویت ہوتی ہے اور سماجی استحکام میں رشتوں کا اہم رول ہوتا ہے۔ بعض رشتے قریبی ہوتے اور بعض کو سماجی طور پر دور کا رشتہ سمجھا جاتا ہے۔ کچھ رشتے ایسے ہیں جن سے شادی اور جنسی تعلق کو ممنوع مانا جاتا ہے اور ہم یہ مانتے ہیں کہ ان ممنوعات کی خلاف ورزی سماج میں نا قابل قبول ہے۔ اسی طرح یہ بھی مانا جاتا ہے کہ کچھ خاص رشتوں میں شادی سے قرابت داری کو تقویت ملتی ہے اور سماجی نظام اور مضبوط ہوتا ہے۔

سماجی طور پر ہر رشتے الگ الگ سلوک و برتاؤ کا تقاضا کرتے ہیں۔ کچھ رشتوں کے ساتھ اجتناب اور احترام کا سلوک کیا جاتا ہے اور سماج اسے تسلیم کرتا ہے۔ اسی طرح کچھ رشتے ایسے ہیں جن سے ہنسی و مذاق کا رویہ اختیار کیا جاتا ہے اور سماج ان کے ساتھ ایسے سلوک کی اجازت دیتا ہے۔

جب تک کہ اس کے برعکس رویے مشاہدے میں نہیں آتے قرابت داری نظام کے ان پہلوؤں کو ہم فطری (Natural) سمجھتے اور تصور کرتے ہیں۔ ابتدائی ماہرین بشریات نے مختلف سماجوں میں رائج قرابت داری کے نظام کا گہرائی سے مطالعہ کیا۔ اس کا آغاز وارتقا اس کے مختلف پہلوؤں اور اس کی سماجی معنویت کو اجاگر کیا۔ نیز مختلف سماج میں قرابت داری کے نظام میں فرق و تفاوت کو بھی واضح کیا۔ ان ماہرین کا ماننا ہے کہ کوئی بھی سماجی رسم و رواج خواہ بظاہر وہ کتنا ہی متصادم اور غیر نافع نظر آئے لیکن بغور مطالعے سے اس کی سماجی معنویت اور اس کی سماجی منفعت واضح ہو جاتی ہے۔ ذیل میں قرابت داری نظام کے کچھ اہم پہلوؤں کو درج کیا گیا ہے:

- قرابت داری کا نظام تعلقات کے درمیان اتحاد، ہم آہنگی اور تعاون کو برقرار رکھتا ہے۔
- قرابت داری لوگوں کے درمیان رابطے اور تعامل کے لیے رہنما اصول طے کرتی ہے۔
- قرابت داری رشتوں کے مابین لوگوں کے رویے کو منضبط کرتی ہے۔
- قرابت داری لوگوں کی سماجی زندگی کی محافظ کی حیثیت سے عمل کرتی ہے۔
- دیہی علاقوں یا قبائلی سماج میں قرابت داری خاندان کے حقوق و فرائض، شادی بیاہ کے رسوم اور سیاسی و معاشی معاملات کا تعین کرتی ہے۔
- اس کے علاوہ یہ ایک دوسرے کے حوالے سے رشتے کو سمجھنے کے لئے کافی معاون ہے۔

5.5 قرابت داری کی اقسام (Types of Kinship)

قرابت داری دو وسیع پہلوؤں پر مبنی ہوتی ہے ایک پیدائش (خون کے رشتے) پر دوسرا شادی پر۔ ذیل میں ہم قرابت داری کے ان پہلوؤں کو جاننے اور سمجھنے کی کوشش کریں گے:

1۔ **ہم نسب قرابت داری (Consanguineal Kinship):** یہ قرابت داری پیدائش پر مبنی ہوتی ہے۔ یعنی خونی رشتے پر مبنی رشتے داریاں ہم نسب قرابت داری میں آتی ہیں جنہیں ہم انگریزی میں Consanguineal Kinship کہتے ہیں۔ مثال کے طور پر والدین اور بچوں کے درمیان رشتے، بھائی بہنوں کے رشتے، چچا اور دادا وغیرہ ہم نسب قرابت داری میں آتے ہیں۔ قرابت داری

نظام میں یہ رشتے بنیادی اور آفاقی نوعیت کے ہوتے ہیں۔

2۔ **افینل قرابت داری (Affinal Kinship):** یہ قرابت داری شادی کی بنیاد پر وجود میں آتی ہے۔ مثال کے طور پر شوہر اور بیوی کا رشتہ شادی کی وجہ سے وجود میں آتا ہے۔ اسی لئے اسے افینل قرابت داری کہتے ہیں۔ اس کے علاوہ ساس اور بہو کا رشتہ، بھابھی، نند، دیور، چاچی، مامی، بہنوئی، داماد وغیرہ یہ تمام ہی رشتے اس میں شامل ہیں۔

قرابت داری کی مختلف سطحیں ہیں۔ یہ افراد کے درمیان تعلق اور اس کی قربت پر منحصر ہے۔ تعلقات کی قربت اور دوری کی بنیاد پر کچھ رشتے بنیادی ہوتے ہیں اور کچھ ثانوی تو بعض رشتوں کو ثالثی رشتوں میں شامل کیا جاتا ہے۔ ذیل میں قرابت داری کی ان اقسام کو جاننے کی کوشش کریں گے:

1۔ **بنیادی قرابت داری (Primary Kinship):** بنیادی قرابت داری بلا واسطہ (Direct) تعلقات پر مبنی ہے۔ وہ لوگ جو ایک دوسرے سے براہ راست متعلق ہیں انہیں اس زمرے میں شامل کیا جاتا ہے۔ ان کے آپسی رشتے بنیادی نوعیت کے ہوتے ہیں۔ قرابت داری کی اس قسم کو دیگر قرابت داری کی اقسام کی بنیاد مانا جاتا ہے۔ بنیادی قرابت داری کو مزید دو حصوں یعنی بنیادی ہم نسب قرابت داری (Primary Consanguineal Kinship) اور بنیادی افینل قرابت داری (Primary Affinal Kinship) میں منقسم کیا جاتا ہے۔

(i) **بنیادی ہم نسب قرابت داری (Primary Consanguineal Kinship):** اس سے مراد وہ رشتے ہیں جو انسان ایک دوسرے سے پیدائش کے ذریعے رکھتا ہے اور یہ رشتے بلا واسطہ ہوتے ہیں۔ مثال کے طور پر والدین اور بچوں کے مابین رشتے، بھائی بہنوں کے آپسی رشتے وغیرہ۔

(ii) **بنیادی افینل قرابت داری (Primary Affinal Kinship):** اس سے مراد وہ رشتے ہیں جو شادی کی وجہ سے وجود میں آتے ہیں اور یہ قربت اور تعلق کی وجہ سے بنیادی نوعیت کے ہوتے ہیں۔ مثال کے طور پر شوہر اور بیوی کا رشتہ شادی کی وجہ سے وجود میں آتا ہے اور یہ بلا واسطہ ہوتا ہے۔ ان کے رشتے بہت قریبی نوعیت کے ہوتے ہیں۔ اس لئے ان رشتوں کو بنیادی افینل قرابت داری کہا جاتا ہے۔

2۔ **ثانوی قرابت داری (Secondary Kinship):** اس سے مراد وہ رشتے ہیں جو بنیادی قرابت داری کے حوالے سے وجود میں آتے ہیں اور بنیادی قرابت دار کے بنیادی قرابت دار ہوتے ہیں۔ مثال کے طور پر زید کے والد زید کے بنیادی قرابت دار ہیں اور زید کے چچا زید کے والد کے بنیادی قرابت دار ہیں۔ اس طرح زید کے چچا زید کے ثانوی قرابت دار ہوئے۔

ثانوی قرابت داری کی بھی دو قسمیں ہیں جنہیں ذیل میں درج کیا گیا ہے:

(i) **ثانوی ہم نسب قرابت داری (Secondary Consanguineal Kinship):** اس قسم کی قرابت داری سے مراد وہ رشتے ہیں جو بنیادی قرابت داری کے واسطے سے بنتے ہیں اور یہ خونی رشتے ہوتے ہیں۔ مثال کے طور پر دادا دادی اور پوتا پوتی کے مابین رشتے ثانوی ہم نسب قرابت داری کہلاتی ہے۔

(ii) **ثانوی افینل قرابت داری (Secondary Affinal Kinship)**: جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ افینل قرابت داری شادی کی وجہ سے وجود میں آتی ہے اور ثانوی رشتے بنیادی رشتے دار کے بنیادی رشتے دار ہوتے ہیں۔اس طرح ثانوی افینل قرابت دار بنیادی افینل قرابت دار کے بنیادی قرابت دار ہوتے ہیں۔مثال کے طور پر فرحہ کے شوہر اس کے بنیادی افینل قرابت دار ہیں،فرحہ کے شوہر کے لئے اس کے والدین اور بھائی بہن ثانوی رشتے دار ہیں۔اس طرح فرحہ کے مابین رشتہ اور اس کی نند، دیور ،ساس، سسر ثانوی افینل قرابت دار کہلاتے ہیں۔

3۔ **ثالثی قرابت داری (Tertiary Kinship)**:ثالثی قرابت دار بنیادی قرابت دار کے ثانوی قرابت دار ہوتے ہیں۔مثال کے طور پر فرحہ کے لئے اس کے دیور کی بیوی ثالثی قرابت دار ہے۔

(i) **ثالثی ہم نسب قرابت داری (Tertiary Consanguineal Kinship)**: جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ ثالثی قرابت دار بنیادی قرابت دار کے ثانوی قرابت دار یا ثانوی قرابت دار کے بنیادی قرابت دار ہوتے ہیں اور ہم نے یہ بھی واضح کیا ہے کہ ہم نسب قرابت داری پیدائش کے ذریعے وجود میں آتی ہے۔مثال کے طور پر خالد کے والد اس کے بنیادی ہم نسب قرابت دار ہیں،اس کے دادا خالد کے والد کے لئے بنیادی قرابت دار ہیں لیکن خالد کے لئے ثانوی قرابت دار ہیں اور خالد کے والد کے دادا، خالد کے والد کے ثانوی قرابت دار ہوئے اور خالد کے ثالثی قرابت دار ہوئے۔

(ii) **ثالثی افینل قرابت داری (Tertiary Affinal Kinship)**:اس سے مراد بنیادی قرابت دار کے ثانوی قرابت دار جو شادی کے ذریعے قرابت داری نظام سے منسلک ہوئے ہیں۔مثال کے طور پر بیوی کے دادا،دادی، نانا،نانی وغیرہ یا شوہر کے دادا،دادی، خالہ، چچا وغیرہ ثالثی افینل قرابت دار ہوئے۔

5.6 قرابت داری کی اصطلاحات(Terms of Kinship)

قرابت داری کی اصطلاحات وہ اصطلاحات ہیں جو مختلف قسم کے رشتے داروں کے لئے استعمال ہوتی ہیں۔یعنی ان ناموں کے ذریعے ہم مخصوص رشتوں کی جان پہچان کرتے ہیں انہیں ناموں سے ان کو یاد کرتے ہیں۔یہ قرابت دار کو مخاطب کرنے کے مختلف الفاظ ہیں۔قرابت داری نظام میں ان اصطلاحات کا استعمال ہوتا ہے جن سے ہم مخصوص رشتے دار مراد لیتے ہیں۔ہر سماج کے قرابت داری نظام میں مختلف اصطلاحات ہوتی ہیں جن کا ستعمال الگ الگ رشتے داروں کے لئے کیا جاتا ہے۔مورگن (Morgan) نے قرابت داری نظام کا بہت گہرائی سے مطالعہ کیا اور اس کے اصطلاحات کی زمرہ بندی کی جو درج ذیل ہیں:

درجہ بندی کا نظام (Classificatory System) اور وضاحتی نظام (Descriptive System)۔

1۔ **درجہ بندی کا نظام (Classificatory System)**:اس نظام کے تحت مختلف رشتوں کو ایک ہی زمروں میں شامل کیا جاتا ہے اور سب کو ایک مخصوص اصطلاح کے حوالے سے جانا جاتا ہے۔مثال کے طور پر انگریزی زبان کا ایک لفظ 'انکل' ہے۔یہ لفظ بہت سے رشتے داروں کے لئے استعمال ہوتا ہے جیسے کہ چاچا، ماما، پھوپھا، تاؤ وغیرہ۔

2۔ **وضاحتی نظام (Descriptive System):** اس نظام کے تحت ہر قرابت دار کے لئے ایک مخصوص اصطلاح کا ستعمال ہوتا ہے۔یعنی ہر رشتے دار کے لئے الگ الگ اصطلاح مخصوص ہے جس سے اس رشتے دار کو یاد کیا جاتا ہے۔یہ دوسرے کے ساتھ کسی شخص کے قطعی تعلق کو بیان کرتا ہے۔مثال کے طور پر اردو زبان کا لفظ 'والد' ہے جو ایک خاص شخص کے لئے استعمال ہوتا ہے۔اسی طرح 'ماں' کا لفظ بھی ایک مخصوص فرد کے لئے استعمال ہوتا ہے۔یہ سب وضاحتی اصطلاحات ہیں۔

5.7 قرابت داری کے استعمالات(Usages of Kinship)

قرابت داری نظام کا مطالعہ قرابت دار کی تفصیل، قرابت داروں کی زمرہ بندی کی بنیادیں یا قرابت داری کے طور طریقوں کی مختلف اقسام تک ہی محدود نہیں ہے بلکہ یہ قرابت داری کے استعمال کا بھی احاطہ کرتا ہے۔قرابت داری کے کچھ مخصوص استعمالات ہیں جو دیہی اور نا خواندہ سماج میں بہت اہمیت رکھتے ہیں۔

اونکلیٹ (Avunculate): یہ قرابت داری کا انوکھا استعمال ہے جس کے تحت ماں کے بھائی یعنی ماما اور بھانجے میں قریبی تعلق کو بیان کرتا ہے۔اس قرابت داری میں ماموں کی حیثیت گھر کے مالک کی ہوتی ہے وہی ہر طرح کی فیصلے لینے کا حق رکھتا ہے،اسی کو سارے اختیارات حاصل ہوتے ہیں۔بھانجے اور بھانجی ماما کے ترکے کے وارث بھی ہوتے ہیں۔اس طرح کی قرابت داری میٹری لینیل (Matrilineal) سماج میں پائی جاتی ہے جیسے کہ جنوبی ہندوستان کے نائر قبائل کے لوگ وغیرہ۔

امیٹیٹ (Amitate): قرابت داری کا یہ استعمال بہت حد تک اونکلیٹ سے مشابہ ہے۔اس میں بھائی کی بہن یعنی پھوپھی کو گھر میں بہت زیادہ عزت اور احترام حاصل ہوتا ہے اور گھر کے اہم معاملات میں ان کی رائے اور فیصلوں کو بہت اہمیت دی جاتی ہے۔انہیں اپنے بھتیجے اور بھتیجیوں پر اختیارارت حاصل ہوتے ہیں۔قرابت داری کا یہ استعمال پدرانہ سماج میں پایا جاتا ہے۔جنوبی ہند کے ٹوڈا قبیلے میں اس پر عمل ہوتا ہے۔

اجتناب کا رشتہ (Avoidance): ہر سماج کے قرابتی نظام میں کوئی نہ کوئی ایسا رشتہ ضرور ہوتا ہے جس میں اجتناب کا پہلو شامل ہو۔یعنی کچھ ایسے رشتے ضرور ہوتے ہیں جو آپس میں ایک دوسرے سے بلا تکلف ملنے اور بات چیت کرنے سے پرہیز کرتے ہیں۔مثال کے طور پر ہندوستانی سماج میں سسر اور بہو کا رشتہ، یاداماد اور ساس کا رشتہ وغیرہ۔یہ ایسے رشتے ہیں جن کے درمیان اجتناب،دوری اور پرہیز پایا جاتا ہے۔وہ ایک دوسرے سے بے تکلف نہیں ہوتے ہیں بلکہ ان رشتوں میں عزت اور احترام کا جذبہ ہوتا ہے۔

مذاق کا رشتہ (Joking Relationship): یہ رشتہ اجتناب کے رشتے کے بالکل برعکس ہے۔اس میں ہنسی، مذاق اور ایک دوسرے کو تفریحاً پریشان کرنے کو سماجی طور پر نا صرف اجازت ہوتی ہے بلکہ اسے پسندیدہ سمجھا جاتا ہے۔اس طرح کے رشتے عام طور پر بیوی کی چھوٹی بہین یعنی سالی، شوہر کا چھوٹا بھائی یعنی دیور اور دادا اور پوتے کے درمیان پایا جاتا ہے۔ماہرین بشریات کے یہاں قرابت داری کا یہ استعمال رشتوں کو مضبوط اور مستحکم کرتا ہے۔

کاویڈ (Couvade): قرابت داری کا یہ استعمال بالکل انوکھا ہے جو ٹوڈا اور کھاسی قبائل میں شوہر اور بیوی کے درمیان پایا جاتا ہے۔اس

استعمال میں شوہر سماجی طور پر مجبور ہوتا ہے کہ وہ بالکل سادہ زندگی گزارے۔ شوہر تمام طرح کی لذتوں سے خواہ وہ جنسی ہوں یا کھانے پینے سے متعلق ہوں، اس وقت پرہیز کرے جب اس کی بیوی بچے کو جنم دینے کی حالت میں ہو۔ کیونکہ ایسی حالت میں عورت کو کھانے پینے کی بہت سی چیزوں سے پرہیز کرنا ہوتا ہے اور یہ مرحلہ اس کے لئے بہت تکلیف دہ ہوتا ہے۔ لہذا شوہر سے سماج کا یہ تقاضا ہوتا ہے کہ وہ بھی کھانے پینے اور جنسی لذتوں سے پرہیز کرے تاکہ عورت جن تکالیف سے گزر رہی ہے اس کو محسوس کر سکے۔ قرابت داری کا یہ استعمال جنوبی ہندوستان کے نائر قبیلے میں پایا جاتا ہے۔

ٹیکنونیمی (Teknonymy): قرابت داری کی اس اصطلاح کے مطابق رشتے داروں کو ہم براہ راست ان کا نام لے کر نہیں بلاتے ہیں بلکہ کسی دوسرے قرابت دار کا حوالہ دے کر اسے پکارتے یا یاد کرتے ہیں۔ یعنی ایک رشتے دار دو رشتوں کے درمیان شناخت کا ذریعہ بن جاتا ہے۔ مثال کے طور ہندوستانی روایتی خاندان میں بیوی اپنے شوہر کو اس کا نام لے کر نہیں بلاتی۔ بلکہ وہ اسے اپنے بیٹے کے حوالے سے بلاتی ہے جیسے کہ وہ رحمت کے ابا کہہ کر پکارتی ہے۔

5.8 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

اس اکائی میں ہم نے قرابت داری کے تصور، اس کی اہمیت، اقسام، اصطلاحات اور مختلف استعمالات کا تفصیل سے مطالعہ کیا۔ اس مطالعے سے یہ بات واضح ہوئی کہ قرابت داری ایک اہم سماجی ادارہ ہے، جو فرد کی سماج کاری، شخصیت کی تشکیل اور سماجی تعلقات کے استحکام میں بنیادی کردار ادا کرتا ہے۔ ہم نے یہ بھی جانا کہ قرابت داری صرف خون، شادی یا گود لینے کے رشتوں تک محدود نہیں، بلکہ اس کے مختلف سماجی افعال بھی ہیں، جو خاندان اور معاشرے میں نظم وضبط، تعاون، ذمہ داری اور یکجہتی کو فروغ دیتے ہیں۔ مزید برآں، اس اکائی کے ذریعے ہمیں قرابت داری کی مختلف اقسام، اصطلاحات اور ان کے عملی استعمالات کے بارے میں جامع معلومات حاصل ہوئیں، جن سے معاشرتی ڈھانچے اور انسانی تعلقات کو بہتر طور پر سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔

5.9 کلیدی الفاظ (Keywords)

- **قرابت داری:** اس سے مراد لوگوں کا وہ گروہ ہے جسے سماج رشتے دار یا قرابت دار کی حیثیت سے تسلیم کرتا ہے۔ اس میں خونی رشتے اور شادی کی بنیاد پر قائم ہونے والے دونوں طرح کے رشتے شامل ہوتے ہیں۔
- **ہم نسب قرابت داری:** یہ قرابت داری پیدائش اور خون کے تعلق پر مبنی ہوتی ہے۔ والدین، بہن بھائی، دادا، دادی اور دیگر خونی رشتہ دار اس کی مثالیں ہیں۔
- **افینل قرابت داری:** یہ قرابت داری شادی کی بنیاد پر وجود میں آتی ہے۔ شوہر، بیوی، سسرال اور دیگر ازدواجی رشتے اس کی مثالیں ہیں۔
- **مجازی قرابت داری:** اس سے مراد وہ رشتے ہیں جو نہ خون کے تعلق پر مبنی ہوتے ہیں اور نہ ہی شادی کی بنیاد پر، بلکہ سماجی، مذہبی یا ثقافتی تعلقات کی وجہ سے قائم ہوتے ہیں۔

- **قرابتی نظام:** اس سے مراد معاشرے میں رشتوں کی وہ منظم ترتیب ہے جس کے ذریعے افراد کے باہمی تعلقات، حقوق، فرائض اور سماجی ذمہ داریوں کا تعین کیا جاتا ہے۔

5.10 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Question)

معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

1۔ معاشرتی تعلقات جو خون کے رشتوں خواہ اصلی ہوں یا مان لئے جانے والے ہوں اور شادی سے پیدا ہوتے ہیں، ان کو اجتماعی طور پر قرابت داری کہا جاتا ہے ۔ یہ درج ذیل میں سے کس کا کہنا ہے؟

(a) ایبر کرمبی (b) جیمس فریزر

(c) ریڈکلف براؤن (d) ایس۔سی۔دوبے

2۔ وہ قرابت داری جو خون کے رشتے پر مبنی ہو اسے کس نام سے جانا جاتا ہے؟

(a) ہم نسب قرابت داری (b) افینل قرابت داری

(c) دونوں (d) ان میں سے کوئی نہیں

3۔ شادی کے ذریعے جو قرابت داری وجود میں آتی ہے اسے کیا کہتے ہیں؟

(a) افینل قرابت داری (b) ہم نسب قرابت داری

(c) اجتماعی قرابت داری (d) ان میں سے کوئی نہیں

4۔ ساس اور داماد کے درمیان تعلقات کس رشتے کے استعمال پر مبنی ہے؟

(a) مذاق کا رشتہ (b) ٹیکنونیمی

(c) امیٹیٹ (d) اجتناب

5۔ مورگن نے قرابت داری کی زمرہ بندی کتنے حصوں میں کی ہے؟

(a) چار (b) تین

(c) دو (d) سات

6۔ کس زمرہ بندی کے تحت مختلف رشتے داروں کو ایک ہی زمرے میں شامل کیا جاتا ہے اور سبھی کو ایک ہی اصطلاح سے تعبیر کیا جاتا ہے؟

(a) وضاحتی نظام (b) کلاسفکٹری نظام

(c) دونوں (d) ان میں سے کوئی نہیں

7۔ جب بیوی اپنے شوہر کو اپنے بچے کے نام کے حوالے سے پکارتی ہے تو اسے کیا کہتے ہیں؟

(a) کاویڈ (b) اجتناب

(c) ٹیکنونیمی (d) امیٹیٹ

8۔ دیوراور بھابھی کے مابین رشتہ قرابت داری کی کس اصطلاح پر مبنی ہے؟

(a) اجتناب (b) مذاق کا رشتہ

(c) کاویڈ (d) امیٹیٹ

9۔ درج ذیل میں سے کس نے قرابت داری نظام کے اصطلاحات کی زمرہ بندی درجہ بندی کا نظام اور وضاحتی نظام میں کیا؟

(a) مورگن (b) رابن فاکس

(c) ایل۔اسٹون (d) امائل درکھائم

10۔ قرابت داری کے کس استعمال کے تحت بھائی کی بہن یعنی پھوپھی کو گھر میں بہت زیادہ احترام حاصل ہوتا ہے اور گھر کے اہم معاملات میں ان کی رائے اور فیصلوں کو بہت اہمیت دی جاتی ہے۔انہیں اپنے بھتیجے اور بھتیجیوں پر اختیارارت حاصل ہوتے ہیں؟

(a) امیٹیٹ (b) کاویڈ

(c) اونکلیٹ (d) اجتناب

مختصر جوابات کے حامل سوالات(Short Answer Type Questions)

1۔ قرابت داری کیا ہے؟مثالوں سے واضح کیجئے۔

2۔ قرابت داری کی اہمیت کو بیان کیجئے۔

3۔ قرابت داری کے افعال پر ایک مختصر مضمون لکھئے۔

4۔ قرابت داری کی اصطلاحات پر ایک مضمون لکھئے۔

5۔ ہم نسب قرابت داری کسے کہتے ہیں؟اور یہ کیسے وجود میں آتی ہے؟مثالوں سے واضح کیجئے۔

طویل جوابات کے حامل سوالات(Long Answer Type Questions)

1۔ قرابت داری کے استعمال کو تفصیل سے بیان کیجئے۔

2۔ قرابت داری کے اقسام اور اس کی مختلف سطحوں کو بیان کیجئے۔

3۔ افینل قرابت داری کسے کہتے ہیں اور یہ کیسے وجود میں آتی ہے؟مثالوں سے واضح کیجئے۔

5.11 تجویز کردہ اکتسابی مواد(Suggested Learning Materials)

1۔ Madan, T.N. 5965. Family and Kinship: A study of the Pandits of Rural Kashmir, Asia Publishing House, Kolkata.

2- Karve, Iravati. 5963. Kinship Organisation in India, Asia Publishing House, Kolkata.
3- Fox, Robin. (5967). Kinship and Marriage. An Anthropological Perspective, Penguin, Baltimore
4- William Halse Rivers, 2055, Kinship and social organization, Routledge, New Delhi
5- Uberoi, Patricia (ed.) 5994. Family, Kinship and Marriage in India. Oxford University Press: New Delhi

اکائی6۔قرابت داری کے مطالعہ کی طرز رسائیاں

(Approaches to the Study of Kinship)

اکائی کے اجزا

6.0 تمہید

6.1 مقاصد

6.2 قرابت داری نظام کے مطالعہ کی تاریخ

6.3 انڈولوجیکل طریقہ

6.4 نسب اور اتحاد کی بنیاد پر مبنی بشریاتی نقطۂ نظر

6.5 قرابت داری کے پہلو

6.6 اکتسابی نتائج

6.7 کلیدی الفاظ

6.8 نمونہ امتحانی سوالات

6.9 تجویز کردہ اکتسابی مواد

6.0 تمہید(Introduction)

پچھلی اکائی میں ہم نے قرابت داری کے نظام کا تفصیلی مطالعہ کیا تھا۔ جس میں قرابت داری کی تعریف، اہمیت، افعال اور اس سے متعلق بنیادی اصطلاحات کو سماجی تناظر میں سمجھا گیا تھا۔ موجودہ اکائی بھی قرابت داری کے نظام سے متعلق ہے لیکن اس کا بنیادی مقصد قرابت داری کے مطالعے کے مختلف طریقوں (Approaches) کو واضح کرنا ہے۔ قرابت داری صرف افراد کے درمیان خونی یا ازدواجی تعلقات کا مجموعہ نہیں بلکہ یہ ایک اہم سماجی ادارہ ہے جو خاندان، شادی، وراثت، سماجی تنظیم اور ثقافتی اقدار کو منظم کرنے میں بنیادی کردار ادا کرتا ہے۔ اس لیے قرابت داری کی مختلف شکلوں اور ان کے مطالعے کے طریقوں کو سمجھنا ضروری ہے تاکہ خاندان اور شادی کے باہمی تعلقات کی جامع اور سائنسی تفہیم حاصل کی جاسکے۔

ہندوستان ایک تکثیری (Pluralistic) سماج ہے جہاں مذہب، ذات، زبان، ثقافت اور رسم و رواج میں نمایاں تنوع پایا جاتا ہے۔ یہی تنوع قرابت داری کے نظام میں بھی نظر آتا ہے۔ مختلف علاقوں اور برادریوں میں قرابت داری کے اصول، رشتوں کی درجہ بندی اور

سماجی ذمہ داریوں کی نوعیت ایک دوسرے سے مختلف ہوسکتی ہے۔اس لیے قرابت داری کے مطالعے میں ان سماجی اور ثقافتی اختلافات کو مد نظر رکھنا ضروری ہے۔اس اکائی میں ہم قرابت داری کے مطالعے کے دو اہم طریقوں (Approaches) کا جائزہ لیں گے اور یہ سمجھنے کی کوشش کریں گے کہ سماجیات اور بشریات کے ماہرین مختلف معاشروں میں قرابت داری کے نظام کو کس طرح سمجھتے اور اس کا تجزیہ کرتے ہیں۔

6.1 مقاصد(Objectives)

اس اکائی کے درج ذیل مقاصد ہیں:

- قرابت داری کے مطالعے میں انڈولوجیکل(Indological)طریقے کو سمجھنا۔
- بشریاتی(Anthropological)طریقے کے ذریعے قرابت داری کو جاننا۔
- بشریاتی طریقے کے ضمن میں سلسلہ نسب(Descent)اور الائنس کے طریقوں کو سمجھنا۔
- قرابت داری نظام کے بعض اہم پہلوؤں سے واقفیت حاصل کرنا۔
- شمالی ہندوستان میں قرابت داری کی بعض اہم پہلوؤں کے بارے میں جانکاری حاصل کرنا۔

6.2 قرابت داری نظام کے مطالعہ کی تاریخ(History of Kinship Study)

قرابت داری مطالعہ سماجیات اور بشریات دونوں میں پچھلے تقریباً سو سالوں سے مطالعے کا موضوع رہا ہے۔ماہرین بشریات و سماجیات جیسے کہ پیٹر مرڈوک،لیوی اسٹراس،ریڈکلف براؤن،اراواتی کاروے،اڈمنڈ لیچ اور کے۔ایم۔کپاڑیا وغیرہ نے اس موضوع پر کافی کام کیا ہے۔یہاں ہم قرابت داری مطالعے کی مختصر تاریخ کو جاننے کی کوشش کریں گے اور اس ضمن میں ہم قرابت داری کے حوالے سے مختلف ماہرین سماجیات و بشریات کے افکار کو پیش کریں گے۔ہم مغربی سماج کی قرابت داری اور ہندوستانی سماج میں قرابت داری کے مطالعے کو مختصر طور پر الگ الگ ذکر کریں گے۔

قرابت داری پر مغربی نقطۂ نظر(Kinship Studies: Western Perspectives)

قرابت داری کے متعلق مطالعات و تحقیقات کا آغاز سب سے پہلے 1875 میں ماہر بشریات مورگن نے کیا۔ان سالوں کے دوران قرابت داری مطالعے کے بہت سے طریقے وجود میں آئے۔یہ مطالعات قرابت داری کی اصطلاحات اور دنیا کے مختلف سماجوں کی قرابت داری کے مابین مشابہات اور اختلافات جیسے موضوعات پر محیط ہیں۔ 1960 کی دہائی میں قرابت داری کے مطالعات میں کچھ تبدیلیاں آئیں اور نئے موضوعات جیسے کہ نسب کے اصول (Rules of Descent)، شادی اور قرابت داری کی اصطلاحات وغیرہ پر مطالعات و تحقیقات شروع کی گئیں۔لیکن 1970 کی دہائی میں بشریات میں قرابت داری مطالعات (Kinship Studies) کو پہلے جیسی اہمیت و مقبولیت نہیں مل سکی جس کی وجہ سے قرابت داری مطالعہ سیاسی بشریات (Political Anthrological)نسائی بشریات Feminist)

(Anthropological)اور سماجی تاریخ (Social History)کے وسیع دائرے کاایک حصے تک ہی محدود رہ گیا۔ذیل میں ہم قرابت داری کے حوالے سے چند اہم مطالعات کاذکر کریں گے۔

لیوس ایچ مورگن (Lewis H.Morgan)نے اپنی کتاب اینشینٹ سوسائٹی (Ancient Society)جو1877 میں شائع ہوئی، میں شادی اور قرابت داری کے ارتقائی مراحل پر بحث کی ہے۔اس کامانناہے کہ قرابت داری کی اصطلاحات ہی کسی بھی سماج کی قرابت داری نظام کو سمجھنے کی بنیادی کلید ہے۔اس نے اپنی تحقیق میں امریکی ہندوستانی قبائل سے اصطلاحات کا بڑا نمونہ (Large Samples)لیااور پھراس کاموازنہ ایشائی سماجوں (Asian Societies)سے کیا۔مورگن نے اپنی مذکورہ کتاب میں خاندان، جائیداد اور حکومت کے ظہور پر تفصیل سے بیان کیاہے۔اس کے مطابق قرابت داری نظام حیاتیاتی نسب پر مبنی ہے اور خاندان و شادی انسانی نسل کے تسلسل کے ذرائع ہیں۔ اس کے نزدیک شادی کے اصول و قواعد خاندان کے ارتقااوراس کی تنظیم کو متعین کرتے ہیں۔اس کامزید یہ کہناہے کہ قرابت داری کی اصطلاحات سماجی تنظیم کو ظاہر کرتی ہیں۔مورگن کو قرابت داری کے کلاسیفیٹری(Classificatory)اور ڈسکرپٹیو (Descriptive)نظام کو پیش کرنے کے حوالے سے جاناجاتاہے۔

قرابت داری مطالعے کے حوالے سے مشہور ماہر سماجی انسانیات ریڈکلف براؤن کے بھی اہم خدمات ہیں۔وہ قرابت داری اصطلاح (Kinship System)سے ان رشتوں کو مراد لیتاہے جو شادی کے ذریعے بنتے ہیں اور دوسرے وہ رشتے جو خونی ہوتے ہیں۔اس کے مطابق بنیادی خاندان شوہر، بیوی اور بچوں پر مشتمل ہے اور کمپاؤنڈ خاندان (Compound Family)مرد اور ایک سے زائد بیویوں پر مشتمل ہے۔اس کا کہنا ہے کہ خاندان کا کوئی واحد نمونہ (Single Pattern) نہیں ہے۔ہر سماج میں الگ الگ طرح کے خاندان ہیں۔اس کے نزدیک قرابت داری نظام سماجی رشتوں کاایک جال ہے جس کااظہار خاندان، قبیلے اور حسب و نسب سے ہوتاہے۔ان دو مفکرین کے علاوہ دوسرے اور بھی ماہرین انسانیات و سماجیات ہیں جیسے کہ لیوی اسٹراس (Levi-Strauss)اور جیک گوڈی (Jack Goody)وغیرہ جنہوں نے مغربی نقطۂ نظر سے قرابت داری کا مطالعہ کیاہے۔

قرابت داری پر ہندوستانی نقطۂ نظر(Kinship Studies: Indian Perspectives)

ہندوستان کے قرابت داری مطالعے سے یہ پتہ چلتا ہے کہ اس ملک میں کتنی تکثیریت (Diversity) اور تنوع (Pluralism)ہے۔اس سے یہ بھی معلوم ہوتاہے کہ ملک کے ہر علاقے میں الگ طرح کاقرابت داری نظام پایاجاتاہے۔ہندوستانی ماہرین انسانیت جیسے کہ جی۔ایس۔گھورے (G.S.Ghurye)، اراواتی کاروے (Iravati Karve) اور ٹی۔این۔مدن (T.N.Madan)غیرہ نے قرابت داری نظام کا مطالعہ کیاہے۔

ہندوستانی سماج میں قرابت داری، خاندان اور شادی کے حوالے سے جو ابتدائی مطالعات ہوئے ہیں وہ تجربی (Empirical) سے زیادہ متن (Text)، دیومالائی بیانات (Mythological Descriptions)اور مذہبی روایات کی روشنی میں کئے گئے ہیں۔مطالعات کے اس طریقے کوانڈولوجکل کہتے ہیں۔جی۔ایس۔گھورے کی کتاب ٹو براہمنکل انسٹی ٹیوشنس: گوتراینڈچرانا (Two Brahmanical Institutions: Gotra and Charana)انڈولوجکل زمرے میں شامل ہے۔اسی طرح

کے۔ایم۔کپاڑیہ (K.M.Kapadia)کی کتاب کنشپ (Kinship) بھی اسی زمرے میں آتی ہے۔اس کتاب میں ہندو مذہب کی مقدس کتابوں کا تفصیل سے جائزہ لیا گیا ہے۔ نیز قرابت داری کے مختلف پہلوؤں، شادی، وراثت، دوسری تقریبات اور موت وغیرہ کے حوالے سے ان مقدس کتابوں میں جو لکھا ہے ان کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔

اس کے علاوہ ایک دوسری مصنفہ اروا تی کارے (Iravati Karve)ہیں جو قرابت داری کے حوالے سے اپنی تحقیقات کی وجہ سے جانی جاتی ہیں۔ہندوستان میں پائے جانے والی قرابت داری نظام کو سمجھنے کے لئے انہوں نے زبان کی بنیاد پر ملک کو چار حصوں، شمال، جنوب، مشرق اور مرکز(Central) میں تقسیم کیا ہے۔ان کا ماننا ہے کہ قرابت داری کے طور طریقے (Kinship Behaviour) پورے ہندوستان میں ایک جیسے نہیں ہیں۔ان میں علاقے اور ذات پات کی بنیاد پر بہت فرق و تفاوت پایا جاتا ہے۔قرابت داری مطالعے کے حوالے سے ایک بہت اہم نام معروف ماہر انسانیات ٹی۔این۔مدن (T.N.Madan)کا ہے۔انہوں نے ہندوستان کی قرابت داری کے متعلق ایک اہم کتاب لکھی جس کا عنوان ''فیملی اینڈ کنشپ: اے اسٹڈی آف دی پنڈتس آف رورل کشمیر'' (Family and Kinship: A Study of the Pundits of Rural Kashmir) ہے۔یہ کتاب ہندوستان کی قرابت داری کے عنوان پر ایک معرکتہ الآراء تصنیف ہے۔یہ اتراسو امانگری (Utrassu-umanagri) کے گاؤں کے مطالعے پر مبنی ہے۔مدن کے مطابق اس گاؤں میں رہنے والے پنڈتوں کے قرابت داری کے رسوم وراوج دونوں سنسکرتی اور غیر سنسکرتی رسوم و تقریبات کا مجموعہ ہیں۔ان تینوں مصنفین کے علاوہ ایک اہم نام ایم۔این۔سری نواس (M.N.Srinivas) کا ہے جنہوں نے اس موضوع پر کام کیا ہے۔سری نواس کا نام ہندوستانی ماہرین انسانیات کی فہرست میں ایک معروف نام کے طور پر جانا جاتا ہے۔سری نواس نے قرابت داری اصطلاحات کے علاوہ خاندان کا ڈھانچہ، شادی کے طور طریقے اور رسومات جیسے کہ جہیز وغیرہ پر کافی کام کیا ہے۔

6.3 انڈولوجکل طریقہ (Indological Approach)

سب سے پہلے ہم انڈولوجی کے معنی و مفہوم کو سمجھنے کی کوشش کریں گے اور یہ جاننے کی کوشش کریں گے کہ ہندوستانی سماج کے مختلف اداروں کو سمجھنے کے لئے اس طریقے (Approach) کا استعمال کن مفکرین نے کیا ہے۔بنیادی طور پر انڈولوجی کو ہندوستانی سماج کی سائنس کی حیثیت سے جانا جاتا ہے۔انڈولوجیکل نقطۂ نظر سے مراد ہندوستانی تہذیب و ثقافت سے متعلق تصورات، روایات، نظریات اور ڈھانچے (Frameworks) کی روشنی میں ہندوستانی سماج کا مطالعہ کرنا ہے۔اس نقطۂ نظر کے نزدیک ہندوستانی سماج اپنی ساخت، افعال اور مختلف پہلوؤں سے دوسرے سماج سے مختلف ہے۔اسی لئے اسے یوروپ کے سماج کے مشابہ نہیں سمجھا جا سکتا ہے۔انڈولوجی کتابی مواد (Book View) اور تہذیب پر مبنی ہے اور یہ عملی و تجربی (Empirical) جانچ کی حمایت نہیں کرتا ہے۔انڈولوجی ہندوستانی سماج کے مطالعے کا ایک طریقہ ہے اور ہندوستانی سماج کو بحیثیت مضمون سمجھنے کے لئے ایک آزاد مضمون (Discipline) بھی ہے۔ان دونوں میں انڈولوجی کا دائرہ مطالعہ زبان، عقائد، رسم و رواج، عادات واطوار، اداروں، سماجی و مذہبی تقریبات اور تہذیبی عناصر ہیں۔

ہندوستانی سماج کے تقریباً تمام ہی سماجی اداروں کی جڑ اور بنیاد کسی نا کسی علمی و فکری روایت سے جا کر ملتی ہے۔ بہت سے سماجیاتی

مطالعوں میں سماجی اداروں کی نظریاتی بنیاد فراہم کرنے کے لئے مذہبی کتابوں سے نہ صرف استفادہ کیا گیا ہے بلکہ ان ہی کی روشنی میں سماج کی تشریح و توضیح کی گئی ہے۔ مثال کے طور پر نامور ماہر سماجیات کے۔ایم۔ کپاڑیہ (K.M. Kapadia) نے ہندو سماج میں قرابت داری نظام کا مطالعہ کرنے کے لئے کلاسیکی کتابوں سے استفادہ کیا۔ اسی طرح ایک دوسرے ماہر سماجیات پی۔این۔پربھو (P.N.Prabhu) نے اپنی کتاب ہندو سوشل آرگنائزیشن (Hindu Social Organisation) کی تصنیف سنسکرت کی کتابوں کی مدد سے کی ہے۔ ان دونوں کے علاوہ اراوتی کاروے (Irawati Karve) اور جی۔ایس۔ گھورے (G.S.Ghurye) نے بھی ہندوستان کے قرابت داری نظام پر تفصیل سے لکھا ہے۔ ان دونوں نے بھی متن کا استعمال کرتے ہوئے سماجی اور تاریخی نقطۂ نظر سے ہندوستان کے مختلف علاقوں کے قرابت داری نظام کی ساخت اور نمونے (Pattern) کا مطالعہ کیا۔ اس طرح ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ قرابت داری کا مطالعہ انڈولوجکل نقطۂ نظر کے ذریعے کرنے سے سماج میں تسلسل (Continuity) اور تبدیلی (Change) کے سمجھنے میں آسانی ہوئی ہے اور اس کے لئے ایک خاکہ اور نمونہ میسر آیا ہے۔

6.4 نسب اور اتحاد کی بنیاد پر مبنی بشریاتی نقطۂ نظر

(Anthropological Approach: Based on Descent and Alliance)

سلسلہ نسب پر مبنی نقطۂ نظر

سلسلہ نسب (Descent) یہ لفظ اس بات کا تعین کرتا ہے کہ کوئی شخص اپنے رشتہ داروں سے کیسے متعلق ہے۔ اس کا پتہ والدین میں سے یا تو ماں یا باپ کے ذریعے لگایا جاسکتا ہے۔ وہ گروہ جس میں وہ تمام لوگ شامل ہوں جن کے آباواجداد مشترکہ ہیں اسے نسبی کا گروہ (Descent Group) کہتے ہیں۔ ماہرین بشریات نے قرابت داری نظام کو نسب اور اتحاد کے نقطۂ نظر سے سمجھنے کی کوشش کی ہے جنہیں ہم ذیل میں بیان کر رہے ہیں۔ سماج میں بہت ساری اکائیاں اور ادارے ہیں جو افراد کی سماج کاری اور ان کے عادات واطوار کو مضبوط کرنے میں اہم رول ادا کرتے ہیں۔ قرابت داری نظام کا استعمال بھی اس طرح کی اکائیوں کے قیام کے لئے کیا جاتا ہے۔ ان اکائیوں پر مشتمل افراد میں تعاون، ہمدردی اور ایثار جیسے جذبات کارفرما ہوتے ہیں اور ہر فرد اپنے وجود اور بقا کے لئے ان پر منحصر رہتا ہے۔ ان سماجی اکائیوں یا سماجی گروہوں میں صرف بنیادی خاندان ہی شامل نہیں ہیں بلکہ اس کے علاوہ اور بھی سماجی گروہ ہیں جو قرابت داری نظام کے تحت آتے ہیں ۔جب ان گروہوں کی شناخت کسی مشترکہ آباء واجداد کی بنیاد پر کی جائے تو ماہرین بشریات ان گروہوں کو نسب گروہ (Descent Group) کا نام دیتے ہیں۔ چھ ممکنہ مواقع ہیں جن میں ڈیسنڈ گروہ کی رکنیت والدین سے بچوں تک منتقل ہوتی ہے۔ یہ چھ ممکنہ مواقع درج ذیل ہیں:

1۔ **پدرنسلی (Patrilineal):** اس میں نسب کا تعین مرد سے لگایا جاتا ہے۔ یعنی باپ، دادا، پردادا وغیرہ کی طرف نسل کا انتساب ہوتا ہے۔

2۔ **مادرنسلی (Matrilineal):** اس میں نسب کا تعین عورت سے لگایا جاتا ہے۔ یعنی نسل کا انتساب عورت سے عورت ہی کی طرف ہوتا

ہے مثال کے طور پر ماں سے بیٹی کی طرف وغیرہ۔

3۔ **دو نسلی (Bilineal):** اس میں نسب کا تعین مرد اور عورت دونوں کی طرف ہوتا ہے اور وراثت کی منتقلی بھی دونوں طرف کی جاتی ہے۔

4۔ **دو رخی یا دو طرفہ (Bilateral):** اس میں بھی نسل کا انتساب ماں اور باپ دونوں کی جانب کیا جاتا ہے۔ لیکن اس میں کوئی یک رخی گروہ نہیں ہوتا ہے۔ بلکہ دونوں طرف کے لوگوں کا ایک گروہ ہوتا ہے اور رکنیت ماں اور باپ دونوں جانب سے حاصل کی جاسکتی ہے۔

5۔ **متوازی ڈیسنٹ (Parallel Descent):** یہ نسب کا ایک غیر معمولی قاعدہ ہے۔ یہ جنس کے لحاظ سے مخصوص ہے جس میں لڑکا پدر نسلی نسب کی پیروی کرتا ہے اور ایک لڑکی مادر نسلی نسب کی پیروی کرتی ہے۔

6۔ **متبادل قسم کا ڈیسنٹ (Alternative Type Descent):** یہ متبادل قسم کا نسب ہوتا ہے جس میں نسب اور وراثت وغیرہ کی منتقلی باپ بیٹی کو اور ماں بیٹے کو منتقل کرتی ہے۔

ہندوستانی سماج میں نسب عام طور سے یا تو پدر نسلی (Patrilineal) یا مادر نسلی (Matrilineal) ہوتا ہے۔ ان دونوں میں پیٹر یلینیل یعنی پدر نسلی زیادہ عام ہے۔ نسب کے نقطۂ نظر سے قرابت داری کے نظام کا مطالعہ اور اس کا تجزیہ کرنے سے ہندوستان میں قرابت داری کی مختلف اقسام و اشکال کی اچھی سماجیاتی سمجھ پیدا ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر، ٹی۔ این۔ مدن (T.N.Madan) نے کشمیر کے برہمن سماج کا مطالعہ کیا اور قرابت داری نظام کے رول کو اجاگر کیا۔ انہوں نے مشاہدہ کیا کہ قرابت داری کس طرح سے اس سماج کو منظم کئے ہوئے ہے۔ اس کے علاوہ دوسرے ماہرین سماجیات جیسے کہ اے۔ سی۔ میئر (A.C. Mayer) اور آسکر لیوس (Oscar Lewis) وغیرہ نے شمالی ہندوستان میں قرابت داری نظام کا مطالعہ کرتے ہوئے نسب کا طریقہ (Descent Approach) استعمال کیا ہے۔ انہوں نے قرابتی گروہ کی مختلف سطحوں اور ان کی سرگرمیوں کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔

اتحاد پر مبنی نقطۂ نظر

یہ تصور ہندوستان میں قرابت داری نظام کے مطالعہ میں نمایاں طور پر پایا جاتا ہے۔ اس نظریے کے تحت قرابت داری نظام میں شادی کے اصول و قواعد اور پیٹرن پر غور کرنا شامل ہے۔ جب کوئی ماہر سماجیات قرابت داری کے ان پہلوؤں پر خصوصی توجہ دیتا ہے اور اسے سمجھنے کی کوشش کرتا ہے تو ہم کہتے ہیں کہ وہ قرابت داری کے پیٹرن کو سمجھنے کے لیے اتحاد کے نقطہ نظر پر عمل کر رہا ہے۔ ہندوستان میں قرابت داری پر بہت سی تحقیقات ہوئی ہیں جن میں قرابت داری کی اصطلاحات پر بھی خصوصی توجہ دی گئی ہے تاکہ اتحاد کی نوعیت کو جانا جاسکے۔ شادی کے ذریعے وجود میں آنے والے رشتوں پر توجہ کی وجہ سے ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ ان مطالعات میں اتحاد کے طریقے (Alliance Approach) کو اپنایا گیا ہے۔

لوئی ڈومو (Louis Dumont) اس طریقے کے زبردست حامی رہے ہیں۔ انہوں نے جنوبی ہندوستان کی قرابت داری کا مطالعہ کیا اور اس میں شادی کے کردار کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔ ڈومو نے دراویڑی قرابت داری اصطلاحات میں ہم نسب قرابت داری (Consanguineal Kinship) اور افینل قرابت داری (Affinal Kinship) کے باہمی مخالفت اور تعارض کو بیان کیا

جس کے مطالعے سے ہندوستانی سماج کے بالعموم اور جنوبی ہندوستان کے بالخصوص قرابت داری نظام کو سمجھنے میں کافی مدد ملتی ہے۔

قرابت داری کے مطالعے کے لئے اتحاد کا طریقہ اپنانے والے ماہرین سماجیات نے دلہن دینے والے (Bride-givers)اور دلہن لینے والے(Bride-takers) کے مابین فرق کو تفصیل سے بیان کیا۔مزید یہ کہ اس میں ماہرین نے ہائپر گیمی (Hypergamy)کا تصور، ہائپر گیمی کا جہیز سے تعلق اور شادی بیاہ میں لین دین کو بھی تصور شامل کیا ہے۔

اب ہم شمالی اور جنوبی ہندوستان میں پائے جانے والے قرابت داری نظام کے مختلف پہلوؤں کو بیان کریں گے تاکہ ہم اس نظام کے ڈھانچے کو اچھی طرح سمجھ سکیں۔

6.5 قرابت داری کے پہلو(Dimensions of Kinship)

شمالی اور جنوبی ہندوستان میں پائی جانے والی قرابت داری نظام کی خصوصیات کو جاننے اور سمجھنے کے لئے ہمیں درج ذیل پہلوؤں پر توجہ مرکوز کرنے کی ضرورت ہے۔

- **قرابت داری گروہ:** قرابت داری تعاون اور تنازع کے مقاصد کے لئے سماجی حیثیت اور جائیداد دونوں کو ایک نسل سے اگلے دوسرے موثر سماجی گروہوں تک منتقل کرنے کا ایک اہم ذریعہ ہے۔اس لئے نسب یا کسی فرد کی رشتے داریوں کی شکل اور قسم کی شناخت کرنے کی ضرورت ہے۔یعنی سماجی گروہ کی بات کرتے ہیں جن میں قرابت دار باہمی تعاون کرتے ہیں اور ان کے اندر تنازع اور تصادم کی بھی کیفیت رہتی ہے۔اسی لئے قرابت داری گروہ کو سمجھنا ضروری ہے۔
- **قرابت داری اصطلاحات:** لوگ قرابت داری کو بیان کرنے کے لیے مختلف طرح کے اصطلاحات کا استعمال کرتے ہیں۔وہ اصطلاحات قرابت داری نظام کی نوعیت کو ظاہر کرتی ہیں۔اس طرح قرابت داری کی اصطلاحات کے بیان کے ذریعے ہم قرابت داری نظام کو سمجھ سکیں گے۔چونکہ کسی بھی سماج میں قرابت داری کے نظام کی شکل، نوعیت اور اس کی خصوصیات کا پتہ قرابت داری کی اصطلاحات سے ہی ہوتا ہے۔عام طور سے انسان ان قرابت دار یا رشتے دار کے لیے ایک مشترک اصطلاح کا استعمال کرتا ہے جو قرابت داری کی فہرست میں ایک ہی زمرے میں ہوتے ہیں۔ایسے قرابت دار جن کے لیے ایک ہی اصطلاح کا استعمال ہوتا ہے ان کے لیے سماجی رول بھی ایک جیسے ہی ہوتے ہیں۔

قرابت داری اصطلاح کو سمجھنے کے لیے مناسب ہوتا ہے کہ بات کرنے والے کو ''میں''(I) کے نام سے یاد کیا جائے۔یہ بات کرنے والا مرد اور عورت میں سے کوئی بھی ہو سکتا ہے۔دوسرے یہ کہ قرابت داری اصطلاح کو دو قسموں میں بانٹ سکتے ہیں۔پہلا وہ اصطلاحات جو مخاطب کرنے کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔یعنی بعض وہ اصطلاحات جو لوگ ایک دوسرے کو مخاطب کرنے کے لیے استعمال کرتے ہیں۔دوسرے اس قسم کی اصطلاحات ہیں جو انسان مخصوص رشتے کو بیان کرنے کے لیے استعمال کرتا ہے۔ان اصطلاحات کو حوالے کی اصطلاحات (Terms of Reference) کہا جاتا ہے۔ کبھی کبھی ان دونوں کو بیان کرنے کے لیے ایک ہی اصطلاح کو استعمال کیا جاتا ہے۔

- **شادی کے اصول** (Marriage Rules): قرابت داری کا تیسرا اہم پہلو شادی کے اصول وضوابط ہیں۔ جس طرح سے کسی بھی سماج کا قرابت داری گروہ اس سماج کے قرابت داری نظام کی نوعیت و خصوصیات کو ظاہر کرتا ہے اسی طرح یہ شادی کے اصول وضوابط کو بھی متعین کرتا ہے۔ یہ اس بات کی رہنمائی کرتا ہے کہ کن سے شادی کی جاسکتی ہے اور کن لوگوں سے شادی کے رشتے میں بندھا نہیں جا سکتا۔ اسی طرح دلہن دینے والے اور دلہن لے جانے والے کے درمیان جو رشتہ ہوتا ہے وہ اس پس منظر کی سمجھ فراہم کرتا ہے جس میں یہ رشتے بنتے ہیں۔ یعنی شادی بیاہ کے اصول و قواعد کے بارے میں بات چیت کرنے سے رشتے کے قسموں کی سمجھ پیدا ہوتی ہے۔ اسی لیے کسی بھی سماج میں پائے جانے والے قرابت داری نظام کا فہم حاصل کرنے کے لیے ضروری ہے کہ اس سماج میں شادی بیاہ کے اصول اور ضابطے کا فہم حاصل کیا جایے۔
- **تحفوں کا تبادلہ** (Exchange of Gifts): ماہرین سماجیات مختلف قسم کے قرابت دار کے درمیان سماجی رشتوں کو بیان کرتے ہیں۔ وہ اس بات کی توضیح کرتے ہیں کہ کسی بھی قسم کی رشتے داری کو بیان کرنے کے لیے ہمیشہ دو اصطلاح ہوتی ہیں۔ قرابت داروں کے طور طریقوں کو جوڑوں (Pairs) میں بیان کیا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر والدین اور بچوں کے مابین رشتے دو نسلوں کے درمیان قرابت داری کے طور طریقوں (Kinship Behaviour) کو ظاہر کرتا ہے۔ اسی طرح رشتے داروں کے درمیان تحفوں کا لین دین یا تبادلہ قرابت داری نظام کے اخلاقی پہلوؤں کو ظاہر کرتا ہے۔ اس سے اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ کیسے قرابت دار ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہیں اور کیسے کوئی قرابت دار قرابت داری کے رول کو ادا کرتا ہے۔

6.6 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

اس اکائی کے مطالعے سے ہمیں قرابت داری کے مطالعے کی تاریخ سے واقفیت ہوئی۔ اس کے تحت ہم نے مغربی اور ہندوستانی نقطۂ نظر کے بارے میں مختصر مگر بنیادی باتوں کو جانا ہے۔ ہم نے جانا کہ ماہرین بشریات و سماجیات جیسے کہ پیٹر مرڈوک، لیوی اسٹراس، ریڈکلف براؤن، جی۔ ایس۔ گھورے، ٹی۔ این۔ مدن، ایم۔ این۔ سری نواس، اراواتی کاروے، اڈمنڈ لیچ اور کے۔ ایم۔ کپاڑیا وغیرہ نے اس موضوع پر کافی کام کیا ہے۔ ان ہندوستانی ماہرین سماجیات میں سے قرابت داری مطالعے کے لئے بعض نے انڈولوجی کے طریقے کو اپنایا ہے اور بعض نے انٹرویو، مشاہدات، سروے اور دوسرے طریقوں کے ذریعے قرابت درای کے حوالے سے ابتدائی مواد اکٹھا کیا اور ان مواد کی روشنی میں نتائج اخذ کئے۔ نیز اس کے مطالعہ سے ہمیں انڈولوجی کی بنیادی سمجھ، قرابت داری کے مطالعہ میں اس کا استعمال، بشریاتی یا انسانیاتی طریقے سے واقفیت ہوئی اور اس کے ضمن میں بہت سے تصورات کے بارے میں معلومات حاصل ہوئی۔

6.7 کلیدی الفاظ (Keywords)

- **کلاسیفیکٹری (Classificatory):** اس نظام کے تحت مختلف رشتوں کو ایک ہی زمروں میں شامل کیا جاتا ہے اور سب کو ایک مخصوص اصطلاح کے حوالے سے جانا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر انگریزی زبان کا ایک لفظ 'انکل' ہے۔ یہ لفظ بہت سے رشتے داروں کے

لئے استعمال ہوتا ہے جیسے کہ چاچا، ماما، پھوپھا، تاؤ وغیرہ۔

- **ڈسکرپٹیو (Descriptive):** اس نظام کے تحت ہر قرابت دار کے لئے ایک مخصوص اصطلاح کا ستعمال ہوتا ہے۔ یعنی ہر رشتے دار کے لئے الگ الگ اصطلاح مخصوص ہے جس سے اس رشتے دار کو یاد کیا جاتا ہے۔ یہ دوسرے کے ساتھ کسی شخص کے قطعی تعلق کو بیان کرتا ہے۔ مثال کے طور پر اردو زبان کا لفظ 'والد' ہے جو ایک خاص شخص کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ اسی طرح 'ماں' کا لفظ بھی ایک مخصوص فرد کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ یہ سب وضاحتی اصطلاحات ہیں۔
- **ہائپر گیمی (Hypergamy):** جب کوئی عورت کسی ایسے شخص سے شادی کرے جو ذات یا سماجی حیثیت کے اعتبار سے اس سے اعلیٰ ہو تو ایسی شادی کو ہائپر گیمی شادی کہا جاتا ہے۔

6.8 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

معروضی جوابات کے حامل سولات (Objective Answer Type Questions)

1۔ درج ذیل میں سے کس نے قرابت داری کے مطالعے پر کام کیا ہے؟

(a) پیٹر مرڈوک (b) لیوی اسٹراس

(c) دونوں (d) بی۔آر۔امبیڈکر

2۔ درج ذیل میں سے کس نے قرابت داری کے متعلق مطالعات کا آغاز سب سے پہلے کس نے کیا؟

(a) مورگن (b) ٹالکٹ پارسن

(c) ٹی۔این۔مدن (d) ایس۔سی۔دوبے

3۔ اینشینٹ سوسائٹی (Ancient Society) کے مصنف کون ہیں؟

(a) لیوس ایچ مورگن (b) امائل درکھائم

(c) ایم۔این۔سری نواس (d) ان میں سے کوئی نہیں

4۔ درج ذیل میں سے کس نے قرابت داری کے کلاسیفیکٹری (Classificatory) اور ڈسکرپٹیو (Descriptive) نظام کو پیش کیا؟

(a) مورگن (b) ٹی۔این۔مدن

(c) سرجیت سنہا (d) این۔کے۔بوس

5۔ درج ذیل میں سے کس نے ہندوستانی نقطۂ نظر کے مطابق قرابت داری کا مطالعہ کیا؟

(a) جی۔ایس۔گھورے (b) اراواتی کاروے

(c) دونوں (d) ان میں سے کوئی نہیں

6۔ قرابت داری (Kinship) کتاب کے مصنف کون ہیں؟

(a) ایم۔کپاڑیہ (b) ہربرٹ اسپنسر

(c) ٹالکٹ پارسن (d) جیمس فریزر

7۔درج ذیل میں سے کس نے قرابت داری نظام کو سمجھنے کے لئے زبان کی بنیاد پر ملک کو چار حصوں میں تقسیم کیا ہے؟

(a) اراواتی کاروے (b) ایم۔کے۔گاندھی

(c) ریڈکلف براؤن (c) ان میں سے کوئی نہیں

8۔ہندوسوشل آرگنائزیشن(Hindu Social Organisation) کے مصنف کون ہیں؟

(a) پی۔این۔پربھو (b) اگست کومٹ

(c) امائل درکھائم (d) این۔کے۔بوس

9۔درج ذیل میں سے کس نے کشمیر کے برہمن سماج کا مطالعہ کیا ہے؟

(a) ٹی۔این۔مدن (b) جیمس فریزر

(c) ہربرٹ اسپنسر (d) ان میں سے کوئی نہیں

10۔درج ذیل میں کون قرابت داری کے پہلوؤں میں شامل ہے؟

(a) قرابت داری گروہ (b) قرابت داری اصطلاحات

(c) دونوں (d) ان میں سے کوئی نہیں

مختصر جوابات کے حامل سوالات(Short Answer Type Questions)

1۔ قرابت داری مطالعہ کے حوالے سے مغربی نقطۂ نظر پر ایک مضمون لکھیے۔

2۔ قرابت داری مطالعہ کے حوالے سے ہندوستانی نقطۂ نظر پر ایک مضمون لکھیے۔

3۔ انڈولوجی کے کیا معنی ہیں؟اور قرابت داری کے ضمن میں اس طریقے کو بیان کیجئے۔

4۔ قرابت داری کے مطالعے میں بشریاتی نقطۂ نظر (Anthropological Approach) کی وضاحت کیجیے۔

5۔ قرابت داری کے مطالعے میں نسب (Descent) اور ازدواجی اتحاد (Alliance) کے نظریات پر تفصیلی نوٹ لکھیے۔

طویل جوابات کے حامل سوالات(Long Answer Type Questions)

1۔ قرابت داری کی تاریخ کو بیان کیجئے۔

2۔ نسب اور اتحاد کی بنیاد پر مبنی بشریاتی نقطۂ نظر

3۔ قرابت داری کے مختلف پہلوؤں کی وضاحت کیجئے۔

6.9 تجویز کردہ اکتسابی مواد(Suggested Learning Materials)

1۔ Madan, T.N. 1965. Family and Kinship: A study of the Pandits of Rural Kashmir, Asia Publishing House, Kolkata.

2۔ Karve, Iravati. 1963. Kinship Organisation in India, Asia Publishing House, Kolkata.

3۔ Fox, Robin. (1967). Kinship and Marriage. An Anthropological Perspective, Penguin, Baltimore

4۔ William Halse Rivers, 6011, Kinship and social organization, Routledge, New Delhi

5۔ Uberoi, Patricia (ed.) 1994. Family, Kinship and Marriage in India. Oxford University Press: New Delhi

اکائی 7۔ نسب، صنفی کردار اور امتیاز

(Lineage, Gender Roles and Discrimination)

اکائی کے اجزا

7.0 تمہید

7.1 مقاصد

7.2 نسب: تصور، اقسام اور اہمیت

7.3 صنفی کردار: تصور، اقسام اور سماجی تشکیل

7.4 خاندان میں روایتی صنفی کردار اور پدر سری نظام

7.5 صنفی امتیاز، جبر اور تشدد

7.6 خاندان کے تناظر میں نسب اور صنفی کردار کا تاریخی جائزہ

7.7 خاندان میں بدلتے ہوئے صنفی کردار، مساوات اور سماجی تبدیلی

7.8 اکتسابی نتائج

7.9 کلیدی الفاظ

7.10 نمونہ امتحانی سوالات

7.11 تجویز کردہ اکتسابی مواد

7.0 تمہید (Introduction)

اس اکائی میں نسب، صنفی کردار اور امتیاز کے باہمی تعلق کا مطالعہ کیا جائے گا۔ یہ تینوں موضوعات خاندان اور معاشرے کی ساخت کو سمجھنے میں بنیادی اہمیت رکھتے ہیں۔ نسب خاندان کے افراد کے درمیان تعلق، وراثت اور شناخت کو واضح کرتا ہے جبکہ صنفی کردار یہ بتاتے ہیں کہ معاشرہ عورتوں اور مردوں سے کس قسم کے رویوں، ذمہ داریوں اور کرداروں کی توقع رکھتا ہے۔ اسی طرح امتیاز سے مراد وہ غیر مساوی برتاؤ ہے جو جنس، ذات، طبقے، معذوری یا دیگر سماجی بنیادوں پر افراد کے ساتھ روا رکھا جاتا ہے۔

خاندان معاشرے کا بنیادی ادارہ ہے جہاں بچے نسب، سماجی اقدار، رسم و رواج اور صنفی کردار سیکھتے ہیں۔ یہی وہ جگہ ہے جہاں افراد کو یہ بتایا جاتا ہے کہ خاندان اور معاشرے میں ان سے کیا توقعات وابستہ ہیں۔ اس لیے خاندان نہ صرف نسب کو آگے بڑھانے کا ذریعہ ہے بلکہ

صنفی کرداروں کی تشکیل اور ان کی منتقلی میں بھی اہم کردار ادا کرتا ہے۔ یہی کردار وقت کے ساتھ سماجی عدم مساوات اور امتیازی رویوں کو مضبوط بھی کر سکتے ہیں یا انہیں کم کرنے میں مددگار بھی ثابت ہو سکتے ہیں۔ صنفی کردار فطری نہیں بلکہ سماجی طور پر تشکیل پاتے ہیں۔ معاشرتی اقدار، ثقافت، مذہب، تعلیم، میڈیا اور دیگر سماجی ادارے عورتوں اور مردوں کے لیے مختلف کردار متعین کرتے ہیں۔ وقت گزرنے کے ساتھ یہ کردار تبدیل بھی ہوتے رہتے ہیں کیونکہ معاشرے کی ضروریات، معاشی حالات اور سماجی شعور میں مسلسل تبدیلی آتی رہتی ہے۔ اسی لیے آج خاندان کے اندر ذمہ داریوں، فیصلہ سازی اور معاشی سرگرمیوں میں بھی نمایاں تبدیلیاں دیکھی جا رہی ہیں۔

اس اکائی میں نسب کے تصور، اس کی اقسام، صنفی کرداروں کی تشکیل، پدرسری نظام، صنفی امتیاز، جبر اور تشدد، خاندان میں صنفی کرداروں کی تاریخی تبدیلی اور موجودہ دور کے سماجی رجحانات کا تفصیلی مطالعہ کیا جائے گا۔ اس کے ساتھ یہ بھی سمجھنے کی کوشش کی جائے گی کہ ایک زیادہ مساوی، منصفانہ اور شمولیتی خاندانی نظام کی تشکیل کے لیے کن سماجی تبدیلیوں کی ضرورت ہے۔

7.1 مقاصد (Objectives)

اس اکائی کے مطالعے کے بعد طلبہ درج ذیل امور کو سمجھنے کے قابل ہوں گے:

- نسب (Lineage) کے تصور، اس کی اقسام اور خاندان و معاشرے میں اس کی اہمیت کو سمجھ سکیں گے۔
- صنفی کردار (Gender Roles) کے مفہوم، ان کی سماجی تشکیل اور روزمرہ زندگی پر ان کے اثرات کا تجزیہ کر سکیں گے۔
- خاندان اور معاشرے میں پدرسری (Patriarchy) اور مادرسری (Matriarchy) نظام کی خصوصیات اور ان کے سماجی اثرات کو واضح کر سکیں گے۔
- صنفی امتیاز، جبر اور تشدد کی مختلف صورتوں، ان کے اسباب اور افراد، خاندان اور معاشرے پر ان کے اثرات کا جائزہ لے سکیں گے۔

7.2 نسب: تصور، اقسام اور اہمیت (Lineage: Concept, Types and Importance)

نسب (Lineage) سے مراد وہ خاندانی سلسلہ ہے جس کے ذریعے افراد اپنے آباؤ اجداد سے تعلق قائم کرتے ہیں۔ دوسرے لفظوں میں نسب وہ سماجی نظام ہے جو یہ واضح کرتا ہے کہ ایک فرد کس خاندان، قبیلے یا برادری سے تعلق رکھتا ہے اور اس کی شناخت کس خاندانی سلسلے کے ذریعے کی جاتی ہے۔ سماجیات اور بشریات میں نسب کو خاندان اور رشتہ داری کے نظام کا بنیادی حصہ سمجھا جاتا ہے کیونکہ اسی کے ذریعے خاندانی تعلقات، وراثت، سماجی حیثیت اور بعض اوقات مذہبی و ثقافتی ذمہ داریوں کا تعین ہوتا ہے۔ ہر معاشرے میں نسب کی اپنی اہمیت ہوتی ہے اگرچہ اس کی شکل مختلف ہو سکتی ہے۔ بعض معاشروں میں نسب کا تعلق باپ کی نسل سے جوڑا جاتا ہے جبکہ بعض میں ماں کی نسل کو بنیادی حیثیت حاصل ہوتی ہے۔ نسب نہ صرف افراد کی خاندانی شناخت کو واضح کرتا ہے بلکہ خاندان کے افراد کے درمیان حقوق، فرائض، باہمی تعلقات اور سماجی ذمہ داریوں کو بھی منظم کرتا ہے۔ بہت سے معاشروں میں جائیداد کی وراثت، خاندانی نام، قیادت، رشتہ داری اور سماجی مقام کا تعین بھی نسب کی بنیاد پر کیا جاتا ہے۔

سماجی نقطۂ نظر سے دیکھا جائے تو نسب صرف حیاتیاتی تعلق کا نام نہیں بلکہ ایک سماجی ادارہ بھی ہے۔ معاشرہ مختلف اصولوں اور روایات کے ذریعے یہ طے کرتا ہے کہ افراد اپنی شناخت کس نسب سے وابستہ کریں گے اور اس شناخت کے ساتھ کون سے حقوق اور ذمہ داریاں منسلک ہوں گی۔ اس طرح نسب افراد کو خاندان، برادری اور وسیع تر معاشرے سے جوڑنے کا اہم ذریعہ بنتا ہے۔

عام طور پر نسب کی دو بنیادی اقسام بیان کی جاتی ہیں:

1۔ **پدر سری نسب (Patrilineal Lineage):** اس نظام میں نسب، خاندانی نام، وراثت اور سماجی شناخت باپ کی نسل کے ذریعے منتقل ہوتی ہے۔ بیشتر معاشروں، خصوصاً جنوبی ایشیا میں یہی نظام زیادہ رائج ہے۔ اس میں خاندان کی شناخت اور خاندانی تسلسل مردوں کے ذریعے برقرار رکھا جاتا ہے۔

2۔ **مادر سری نسب (Matrilineal Lineage):** اس نظام میں نسب اور خاندانی شناخت ماں کی نسل سے وابستہ ہوتی ہے۔ بعض قبائلی اور روایتی معاشروں میں جائیداد، خاندانی تعلقات اور بعض سماجی حقوق ماں کی طرف سے منتقل ہوتے ہیں۔ اگرچہ ایسے معاشرے دنیا میں نسبتاً کم ہیں لیکن سماجی اور بشریاتی مطالعات میں ان کی خاص اہمیت ہے۔

جدید معاشروں میں تعلیم، شہری زندگی، ہجرت، صنعتی ترقی اور قانونی اصلاحات کے باعث نسب کے روایتی تصورات میں بھی تبدیلی آ رہی ہے۔ اس کے باوجود نسب آج بھی خاندان کی شناخت، رشتہ داری کے نظام، ثقافتی روایات اور سماجی تعلقات کو سمجھنے کے لیے ایک بنیادی تصور ہے۔ یہی وجہ ہے کہ خاندان، صنفی کردار اور سماجی امتیاز کے مطالعے میں نسب کو ایک اہم سماجی ادارے کے طور پر دیکھا جاتا ہے۔

7.3 صنفی کردار: تصور، اقسام اور سماجی تشکیل

(Gender Roles: Concept, Types and Social Construction)

صنفی کردار (Gender Roles) سے مراد وہ سماجی ذمہ داریاں، رویے، اقدار اور توقعات ہیں جو معاشرہ عورتوں اور مردوں کے لیے متعین کرتا ہے۔ یہ کردار اس بات کی وضاحت کرتے ہیں کہ ایک معاشرے میں عورتوں اور مردوں سے کس قسم کے طرزِ عمل، ذمہ داریوں اور سماجی کردار کی توقع کی جاتی ہے۔ مختلف معاشروں، ثقافتوں اور زمانوں میں یہ کردار ایک جیسے نہیں ہوتے بلکہ وقت، جگہ اور سماجی حالات کے مطابق تبدیل ہوتے رہتے ہیں۔ سماجیات کے مطابق صنفی کردار پیدائشی یا فطری نہیں ہوتے بلکہ سماجی عمل کے ذریعے سیکھے جاتے ہیں۔ بچہ پیدائش کے وقت صرف حیاتیاتی جنس (Sex) کے ساتھ دنیا میں آتا ہے لیکن معاشرہ اسے آہستہ آہستہ یہ سکھاتا ہے کہ ایک لڑکے یا لڑکی کو کس طرح بولنا، لباس پہننا، کھیلنا، تعلیم حاصل کرنا، کام کرنا اور دوسروں سے برتاؤ کرنا چاہیے۔ اس طرح صنفی کردار خاندان، اسکول، مذہب، ہم عمر گروہ، میڈیا اور دیگر سماجی اداروں کے ذریعے تشکیل پاتے ہیں۔

خاندان صنفی کرداروں کی تشکیل کا پہلا اور سب سے اہم ادارہ ہے۔ بچہ اپنے والدین اور خاندان کے دیگر افراد کو دیکھ کر مختلف سماجی رویے سیکھتا ہے۔ اگر گھر میں مرد کو فیصلہ کرنے والا، کمانے والا اور عورت کو صرف گھر کی دیکھ بھال کرنے والی کے طور پر پیش کیا جائے تو بچے بھی انہی کرداروں کو معمول اور فطری سمجھنے لگتے ہیں۔ اسی طرح اسکول، نصابی کتابیں، مذہبی تعلیمات، ٹیلی ویژن، فلمیں، اشتہارات اور

سوشل میڈیا بھی صنفی کرداروں کی تشکیل میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

صنفی کرداروں کی نوعیت معاشرتی حالات کے مطابق بدلتی رہتی ہے۔ روایتی معاشروں میں عورت اور مرد کے کردار واضح طور پر تقسیم ہوتے تھے لیکن جدید معاشروں میں تعلیم، شہری زندگی، صنعتی ترقی، خواتین کی ملازمت، معلوماتی ٹیکنالوجی اور سماجی شعور نے ان کرداروں میں نمایاں تبدیلی پیدا کی ہے۔ آج عورتیں تعلیم، سیاست، کاروبار، سائنس، طب، انتظامیہ اور دیگر شعبوں میں نمایاں کردار ادا کر رہی ہیں جبکہ مرد بھی بچوں کی پرورش، گھریلو کاموں اور خاندانی ذمہ داریوں میں پہلے کے مقابلے میں زیادہ حصہ لے رہے ہیں۔

عام طور پر صنفی کرداروں کو تین اہم اقسام میں تقسیم کیا جاتا ہے:

1۔ **تولیدی کردار (Reproductive Roles):** ان کرداروں کا تعلق بچوں کی پیدائش، پرورش، گھریلو کاموں، خاندان کی دیکھ بھال اور روزمرہ ضروریات پوری کرنے سے ہوتا ہے۔ روایتی معاشروں میں یہ ذمہ داریاں زیادہ تر خواتین سے وابستہ سمجھی جاتی رہی ہیں۔

2۔ **پیداواری کردار (Productive Roles):** ان کرداروں میں وہ تمام معاشی سرگرمیاں شامل ہیں جن کے ذریعے افراد آمدنی حاصل کرتے ہیں، جیسے زراعت، تجارت، ملازمت، صنعت یا دیگر پیشے۔ اگرچہ ماضی میں یہ کردار زیادہ تر مردوں سے وابستہ تھا لیکن آج خواتین بھی معاشی سرگرمیوں میں نمایاں حصہ لے رہی ہیں۔

3۔ **سماجی اور اجتماعی کردار (Community Roles):** یہ وہ ذمہ داریاں ہیں جو افراد خاندان سے باہر اپنی برادری، اداروں یا معاشرے کے لیے انجام دیتے ہیں، جیسے سماجی خدمت، مقامی تنظیموں میں شرکت، سیاسی سرگرمیاں، رضاکارانہ خدمات اور کمیونٹی کی فلاح و بہبود کے کام وغیرہ۔

سماجی نقطۂ نظر سے صنفی کرداروں کو مستقل یا غیر متغیر نہیں سمجھا جاتا۔ جیسے جیسے معاشرہ تبدیل ہوتا ہے ویسے ہی عورتوں اور مردوں کے کردار بھی بدلتے رہتے ہیں۔ اسی لیے جدید سماجیات اس بات پر زور دیتی ہے کہ افراد کو صرف ان کی جنس کی بنیاد پر محدود نہ کیا جائے بلکہ انہیں اپنی صلاحیتوں، دلچسپیوں اور قابلیت کے مطابق تعلیم، روزگار، فیصلہ سازی اور سماجی زندگی میں مساوی مواقع فراہم کیے جائیں۔ یہی طرزِ فکر ایک زیادہ منصفانہ، مساوی اور شمولیتی معاشرے کی بنیاد فراہم کرتا ہے۔

7.4 خاندان میں روایتی صنفی کردار اور پدرسری نظام

(Traditional Gender Roles and the Patriarchal System in the Family)

خاندان معاشرے کا بنیادی ادارہ ہے جہاں افراد سب سے پہلے سماجی اقدار، رسم و رواج اور صنفی کردار سیکھتے ہیں۔ یہی وہ جگہ ہے جہاں بچوں کو یہ بتایا جاتا ہے کہ عورت اور مرد کی ذمہ داریاں کیا ہیں انہیں کس طرح زندگی گزارنی چاہیے اور خاندان میں ان کا کردار کیا ہوگا۔ یہی تصورات آگے چل کر معاشرے میں صنفی کرداروں کو مضبوط بناتے ہیں۔ روایتی معاشروں میں عورتوں اور مردوں کے کردار واضح طور پر تقسیم کیے گئے تھے۔ عام طور پر مرد کو خاندان کا سربراہ، کمانے والا، محافظ اور اہم فیصلے کرنے والا سمجھا جاتا تھا جبکہ عورت کو بچوں کی پرورش،

گھریلو کاموں، خاندان کی دیکھ بھال اور بزرگوں کی خدمت کی ذمہ داری دی جاتی تھی۔ اگرچہ یہ تقسیم مختلف معاشروں میں کسی حد تک مختلف ہو سکتی ہے لیکن اس کی بنیادی شکل دنیا کے بیشتر روایتی معاشروں میں ایک جیسی رہی ہے۔ یہ کردار وقت کے ساتھ سماجی اقدار، مذہبی روایات، ثقافتی رسم و رواج اور معاشی حالات کی وجہ سے مضبوط ہوتے گئے۔ اس کے نتیجے میں یہ تصور عام ہو گیا کہ بعض کام صرف مردوں کے لیے موزوں ہیں جبکہ کچھ ذمہ داریاں صرف عورتوں کی ہیں۔ اس طرح معاشرے میں صنفی دقیانوسی تصورات (Gender Stereotypes) بھی فروغ پاتے ہیں جو افراد کی صلاحیتوں اور مواقع کو محدود کر سکتے ہیں۔

روایتی صنفی کرداروں کی بنیاد پر عورتوں اور مردوں کے بارے میں مختلف توقعات قائم کی جاتی ہیں۔ مثال کے طور پر مرد سے طاقتور، خود مختار، بہادر اور فیصلہ کرنے والا ہونے کی توقع کی جاتی ہے جبکہ عورت سے نرم مزاج، فرمانبردار، حساس، برداشت کرنے والی اور دیکھ بھال کرنے والی ہونے کی امید رکھی جاتی ہے۔ اگر کوئی فرد ان روایتی توقعات سے مختلف کردار اختیار کرے تو اسے اکثر تنقید، سماجی دباؤ یا امتیازی رویوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

خاندان میں روایتی صنفی کرداروں کے فروغ میں پدر سری نظام (Patriarchy) کا اہم کردار ہوتا ہے۔ پدر سری ایک ایسا سماجی نظام ہے جس میں خاندان اور معاشرے کے اہم اختیارات، وسائل اور فیصلہ سازی کا مرکز زیادہ تر مرد ہوتے ہیں۔ اس نظام میں نسب، جائیداد، خاندانی نام اور سماجی حیثیت عموماً مردوں کے ذریعے منتقل ہوتی ہے جبکہ خواتین کو اکثر ثانوی حیثیت دی جاتی ہے۔ پدر سری نظام صرف خاندان تک محدود نہیں رہتا بلکہ تعلیم، معیشت، سیاست، قانون اور دیگر سماجی اداروں پر بھی اثرانداز ہوتا ہے۔ اس کے برعکس مادر سری نظام (Matriarchy) میں خاندان یا نسب کا تعلق ماں کی نسل سے قائم کیا جاتا ہے اور بعض سماجی، معاشی یا خاندانی اختیارات خواتین کے پاس ہوتے ہیں۔ ایسے معاشرے دنیا میں نسبتاً کم پائے جاتے ہیں لیکن بشریات اور سماجیات کے مطالعے میں ان کی خاص اہمیت ہے۔ تاہم یہ بات ذہن میں رکھنی چاہیے کہ مادر سری معاشرہ لازماً ایسا معاشرہ نہیں ہوتا جہاں خواتین ہر شعبے میں مردوں پر غالب ہوں بلکہ اس سے مراد بنیادی طور پر نسب اور بعض خاندانی اختیارات کا عورت کی نسل سے وابستہ ہونا ہے۔

جدید دور میں تعلیم، صنعتی ترقی، شہری زندگی، خواتین کی معاشی شرکت، قانون سازی اور انسانی حقوق کے فروغ نے روایتی صنفی کرداروں میں نمایاں تبدیلی پیدا کی ہے۔ آج بہت سے خاندانوں میں مرد اور عورت دونوں معاشی، سماجی اور خاندانی ذمہ داریاں مشترکہ طور پر ادا کر رہے ہیں۔ اس کے باوجود بہت سے معاشروں میں پدر سری سوچ اور روایتی صنفی کردار اب بھی موجود ہیں جو صنفی مساوات کے حصول میں ایک اہم چیلنج سمجھے جاتے ہیں۔ اس لیے سماجی نقطۂ نظر سے ضروری ہے کہ عورتوں اور مردوں کو صرف ان کی جنس کی بنیاد پر محدود نہ کیا جائے بلکہ انہیں اپنی صلاحیت، دلچسپی اور قابلیت کے مطابق تعلیم، روزگار، فیصلہ سازی اور سماجی زندگی میں مساوی مواقع فراہم کیے جائیں۔ اس سے نہ صرف خاندان کا ماحول زیادہ متوازن اور منصفانہ بنتا ہے بلکہ معاشرے کی مجموعی ترقی بھی ممکن ہوتی ہے۔

7.5 صنفی امتیاز، جبر اور تشدد (Gender Discrimination, Oppression and Violence)

صنفی امتیاز (Gender Discrimination) سے مراد عورتوں اور مردوں کے ساتھ ان کی جنس یا صنف کی بنیاد پر

مختلف اور غیر مساوی برتاؤ کرنا ہے۔ جب کسی فرد کو صرف اس لیے تعلیم، روزگار، صحت، جائیداد، فیصلہ سازی، سیاسی شرکت یا دیگر بنیادی حقوق میں مساوی مواقع نہ دیے جائیں کہ وہ عورت ہے یا مرد، تو اسے صنفی امتیاز کہا جاتا ہے۔ یہ امتیاز صرف انفرادی رویوں تک محدود نہیں ہوتا بلکہ خاندان، سماجی اداروں، ثقافتی اقدار اور بعض اوقات قوانین کے ذریعے بھی برقرار رہتا ہے۔ سماجیات کے مطابق صنفی امتیاز ایک سماجی عمل ہے جو معاشرتی اقدار، رسم و رواج، مذہبی تعبیرات، معاشی حالات اور طاقت کے غیر مساوی تعلقات کے نتیجے میں پیدا ہوتا ہے۔ جب کسی معاشرے میں ایک صنف کو دوسری صنف پر برتری حاصل ہو جائے تو وسائل، مواقع اور اختیارات کی تقسیم بھی غیر مساوی ہو جاتی ہے۔ یہی عدم مساوات آگے چل کر مختلف صورتوں میں امتیاز، جبر اور تشدد کو جنم دیتی ہے۔

خاندان صنفی امتیاز کی ابتدا کا ایک اہم مقام ہو سکتا ہے۔ بعض اوقات لڑکوں اور لڑکیوں کی تعلیم، خوراک، صحت، آزادی، جائیداد، وراثت اور فیصلہ سازی کے مواقع میں فرق کیا جاتا ہے۔ اسی طرح گھریلو ذمہ داریوں کی غیر مساوی تقسیم، بیٹیوں اور بیٹوں کے ساتھ مختلف رویہ یا خواتین کو اہم فیصلوں سے دور رکھنا بھی صنفی امتیاز کی مثالیں ہیں۔ اگرچہ بہت سے خاندانوں میں یہ صورتحال تبدیل ہو رہی ہے لیکن کئی معاشروں میں ایسے رویے آج بھی موجود ہیں۔

صنفی جبر (Gender Oppression) اس وقت پیدا ہوتا ہے جب ایک فرد یا گروہ اپنی طاقت، اختیار یا سماجی حیثیت کو استعمال کرتے ہوئے دوسرے فرد یا گروہ کو دبانے، اس کے حقوق محدود کرنے یا اس کی آزادی پر پابندی لگانے کی کوشش کرے۔ پدرسری معاشروں میں یہ جبر اکثر عورتوں کے خلاف زیادہ نمایاں ہوتا ہے لیکن بعض حالات میں مرد بھی صنفی توقعات اور سماجی دباؤ کی وجہ سے مختلف مسائل کا سامنا کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر مردوں سے ہر حال میں معاشی ذمہ داری اٹھانے، جذبات ظاہر نہ کرنے یا ہمیشہ مضبوط رہنے کی توقع بھی سماجی دباؤ کی ایک صورت ہے۔

صنفی تشدد (Gender-based Violence) صنفی امتیاز کی ایک سنگین شکل ہے۔ اس میں جسمانی، ذہنی، جذباتی، جنسی، معاشی اور زبانی تشدد شامل ہے۔ گھریلو تشدد، جنسی ہراسانی، جنسی استحصال، کم عمری کی شادی، جہیز سے متعلق تشدد، انسانی اسمگلنگ اور عزت کے نام پر تشدد اس کی نمایاں مثالیں ہیں۔ ایسے واقعات نہ صرف متاثرہ فرد کی جسمانی اور ذہنی صحت کو نقصان پہنچاتے ہیں بلکہ خاندان اور معاشرے کے استحکام کو بھی متاثر کرتے ہیں۔ صنفی امتیاز کا تعلق صرف جنس تک محدود نہیں رہتا بلکہ کئی دوسری سماجی بنیادوں سے بھی جڑا ہوتا ہے۔ ذات، طبقہ، مذہب، نسل، معذوری، عمر اور رہائشی پس منظر جیسے عوامل بعض افراد کو دوہرے یا کئی گنا زیادہ امتیاز کا شکار بنا دیتے ہیں۔ مثال کے طور پر ایک غریب، دیہی یا معذور عورت کو صرف عورت ہونے کی وجہ سے ہی نہیں بلکہ اپنی سماجی اور معاشی حیثیت کی وجہ سے بھی اضافی مشکلات کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔ سماجیات میں اس کیفیت کو مختلف سماجی عوامل کے باہمی اثرات کے تناظر میں سمجھا جاتا ہے۔

جدید دور میں تعلیم، قانون، ذرائع ابلاغ، انسانی حقوق کی تحریکوں اور خواتین کی بڑھتی ہوئی سماجی و معاشی شرکت نے صنفی امتیاز کو کم کرنے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ اس کے باوجود دنیا کے مختلف معاشروں میں صنفی عدم مساوات اور تشدد آج بھی ایک اہم سماجی مسئلہ ہے۔ اس صورتِ حال میں ضروری ہے کہ خاندان، تعلیمی ادارے، حکومت، میڈیا، مذہبی و سماجی تنظیمیں اور عام شہری مل کر مساوات، باہمی احترام، انصاف اور انسانی وقار کو فروغ دیں تاکہ ہر فرد کو بلا امتیاز ترقی اور باعزت زندگی گزارنے کے مساوی مواقع حاصل ہو سکیں۔

7.6 خاندان کے تناظر میں نسب اور صنفی کردار کا تاریخی جائزہ

(Historical Perspective of Lineage and Gender Roles in the Family)

خاندان ایک ایسا سماجی ادارہ ہے جو وقت کے ساتھ مسلسل تبدیلی کے عمل سے گزرتا رہا ہے۔ اسی طرح نسب اور صنفی کردار بھی مختلف ادوار میں معاشرتی، معاشی، سیاسی اور ثقافتی تبدیلیوں کے مطابق بدلتے رہے ہیں۔ ان تصورات کو سمجھنے کے لیے ان کے تاریخی پس منظر کا مطالعہ ضروری ہے کیونکہ موجودہ خاندانی نظام اور صنفی تعلقات ماضی کے سماجی ڈھانچوں کا نتیجہ ہیں۔ قدیم معاشروں میں خاندان کا بنیادی مقصد نسل کو آگے بڑھانا، وسائل کی حفاظت کرنا اور سماجی استحکام قائم رکھنا تھا۔ اسی وجہ سے نسب کو خاص اہمیت حاصل تھی۔ بہت سے معاشروں میں نسب باپ کی نسل سے وابستہ کیا گیا جس کے نتیجے میں وراثت، خاندانی نام، قیادت اور سماجی حیثیت مردوں کے ذریعے منتقل ہونے لگی۔ تاہم بعض قبائلی اور روایتی معاشروں میں نسب ماں کی نسل سے بھی قائم کیا جاتا تھا جہاں خاندانی شناخت اور بعض سماجی حقوق عورت کے ذریعے منتقل ہوتے تھے۔

ابتدائی زرعی معاشروں میں محنت کی تقسیم بنیادی طور پر جسمانی صلاحیتوں اور معاشی ضروریات کی بنیاد پر ہوئی۔ مرد زیادہ تر شکار، زراعت، تجارت اور بیرونی سرگرمیوں سے وابستہ رہے جبکہ خواتین بچوں کی پرورش، خوراک کی تیاری اور گھریلو امور انجام دیتی تھیں۔ وقت گزرنے کے ساتھ یہ عملی تقسیم ایک سماجی روایت بن گئی جسے بعد میں فطری اور لازمی کردار کے طور پر پیش کیا جانے لگا۔ جوں جوں معاشرے ترقی کرتے گئے، پدرسری نظام زیادہ مضبوط ہوتا گیا۔ مذہبی روایات، ثقافتی اقدار اور سماجی رسم و رواج نے مردوں کو خاندان کا سربراہ اور فیصلہ ساز قرار دیا جبکہ خواتین کے کردار کو زیادہ تر گھریلو ذمہ داریوں تک محدود رکھا گیا۔ اس کے نتیجے میں صنفی کردار نہ صرف خاندان بلکہ تعلیم، معیشت، سیاست اور دیگر سماجی اداروں میں بھی نمایاں ہونے لگے۔

صنعتی انقلاب نے خاندان اور صنفی کرداروں میں ایک بڑی تبدیلی پیدا کی۔ جب روزگار کے مواقع گھروں سے نکل کر کارخانوں، دفاتر اور شہروں میں منتقل ہوئے تو مردوں کی معاشی ذمہ داریاں بڑھ گئیں جبکہ خواتین بھی آہستہ آہستہ تعلیم اور روزگار کے میدان میں داخل ہونے لگیں۔ اس تبدیلی نے روایتی خاندانی ڈھانچے اور صنفی کرداروں کے بارے میں نئی بحث کو جنم دیا۔ بیسویں صدی میں تعلیم کے فروغ، خواتین کی تحریکوں، جمہوری اقدار، انسانی حقوق، قانون سازی اور معاشی ترقی نے صنفی مساوات کے تصور کو مضبوط کیا۔ خواتین نے تعلیم، ملازمت، سیاست، سائنس، طب، کاروبار اور دیگر شعبوں میں نمایاں کامیابیاں حاصل کیں، جبکہ مرد بھی بچوں کی پرورش اور گھریلو ذمہ داریوں میں پہلے کے مقابلے میں زیادہ حصہ لینے لگے۔ اس طرح خاندان کے اندر ذمہ داریوں اور اختیارات کی تقسیم میں بتدریج تبدیلی آئی۔ اگرچہ جدید دور میں نسب اور صنفی کرداروں کے بارے میں روایتی تصورات میں نمایاں تبدیلی آئی ہے لیکن بہت سے معاشروں میں اب بھی پدرسری سوچ، صنفی امتیاز اور روایتی توقعات موجود ہیں۔ اسی وجہ سے خاندان آج ایک ایسی سماجی جگہ بن چکا ہے جہاں روایت اور تبدیلی دونوں ایک ساتھ نظر آتی ہیں۔ ایک طرف پرانے سماجی اصول موجود ہیں تو دوسری طرف مساوات، باہمی احترام اور مشترکہ ذمہ داریوں پر مبنی نئے تصورات بھی فروغ پا رہے ہیں۔

سماجی نقطۂ نظر سے دیکھا جائے تو نسب اور صنفی کردار جامد تصورات نہیں بلکہ متحرک سماجی عمل ہیں۔ یہ معاشرتی حالات، تعلیم، معیشت، قانون، ثقافت اور انسانی شعور کے ساتھ مسلسل تبدیل ہوتے رہتے ہیں۔ اسی لیے ان کے تاریخی ارتقا کو سمجھنا موجودہ خاندانی نظام، صنفی تعلقات اور سماجی تبدیلیوں کا درست تجزیہ کرنے کے لیے نہایت ضروری ہے۔

7.7 خاندان میں بدلتے ہوئے صنفی کردار، مساوات اور سماجی تبدیلی

(Changing Gender Roles, Equality and Social Change in the Family)

حالیہ دہائیوں میں خاندان کے اندر صنفی کرداروں میں نمایاں تبدیلی آئی ہے۔ تعلیم کے فروغ، شہری زندگی، صنعتی ترقی، خواتین کی بڑھتی ہوئی معاشی شرکت، ذرائع ابلاغ، معلوماتی ٹیکنالوجی اور انسانی حقوق سے متعلق بڑھتے ہوئے شعور نے خاندان کے روایتی ڈھانچے اور عورتوں و مردوں کے کردار کو نئی شکل دی ہے۔ اس کے نتیجے میں خاندانی ذمہ داریوں، فیصلہ سازی اور معاشی سرگرمیوں میں دونوں کی مشترکہ شرکت میں اضافہ ہوا ہے۔ ماضی میں عام طور پر مرد کو خاندان کا واحد کفیل اور عورت کو صرف گھریلو ذمہ داریوں تک محدود سمجھا جاتا تھا لیکن آج یہ تصور بتدریج تبدیل ہو رہا ہے۔ بہت سی خواتین تعلیم حاصل کر کے مختلف پیشوں میں خدمات انجام دے رہی ہیں اور خاندان کی معاشی ترقی میں اہم کردار ادا کر رہی ہیں۔ اسی طرح بہت سے مرد بچوں کی پرورش، گھریلو کاموں اور خاندانی ذمہ داریوں میں پہلے سے زیادہ حصہ لے رہے ہیں۔ اس تبدیلی نے خاندان کے اندر باہمی تعاون، ذمہ داریوں کی منصفانہ تقسیم اور مشترکہ فیصلہ سازی کو فروغ دیا ہے۔ تعلیم اس تبدیلی کا ایک اہم ذریعہ ہے۔ تعلیم افراد میں تنقیدی سوچ، مساوات، انسانی حقوق اور سماجی انصاف کا شعور پیدا کرتی ہے۔ تعلیم یافتہ افراد صنفی دقیانوسی تصورات پر سوال اٹھاتے ہیں اور عورتوں و مردوں کو ان کی صلاحیت، دلچسپی اور قابلیت کی بنیاد پر یکساں مواقع دینے کی حمایت کرتے ہیں۔ اس طرح تعلیم خاندان کے اندر زیادہ مساوی اور منصفانہ تعلقات قائم کرنے میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔

معاشی تبدیلیوں نے بھی صنفی کرداروں کو متاثر کیا ہے۔ بڑھتی ہوئی مہنگائی، شہری طرزِ زندگی اور روزگار کے نئے مواقع نے بہت سے خاندانوں میں عورتوں اور مردوں دونوں کی معاشی شرکت کو ضروری بنا دیا ہے۔ اس کے نتیجے میں خاندانی ذمہ داریوں کی تقسیم میں بھی تبدیلی آئی ہے اور مشترکہ تعاون کی ضرورت پہلے سے زیادہ محسوس کی جا رہی ہے۔ اگرچہ یہ تبدیلیاں مثبت ہیں لیکن ان کے ساتھ کئی چیلنجز بھی موجود ہیں۔ بہت سے معاشروں میں اب بھی روایتی سوچ، پدرسری اقدار، صنفی امتیاز اور سماجی دباؤ عورتوں اور مردوں کے مساوی کردار ادا کرنے میں رکاوٹ بنتے ہیں۔ بعض خاندانوں میں خواتین کی ملازمت یا مردوں کی گھریلو ذمہ داریوں میں شرکت کو روایتی اقدار کے خلاف سمجھا جاتا ہے جس کی وجہ سے اختلافات اور تناؤ پیدا ہو سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ، کام اور خاندان کے درمیان توازن قائم کرنا بھی ایک اہم مسئلہ ہے۔ ملازمت کرنے والی خواتین کو اکثر پیشہ ورانہ ذمہ داریوں کے ساتھ گھریلو کاموں کی اضافی ذمہ داریاں بھی نبھانی پڑتی ہیں جبکہ بعض مرد سماجی توقعات کی وجہ سے گھریلو کاموں میں کھل کر حصہ لینے سے گریز کرتے ہیں۔ اس صورتحال میں باہمی تعاون، مؤثر گفتگو اور ذمہ داریوں کی منصفانہ تقسیم خاندان کے استحکام کے لیے ضروری ہے۔

سماجی نقطۂ نظر سے صنفی مساوات کا مطلب عورت اور مرد کو ایک جیسا بنانا نہیں بلکہ دونوں کو مساوی حقوق، یکساں مواقع اور انسانی

وقار فراہم کرنا ہے۔ ایک ایسا خاندان جہاں فیصلے باہمی مشورے سے کیے جائیں، ذمہ داریاں صلاحیت اور حالات کے مطابق تقسیم ہوں اور ہر فرد کی رائے کا احترام کیا جائے وہ زیادہ مضبوط، پرامن اور خوشحال ہوتا ہے۔ موجودہ دور میں خاندان، تعلیمی ادارے، حکومت، میڈیا اور سماجی تنظیمیں صنفی مساوات کے فروغ میں اہم کردار ادا کر رہی ہیں۔ اگر معاشرے میں مساوات، انصاف، باہمی احترام اور شمولیت کی اقدار کو فروغ دیا جائے تو نہ صرف خاندان کا نظام زیادہ مضبوط ہو گا بلکہ ایک منصفانہ، متوازن اور ترقی یافتہ معاشرے کی تشکیل بھی ممکن ہو سکے گی۔

7.8 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

اس اکائی کے مطالعے کے بعد طلبہ نسب، صنفی کردار اور امتیاز کے بنیادی تصورات، ان کی اقسام اور خاندان و معاشرے میں ان کی اہمیت کو سمجھ سکیں گے۔ وہ پدر سری اور مادر سری نظام، صنفی کرداروں کی سماجی تشکیل، صنفی امتیاز، جبر اور تشدد کی مختلف صورتوں کا سماجیاتی نقطۂ نظر سے تجزیہ کرنے کے قابل ہوں گے۔ مزید برآں، طلبہ خاندان میں صنفی کرداروں کی تاریخی اور معاصر تبدیلیوں کو سمجھتے ہوئے مساوات، باہمی احترام اور مشترکہ ذمہ داریوں پر مبنی خاندانی نظام کی اہمیت کا ادراک حاصل کریں گے۔

7.9 کلیدی الفاظ (Key Words)

- **صنفی کردار:** صنفی کردار وہ کردار ہیں جس میں مردوں اور عورتوں سے ان کی جنس کی بنیاد پر توقع کی جاتی ہے۔
- **پدر سری:** پدر سری سماج کا وہ نظام ہے جس میں باپ یا گھر کے سب سے بڑے مرد کی سربراہی ہوتی ہے۔ اس میں خاندان، نسب اور تعلقات کا حساب مرد کے ذریعے لگایا جاتا ہے
- **مادر سری:** مادر سری سماج کا وہ نظام ہے جس میں ماں یا گھر کے سب سے بڑی عورت کی سربراہی ہوتی ہے۔ اسمیں خاندان، نسب اور تعلقات کا حساب عورت کے ذریعے لگایا جاتا ہے۔

7.10 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

1۔ بہت سے معاشرے میں مردوں کے ساتھ جڑا روایتی صنفی کردار کیا ہے؟

(a) کھانا پکانا (b) بچوں کی دیکھ بھال

(c) پیسہ کمانا (d) صفائی

2۔ خاندانی حرکیات کے تناظر میں، اصطلاح "صنفی کردار" سے کیا مراد ہے؟

(a) ایک شخص کی حیاتیاتی جنس (b) کسی کی جنس کی بنیاد پر طرز عمل کے لئے معاشرے کی توقعات

(c) ایک شخص کا جنسی رجحان (d) گھریلو کاموں کی تقسیم

3۔ تاریخی طور پر خاندان کے اندر خواتین کی بنیادی ذمہ داری کون سی مقرر کی گئی ہے؟

(a) مالی انتظام (b) فیصلہ سازی

(c) بچوں کی پرورش (d) سیاسی

4۔ کون سی اصطلاح خاندان میں شراکت داروں کے درمیان مشترکہ ذمہ داریوں اور فیصلہ سازی کے تصور کو بیان کرتی ہے؟

(a) روایتی کردار (b) صنفی مساوات

(c) پیٹریارکی (d) مادری زندگی

5۔ گزشتہ چند دہائیوں میں خاندان کے اندر صنفی کرداروں میں تبدیلیوں میں کس عنصر نے اہم کردار ادا کیا ہے؟

(a) معاشی تبدیلیاں اور خواتین کا افرادی قوت میں داخل ہونا

(b) مردوں اور عورتوں کے درمیان حیاتیاتی اختلافات

(c) ثقافتی روایات میں کوئی تبدیلی نہیں آئی

(d) مذہبی نظریات جو روایتی کرداروں کو فروغ دیتے ہیں

6۔ پدرسری کی اصطلاح "پیٹریارک" کس لفظ سے ماخوذ ہے؟

(a) یونانی (b) لاطینی

(c) جرمن (d) جاپانی

7۔ خاندانی کرداروں کے تناظر میں "صنفی دقیانوسی تصورات" کی اصطلاح سے کیا مراد ہے؟

(a) مردوں اور عورتوں کے کردار اور صفات کے بارے میں متعین اعتقادات (b) صنف کی بنیاد پر والدین کی ذمہ داریاں

(c) ہر صنف کو تفویض کردہ قانونی ذمہ داریاں (d) صنفی اختلافات کی حیاتیاتی بنیاد

8۔ صنفی کرداروں کے بارے میں معاصر بحث میں خاندانی حرکیات سے متعلق ایک عام مقصد کیا ہے؟

(a) روایتی کرداروں کو مضبوط بنانا (b) سخت صنفی امتیاز کو فروغ دینا

(c) زیادہ سے زیادہ صنفی مساوات کا حصول (d) صنفی درجہ بندی کو برقرار رکھنا

9۔ خاندانی کرداروں کے تناظر میں مندرجہ ذیل میں سے کون سا "مساوی پرورش" کے تصور کو بہترین طور پر بیان کرتا ہے؟

(a) روایتی صنفی کرداروں پر سختی سے عمل کرنا (b) مشترکہ ذمہ داریاں اور دونوں والدین کی مساوی شمولیت

(c) فیصلہ سازی میں مادری غلبہ (d) والدین کے فیصلوں پر پدرسری کنٹرول

10۔ کون سا سماجی عنصر خاندان کے اندر روایتی صنفی کرداروں کے بارے میں افراد کے تصورات اور پیروی پر اثر انداز ہو سکتا ہے؟

(a) تعلیمی پس منظر b (b) معاشی حیثیت

(c) میڈیا کی نمائندگی (d) مندرجہ بالا سب

مختصر جوابات کے حامل سوالات(Short Answer Type Questions)

1۔ پدر سری اور مادر سری نظام سے کیا مراد ہے؟ دونوں میں دو بنیادی فرق بیان کریں۔

2۔ پدر سری نظام کی دو اہم خصوصیات بیان کریں۔

3۔ مردانگی اور نسوانیت کے تصورات کیسے تشکیل پاتے ہیں؟ مختصراً وضاحت کریں۔

4۔ نسب (Lineage) سے کیا مراد ہے؟ اس کی دو اقسام کے نام لکھیں۔

5۔ صنفی امتیاز (Gender Discrimination) سے کیا مراد ہے؟ اس کی دو مثالیں دیں۔

طویل جوابات کے حامل سوالات(Long Answer Type Questions)

1۔ صنفی کردار (Gender Roles) کے تصور کی وضاحت کریں۔ نیز ان کی سماجی تشکیل، اقسام اور خاندان و معاشرے میں ان کی اہمیت پر تفصیلی بحث کریں۔

2۔ پدر سری (Patriarchy) اور مادر سری (Matriarchy) نظام کی وضاحت کریں۔ دونوں نظاموں کا تقابلی جائزہ پیش کرتے ہوئے خاندان اور معاشرے پر ان کے اثرات بیان کریں۔

3۔ نسوانی نقطۂ نظر (Feminist Perspective) کی روشنی میں صنفی کرداروں کے تاریخی ارتقا کا جائزہ لیں اور جدید معاشرے میں ان میں آنے والی تبدیلیوں پر بحث کریں۔

7.11 تجویز کردہ اکتسابی مواد(Suggested Learning Materials)

1۔ Beauvoir, Simone de, Constance Borde, and Sheila Malovany- Chevallier. 2010. The second sex. New York: Alfred A. Knopf.

2۔ Bhasin, Kamla. 2000. Understanding gender. New Delhi: Kali for women.

3۔ Oakley, Ann. 2015. Sex, Gender and Society. Ashgate Publishing, Ltd.

4۔ Sen, Sujata. 2012. Gender Studies. Pearson.

اکائی 8۔ شمالی اور جنوبی ہند میں قرابت داری

(Kinship Forms in South and North India)

اکائی کے اجزا

8.0 تمہید

8.1 مقاصد

8.2 شمالی ہند میں قرابت داری نظام

8.3 جنوبی ہند میں قرابت داری نظام

8.4 شمالی اور جنوبی ہند کے قرابت داری نظام میں موازنہ

8.5 اکتسابی نتائج

8.6 کلیدی الفاظ

8.7 نمونہ امتحانی سوالات

8.8 تجویز کردہ اکتسابی مواد

8.0 تمہید (Introduction)

پچھلی اکائیوں میں قرابت داری کے بنیادی نکات پر روشنی ڈالی گئی تھی۔ مثال کے طور پر پہلی اکائی میں ہم نے قرابت داری کے تصور و اقسام پر گفتگو کرتے ہوئے اس کے معنی و مفہوم کو بیان کیا اس کے مختلف اقسام پر بحث کی اور اس کے افعال و اہمیت کو تفصیل سے جاننے کی کوشش کی۔ اسی طرح دوسری اکائی جس کا عنوان ''قرابت داری کے مطالعے کے طریقے'' ہے۔ اس اکائی کے تحت قرابت داری کے مطالعے کی مختصر تاریخ اور اس کے مطالعے کے ہندوستانیاتی اور بشریاتی طریقے کو جاننے کی کوشش کی گئی ہے۔ موجودہ اکائی پچھلی اکائیوں کی توسیع ہے۔ اس اکائی میں شمالی اور جنوبی ہندوستان کے علاقوں میں قرابت داری کی نوعیت پر بات کی گئی ہے۔

8.1 مقاصد (Objectives)

اس اکائی کے درج ذیل مقاصد ہیں:

- شمالی ہند میں قرابت داری نظام سے واقف ہونا۔

- جنوبی ہند میں قرابت داری نظام کے بارے میں جاننا۔
- شمالی اور جنوبی ہند کی قرابت داری نظام میں فرق و تفاوت کے بارے میں بنیادی سمجھ پیدا کرنا۔

8.2 شمالی ہند میں قرابت داری نظام (Kinship System in North India)

سب سے پہلے ہمیں یہ جاننا ضروری ہے کہ شمالی ہند سے ہم ملک کے کن علاقوں کو مراد لیتے ہیں۔اس حوالے سے معروف ماہر انسانیات اوارا تی کاروے کا ذکر کرنا ضروری ہے۔کاروے نے قرابت داری نظام کے مطالعے کے لئے ملک کو چار تہذیبی حلقوں یعنی شمالی حلقہ، مرکزی حلقہ، جنوبی حلقہ اور مشرقی حلقے میں تقسیم کیا ہے۔کاروے کے مطابق شمالی حلقے میں ہمالیہ کا وہ علاقہ جو شمال تک پھیلا ہوا ہے اور جنوبی علاقے تک وندھیا کا سلسلہ (Vindhya Ranges) پھیلا ہوا ہے۔اس حلقے میں بسنے والے لوگوں کی اکثریت وہ زبان بولتی ہے جو سنسکرت سے نکلی ہے جیسے کہ ہندی، سندھی، پنجابی، آسامی اور بنگالی زبان۔اس طرح کے علاقے میں قرابت داری کی بہت سی شکلیں ہیں اور ان میں آپس میں بہت فرق و تفاوت پایا جاتا ہے۔زبان، تاریخ اور تہذیب کے مابین اختلاف کی وجہ سے قرابت داری کی شکلوں پر بھی اس کے اثرات ہیں۔اس اکائی میں ہم چند وسیع اور عمومی خصوصیات کی بنیاد پر ان قوموں میں قرابت داری تنظیم اور ساخت اور اس کے نمونے (Patterns) کو بیان کرنے کی کوشش کریں گے۔ان قوموں میں قرابت داری نظام کی ساخت اور طریق (Process) کو واضح کرنے کے لئے ہم نے چار خصوصیات کو لیا اور انہیں خصوصیات کے حوالے سے ہم شمالی اور جنوبی ہند دونوں علاقوں میں قرابت داری کا مطالعہ کریں گے۔یہ چار خصوصیات قرابتی گروہ، قرابت داری کی اصطلاحات، شادی کے اصول و ضوابط اور قرابت داروں میں تقریبات کے موقع پر تحائف کا مبادلہ ہیں۔ان کی روشنی میں شمالی ہندوستان میں قرابت داری نظام کو بیان کرنے کی کوشش کریں گے۔

1۔ قرابتی گروہ (Kinship Groups)

شمالی ہند کے مختلف علاقوں کا سماجیاتی مطالعہ کرنے سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ سماجی گروہوں جیسے کہ پدر نسلی گروہ (Patrilineage) اور ذات برادری پر مبنی گروہ وغیرہ لوگوں کے درمیان باہمی تعاون اور تنازع کی بنیاد رہے ہیں۔ان گروہوں پر ہم تفصیل سے روشنی ڈالیں گے۔

(a) **پدر نسلی گروہ (Patrilineage):** سماجیاتی مطالعے سے یہ پتہ چلتا ہے کہ شمالی ہند میں قرابت داری نظام یک رخی نسبی گروہ (Unilineal Descent Groups) پر مبنی ہے۔جب ہم لوگوں کے حسب و نسب کا پتہ لگاتے ہیں تو ہم ایک ہی لائن میں کسی مشترک نسب (Descent Shared) کی بنیاد پر اس کا پتہ لگاتے ہیں جسے ہم یک رخی نسبی گروہ (Unilineal Descent Groups) کہتے ہیں۔شمالی ہندوستان میں عام طور پر پدرانہ نسبی گروہ پائے جاتے ہیں۔اس کا مطلب یہ ہے کہ شمالی ہندوستان میں عمومی طور پر نسب کا پتہ مرد کی جانب سے لگایا جاتا ہے جیسے کہ بیٹے سے باپ کی طرف۔پدر نسبی گروہ کے باہمی تعلقات میں تعاون اور تنازع و اختلاف دونوں پائے جاتے ہیں۔اب ہم اس گروہ میں تعاون، تنازع اور جائیداد و حیثیت کی منتقلی کو جاننے کی کوشش کریں گے۔

باہمی تعاون (Cooperation)

اس گروہ کے افراد مختلف تقریبات اور معاشی سر گرمیوں میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرتے ہیں۔مثال کے طور پر شادی بیاہ اور زندگی کے دوسرے مراحل کی رسومات جسے رائٹس آف پیسیج (Rites of Passage) کہا جاتا ہے اس میں ایک ساتھ حصہ لیتے ہیں جن سے ان کے اندر یکجہتی و اتحاد کی کیفیت پیدا ہوتی ہے۔آپسی لڑائی جھگڑا اور کسی بھی طرح کے تنازع اور اختلاف کے موقع پر عمر رسیدہ لوگ ان معاملات کو حل کرتے ہیں۔ نسبی گروہ کے افراد کے مابین باہمی تعاون کا جذبہ زیادہ پایا جاتا ہے اور ان کے آپسی تعلقات اس لئے زیادہ مضبوط ہوتے ہیں کیونکہ وہ ایک ہی گاؤں میں بستے ہیں۔ان کے مکانات زیادہ تر ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہوتے ہیں۔اس لیے وہ چھوٹی بڑی ضروریات کے لئے ایک دوسرے کی مدد لیتے رہتے ہیں۔ شمالی ہندوستان میں قرابت داروں کے مابین باہمی تعاون اور یکجہتی کے چلن کو بہت سے ماہرین انسانیات نے و سماجیات نے اپنی تحقیقات میں کیا ہے۔ جیسے کہ لیوس (Lewis)، نکولس (Nicholas) اور بیریمن (Beremen) وغیرہ۔ تحقیقاتی طریقے کے حوالے سے اگر بات کہی جائے تو ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ ان مطالعات میں حسب و نسب کے طریقے (Descent Approach) استعمال ہوئے ہیں کیونکہ ان میں نسبی گروہوں کے درمیان تعاون اور تنازع کے طور طریقے پر بحث کی گئے ہے۔

تنازع (Conflict)

سماج میں جہاں افراد کے مابین تعاون پایا جاتا ہے وہیں دوسری طرف ان میں تنازع اور اختلاف کا ماحول بھی رہتا ہے۔ لہذا نسبی گروہ کے افراد کے تعلقات بھی تعاون اور تنازع پر مبنی ہوتے ہیں۔ معروف ماہر انسانیات ٹی۔این۔ مدن (T.N.Madan) نے کشمیری سماج کا مطالعہ کیا۔اپنے مطالعے میں انہوں نے بتایا کہ کس طرح سے بھائیوں میں ناراضگی اور کشیدہ تعلقات کی وجہ سے مشترکہ خاندان (Joint Family) کا ماحول خراب ہو جاتا ہے اور جس کے نتیجے میں یہ خاندان ٹوٹ جاتا ہے۔ بعض اوقات یہ دشمنی بھائیوں کی اولاد تک منتقل ہو جاتی ہے۔

جائیداد اور حیثیت کی منتقلی (Transmission of Property and Status)

انسان کو جائیداد کے علاوہ حیثیت (Status) بھی اپنے باپ دادا سے ملتی ہے۔یعنی جائیداد اور حیثیت ایک نسل سے دوسری نسل کی طرف منتقل ہوتی ہے۔اس کی منتقلی کے کچھ سماجی اصول و ضوابط ہیں۔ شمالی ہندوستان میں یہ عام طور پر مردوں کی جانب سے منتقل ہوتے ہیں۔یعنی شمالی ہندوستان میں وراثت اور جائیداد کی منتقلی کا پدرانہ طریقہ ہے۔اس لئے پدرانہ نسب کی تشکیل کی بہت اہمیت ہے۔ پرادھان (Pradhan) نے میرٹھ اور دہلی کے آس پاس کے اضلاع کا مطالعہ کیا اور یہ پایا کہ کس طرح سے جاٹ کمیونٹی اور دوسرے زمین دار زمینوں پر قابض ہیں اور یہ زمینیں خاندان یعنی نسب (Lineage) کے باہر کسی دوسرے کو منتقل نہیں ہو سکتیں۔ زمین کو اپنے ہی حسب و نسب کے افراد میں محفوظ رکھنے کے لئے مرد باہم متحد رہتے ہیں۔

(b) **خیل یا کنبہ (Clan):** نسب ایک ایسی اکائی ہے جس کے افراد آپس میں شادی بیاہ نہیں کر سکتے۔اسے سماجیات کی اصطلاح میں ایگزوگیمس (Exogamous) گروہ کہتے ہیں۔اس گروہ کی بڑی شکل خیل یا کنبہ ہے۔ہندو مذہب میں اس طرح کی اکائی کو گوتر

(Gotra) کہتے ہیں۔ ہر فرد خواہ وہ لڑکا ہو یا لڑکی کا تعلق اپنے والد کے خیل یا کنبے سے ہوتا ہے اور وہ اپنے خیل یا گوتر کے افراد سے شادی نہیں کر سکتا۔ عام طور پر کنبے کے افراد کو اس بات کا علم رہتا ہے کہ ان سب کے مشترک جد امجد (Common Ancestor) کون تھے۔ کنبے کے افراد ایک ہی گاؤں میں رہتے ہیں اور انکے مکانات ایک دوسرے سے قریب اور ملے ہوئے ہوتے ہیں۔ اس لئے ان کے درمیان آپسی تعاون اور تنازع کے واقعات کے امکانات زیادہ رہتے ہیں۔

(c) **ذات اور ذیلی ذات (Caste and Sub caste):** خیل اور ہم نسب گروہ کے علاوہ ذات اور ذیلی ذات بھی ایسے گروہ ہیں جہاں قرابت داری کے ادارے کو مستعد دیکھا جاتا ہے۔ چونکہ ذات ایک انڈوگیمس (Endogamous) گروہ ہے یعنی ایک ذات کے افراد اپنے ہی ذات والوں کے ساتھ شادی بیاہ کرتے ہیں۔ اپنی ذات کے باہر شادی کرنا سماجی طور پر ممنوع اور معیوب سمجھا جاتا ہے۔ ایک ذات کے لوگ آپس میں قرابت دار بھی ہوتے ہیں کیونکہ وہ پہلے سے ہی کسی نا کسی طرح سے ایک دوسرے سے متعلق ہوتے ہیں۔ جب کسی فرد کو کوئی مصیبت لاحق ہوتی ہے یا اس کی سماجی حیثیت کو کوئی چیلنج کرتا ہے تو اس فرد کے ذات کے لوگ اس کی بھرپور مدد کرتے ہیں۔ مذہبی تقریبات اور شادی بیاہ اور دیگر رسم و رواج میں وہ ایک دوسرے کے ساتھ ہوتے ہیں اور ایک دوسرے کا معاشی تعاون بھی کرتے ہیں۔

(d) **بناوٹی قرابت دار (Fictive Kin):** مصنوعی یا بناوٹی قرابت داری کا چلن گاؤں اور دیہی علاقوں میں بہت عام ہے۔ بہت سے لوگ جو حقیقی قرابت دار نہیں ہوتے وہ ایک ہی گاؤں میں رہنے کی وجہ سے ایک دوسرے سے بہت قریبی تعلقات بنا لیتے ہیں اور حقیقی بھائی اور رشتے دار کی طرح ایک دوسرے سے ملتے جلتے اور معاملات کرتے ہیں۔ قبائلی اور دیہی سماج کے مطالعات میں ہمیں اس طرح کی مثالیں ملتی ہیں۔

2۔ قرابت داری کی اصطلاحات (Kinship Terminologies)

قرابت داری کی اصطلاحات کا مطالعہ اور ان کا موازنہ کرنے سے ہمیں قرابت داری کی ساخت، اس کی نوعیت اور اس مخصوص اصطلاح سے وابستہ فرد کے برتاؤ اور متوقع سلوک کی سمجھ پیدا ہوتی ہے۔ دوسرے لفظوں میں یہ کہہ سکتے ہیں کہ قرابت داری اصطلاح سماجی رشتوں کے پس منظر کو بیان کرتا ہے۔ قرابت داری اصطلاحات صرف حیاتیاتی اور سماجی رشتوں کو ہی بیان نہیں کرتی بلکہ یہ پوری سماجی زندگی کو سمجھنے میں مدد کرتی ہے۔ اکثر یہ دیکھا جاتا ہے کہ قرابت داری کی ایک اصطلاح مختلف پس منظر میں الگ الگ معنوں میں استعمال ہوتی ہے۔ اسی وجہ سے قرابت داری کے مطالعے کا زبان اور تہذیب سے گہرا تعلق مانا جاتا ہے۔ ذیل میں ہم شمالی حلقے میں قرابت داری اصطلاح کو زبان کے حوالے سے سمجھنے کی کوشش کریں گے۔

(a) **شمالی ہند میں قرابت داری اصطلاحات کی نوعیت (Nature of Kinship Terminologies in North India):** لسانی اعتبار سے اگر قرابت داری اصطلاحات کو دیکھا اور اس کا تجزیہ کیا جائے تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ یہ سماجی رشتوں کو ظاہر کرتے ہیں۔ شمالی ہندوستان کے تناظر میں قرابت داری نظام کو ہم وضاحتی (Descriptive) نوعیت کا مانتے ہیں۔ یہ اس وجہ سے کیونکہ عام طور پر قرابت داری اصطلاحات کو بات کرنے والے شخص (Speaker) کے نقطۂ نظر سے بیان کیا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ

دور کی رشتے داری کو بھی مختصر لفظوں میں بیان کیا جاسکتا ہے۔ مثال کے طور پر مختلف رشتوں کو انگریزی میں جیسے کہ انکل (Uncle) ،آنٹی (Aunty)اور کزن (Cousin) جیسے الفاظ سے کوئی واضح رشتے داری کا پتہ نہیں چل پاتا ہے اور نا ہی ان اصطلاحات سے رشتے دار کی عمر کا اندازہ ہو پاتا ہے۔ اس کے بر خلاف شمالی ہندوستان میں ان رشتوں کے لئے استعمال ہونے والے الفاظ بالکل واضح اور آسانی سے سمجھ میں آنے والے ہیں۔ مثال کے طور پر جب چچازاد بھائی کہتے ہیں تو اس سے ہم واضح طور پر اپنے والد کے چھوٹے بھائی کے لڑکے کے بارے میں بات کر رہے ہوتے ہیں اور سننے والے کو اس سے کوئی ابہام نہیں پیدا ہوتا ہے۔ اسی آپ ماموں زاد بھائی کو قیاس کر لیجئے۔ یہ اصطلاح بھی بالکل واضح ہے۔ غرض یہ کہ شمالی ہندوستان میں قرابت داری کی اصطلاحات واضح نوعیت کی ہیں۔ ہر اصطلاح سے ایک مخصوص قرابت دار یا رشتے دار کا پتہ چلتا ہے، جیسے کہ بھتیجا، بھتیجی، بھانجا، بھانجی، چچا اور ماموں وغیرہ۔

(b) **سماجی برتاؤ(Social Behaviour):** اروانی کارے نے شمالی ہند میں بولی جانے والی زبانوں میں قرابت داری کی اصطلاحات کی ایک فہرست تیار کی ہیں۔ ان اصطلاحات کا موازنہ وہ ملک کے دوسرے حصوں میں قرابت داری کی اصطلاحات سے کرتی ہیں۔ کاروے نے ان اصطلاحات کا مطالعہ کیا اور مطالعے کے نتائج سے انہوں نے ان اسباب و عوامل کو سمجھنے کی کوشش کی جو ان اصطلاحات کو تشکیل دیتے ہیں۔ کاروے کے علاوہ، جی۔ ایس۔ گھورے نے بھی شمالی ہندوستان کی قرابت داری اصطلاحات کا مطالعہ کیا۔ گھورے نے شمالی ہند میں استعمال ہونے والے قرابت داری اصطلاحات کے موازنے کے ذریعے قرابت داری نظام کی قانونی اور نظریاتی پہلوؤں کو اجاگر کیا ہے۔

(c) **قرابت داری کی اصطلاحات اور سماجی برتاؤ(Kinship Terms and Social Behaviour):** ہر قرابت داری اصطلاح کا استعمال ایک مخصوص متوقع سماجی برتاؤ کا تقاضا کرتا ہے۔ یعنی شمالی ہند میں استعمال ہونے والی قرابت داری اصطلاحات سے ہم بعض مخصوص سماجی برتاؤ کی امید رکھتے ہیں۔ مثال کے طور پر آسکر لیوس (Oscar Lewis) نے شمالی ہند کے ایک گاؤں کا مطالعہ کیا جس میں انہوں نے ایک شخص اور اس کے بڑے بھائی کی بیوی کے درمیان کے رشتوں کو بیان کیا ہے۔ ان رشتوں کو ہم دیور اور بھابھی کے رشتے سے موسوم کرتے ہیں۔ ان رشتوں کی ایک بنیادی خصوصیت آپسی طنز و مزاح ہے جسے مزاحیہ رشتہ (Joking Relation) کہتے ہیں۔ اس کے برخلاف داماد اور ساس کے درمیان رشتہ اور بہو ور سسر کا رشتہ ہے۔ یہ رشتے اجتناب (Avoidance) پر مبنی ہوتے ہیں اور ان میں بے تکلفی کو سماجی طور پر ممنوع اور معیوب سمجھا جاتا ہے۔ ان رشتوں میں ادب اور احترام کا جذبہ کارفرما ہوتا ہے۔

3۔ شادی کے اصول وضوابط(Rules of Marriage)

جیسا کہ ہم جانتے ہیں شادی قرابت داری کے بننے کا ایک اہم ذریعہ ہے۔ انسان جب شادی کرتا ہے تو اس سے نئے رشتے وجود میں آتے ہیں۔ یعنی قرابت داری کے ڈھانچے (Pattern) کو سمجھنے کے لئے ہمیں شادی سے متعلق اصول وضوابط کی معنویت کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہئے۔ دنیا کے دوسرے سماجوں کی طرح شمالی ہندوستان میں بھی شادی سے متعلق منفی اصول ہیں۔ اور سماج میں ان اصولوں پر عمل کرنا ضروری سمجھا جاتا ہے۔ مثال کے طور اس سماج میں اپنے ہی خیل یا گوتر میں شادی کی اجازت نہیں ہوتی ہے۔

4۔ قرابت داروں میں تقریبات کے موقع پر تحائف کا مبادلہ

(Exchange of Gifts among kins: Ceremonies)

تحائف کا تبادلہ رشتوں کی قربت کا پتہ دیتے ہیں۔قرابت داروں کے مابین مختلف مواقع یا تقریبات پر تحائف کا تبادلہ کیا جاتا ہے۔قرابت داروں کے مابین تحائف کے تبادلے کے مطالعے سے ہمیں ایک قائم شدہ رواج اور برتاؤ کا علم ہوتا ہے۔شمالی ہندوستانی سماج میں عمومی طور پر دولہے کے گھر والوں کو دولہن والے کے مقابلے میں فوقیت اور ایک حد تک برتری حاصل ہوتی ہے۔اسی لئے یہ دیکھنے میں آتا ہے کہ تحائف دینے کے عمل کی ابتدا دولہن والوں کی طرف سے ہوتی ہے اور ہر بار دلہن کی طرف سے پہلے سے زیادہ کی امید رکھی جاتی ہے۔ دوسرے لفظوں میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ تحائف کا تبادلہ یا لین دین ایک معین (Defined) سماجی عمل ہے جس میں قریبی قرابت بالخصوص ماں کے بھائی یا بیوی کے بھائی یہ کام انجام دیتے ہیں۔تحائف کا دینا عام طور سے بیوی یا ماں کے رشتے داروں کی جانب سے ہوتا ہے۔ایف۔جی۔بیلی(F.G. Biley)نے اڑیسا کی تحقیق میں اور آسکر لیوس(Oscar Lewis)نے اپنے رام پور کے مطالعے میں اس کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔اے۔سی۔میر(A.C. Mayer)کا کہنا ہے کہ بیوی یا ماں کے رشتے داروں کی طرف تحائف دینے کا مقصد لڑکے والوں کی سماجی حیثیت کو بڑھانا ہے۔

8.3 جنوبی ہند میں قرابت داری نظام(Kinship System in South India)

پچھلے صفحات میں ہم نے شمالی ہند میں قرابت داری کی نوعیت پر تفصیل سے بحث کی ہے۔اب ہم جنوبی ہند کی طرف رخ کرتے ہیں۔ہم یہ جاننے کی کوشش کریں گے کہ جنوبی ہند میں قرابت داری کس طرح کی ہوتی ہے۔سب سے پہلے ہمیں یہ متعین کرنا ہے کہ جنوبی ہندوستان (South India) سے ہم کن علاقوں کو سمجھتے ہیں اور ہماری گفتگو کا محور کون کون سے علاقے ہیں؟ہندوستان کے جنوب میں ہم جن صوبوں کو شامل کرتے ہیں وہ کرناٹک،آندھرپردیش،تلنگانہ،تمل ناڈو اور کیرل ہے۔ان صوبوں میں ہمیں قرابت داری نظام کی ساخت بہت مشترک اور ایک جیسی نظر آتی ہے۔لیکن شمالی ہند کی طرح جنوبی ہند کے صوبوں میں بھی ہمیں قرابت داری کی نوعیت میں تکثیریت(Diversity)دیکھنے کو ملتی ہے۔یہ تکثیریت دو وجوہات سے ہے۔پہلی وجہ یہ کہ کیرل میں حسب ونسب کا نظام مادرانہ (Matrilineal)ہے اور یہاں کے لوگ بین ذات ہائپر گیمی (Inter-caste hypergamy)پر عمل کرتے ہیں۔دوسری وجہ ان صوبوں کی الگ الگ زبانیں ہیں جو تہذیبی لحاظ سے بھی ان کو ایک دوسرے سے بہت مختلف کرتی ہیں۔جن نکات کی روشنی میں ہم نے شمالی ہند میں رائج قرابت داری نظام کو سمجھنے کی کوشش کی ہے،انہیں چار نکات یعنی قرابت داری گروہ (Kinship Groups)،قرابت داری اصطلاح (Kinship Terminology)،شادی کے اصول (Marriage Rules)اور قرابت داروں کے درمیان تحائف کا تبادلے (Exchange of Gifts among kins)کی روشنی میں ہم جنوبی ہند کی قرابت داری نظام کو جاننے کی کوشش کریں گے۔

1۔ قرابت داری گروہ (Kinship Groups)

جنوبی ہندوستان میں قرابت داروں کو دو گروہ میں تقسیم کیا جاتا ہے ایک پدری نسب گروہ (Patrilineage Group) اور دوسرا افینل گروہ جن کو ذیل میں بیان کیا گیا ہے۔

- **پدری نسب (Patrilineage)**

شمالی ہند کی طرح جنوبی ہند میں بھی لوگ اپنے پدری نسب کے افراد کے ساتھ قریبی تعلق رکھتے ہیں۔یعنی لوگوں کا اپنے حسب ونسب کے افراد کے ساتھ ملنا جلنا زیادہ ہوتا ہے اور اسی وجہ سے ان کے درمیان باہمی تعاون کا جذبہ بھی زیادہ پایا جاتا ہے۔چونکہ رہائشی اعتبار سے جنوبی ہند پیٹری لوکل (Patrilocal) ہے۔اس لئے حسب ونسب کے افراد کا ایک دوسرے سے ملنا جلنا اور باہمی تعاون کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔اس طرح ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ حسب ونسب (Descent) کے رشتے اور رہائش (Residence) کی نوعیت ہے جو کہ پیٹری لوکل ہے۔ان دونوں کی وجہ سے قرابت داری گروہ تشکیل پاتا ہے۔اس طرح کے قرابت داری گروہ ہمیں جنوبی ہند کے علاوہ شمالی ہند میں بھی دیکھنے کو ملتے ہیں۔مثال کے طور پر کے۔گوف (K.Gough) نے تنجور (Tanjore) ضلع میں رہنے والے برہمن سماج کا مطالعہ کیا۔اس تحقیق میں وہ مختلف پدری حسب ونسب پر مبنی گروہوں کی بات کرتی ہیں اور یہ پورا گروہ چھوٹی چھوٹی کمیونٹی میں آباد ہے۔گاؤں میں جتنی بھی ذاتیں ہیں سب کے ایک سے لے کر بارہ تک ایگزوگیمس پدری نسب کا گروہ ہے۔یعنی ایک سے لے کر بارہ تک ایسے گروہ ہیں جو پدری نسب والے ہیں اور جن میں آپس میں شادی بیاہ کرنا ممنوع ومعیوب ہے۔

- **افینل قرابت دار (Affinal Relatives)**

پدری نسب کے افراد کے برعکس ایک دوسری قسم کے رشتے دار ہوتے ہیں جو شادی کے نتیجے میں وجود میں آتے ہیں جنہیں افینل قرابت دار کہتے ہیں۔یہ قرابت داروں کا وہ گروہ ہے جو ماں یا بیوی کے خاندان پر مشتمل ہوتا ہے۔ماں کی طرف سے جو قرابت دار ہوتے ہیں انہیں اٹیرائن (Uterine) اور بیوی کی طرف کے قرابت دار کو افینل (Affinal) کہتے ہیں۔قرابت داروں کی اس فہرست میں بہن کے سسرالی قرابت دار اور والد کی بہن یعنی پھوپھو کے سسرالی قرابت دار بھی شامل ہیں۔یہ قرابت دار بھی شادی کے نتیجے میں بنتے ہیں۔مشہور ماہر سماجیات لوئی ڈومو (Luis Dumont) کا کہنا ہے کہ عام طور سے پدری حسب ونسب پر مبنی قرابت اور افینل قرابت داروں کے مابین قریبی اور دوستانہ تعلق رہتا ہے۔

2۔ قرابت داری اصطلاح (Kinship Terminology)

قرابت داری کے اظہار میں کوئی ابہام نہیں ہے۔اس معاملے میں بالکل واضح اصطلاحات اور طریقے موجود ہیں۔لیوڈومو (Luis Dumont) کا کہنا ہے کہ پہلا تو اس اصطلاح سے کزن اور کراس کزن کے درمیان فرق کیا جاتا ہے اور دوسرا یہ کہ یہ وضاحتی اصطلاحات ہیں۔آیئے ان دونوں نکات کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

- **متوازی اور مقابل کزن (Parallel and Cross-cousins)**

ایک ہی جنس کے افراد (بھائی اور بھائی، بہن اور بہن) کی اولاد آپس میں متوازی کزن (Parallel Cousin) ہوتے ہیں۔یعنی

دو بھائیوں کی اولاد آپس میں ایک دوسرے کے متوازی کزن کہلائیں گے اور اسی طرح دو بہنوں کی اولاد بھی آپس میں متوازی کزن کہلائیں گے۔اس کے برعکس ایک دوسری اصطلاح مقابل کزن (Cross-cousin) کی ہوتی ہے۔اس سے مراد مخالف جنس کے افراد کی اولاد ہیں۔یعنی مخالف جنس کے افراد کی اولاد ایک دوسرے کے مقابل کزن ہوتے ہیں۔مثال کے طور پر بھائی اور بہن کی اولاد آپس میں مقابل کزن کہلائیں گے۔جنوبی ہند کی قرابت داری اصطلاحات سے کزن (چچازاد، خالہ زاد، ماموں زاد اور پھوپھی زاد بھائی بہن) کی دو الگ اور علاحدہ قسم کی وضاحت ہوتی ہے۔جنوبی ہند میں ان دو مختلف اور الگ اصطلاحات کے پیچھے ایک اہم اور بنیادی وجہ یہ ہے کہ یہاں متوازی کزن کی آپس میں شادی نہیں ہوتی جبکہ مقابل کزن کی آپس میں شادی ہوتی ہے۔متوازی کزن کا درجہ اس سماج میں بھائی اور بہن جیسا ہوتا ہے، مثلاً تمل ناڈو میں تمام ہی متوازی کزن کو الگ الگ ناموں سے پکارا جاتا ہے جس سے ان کے درمیان رشتے کا پتہ چلتا ہے۔چند نام درج ذیل ہیں؛

- **انان(Annan):** اس سے مراد بڑا بھائی ہے۔
- **تانبی (Tambi):** یہ لفظ چھوٹے بھائی کے لئے استعمال ہوتا ہے۔
- **اکا (Akka):** اس سے مراد بڑی بہن ہوتی ہے۔
- **تانگاچی (Tangachi):** یہ لفظ چھوٹی بہن کے لئے بولا جاتا ہے۔

مقابل کزن کے لئے اس قسم کے الفاظ کا استعمال نہیں ہوتا جن سے یہ معلوم ہو کہ وہ آپس میں بھائی اور بہن ہیں۔مثال کے طور پر تمل ناڈو میں ہی ماماگال یاماگان (mama magal/magan) کے لفظ کا استعما کیا جاتا ہے جس کے معنی ماں کے بھائی کا لڑکا یا لڑکی ہے۔اسی طرح اتائی ماگال یاماگان (Attai Magal/magan) کا استعمال باپ کی بہن کی لڑکی یا لڑکا کے لئے ہوتا ہے۔اس طرح کے الفاظ سے یہ ادراک ہوتا ہے کہ ان میں آپس میں بہت قریبی اور بھائی بہن جیسا رشتہ نہیں ہے۔اسی لئے ان میں شادی ممنوع نہیں سمجھی جاتی ہے۔

- **قرابت داری اصطلاحات کی نوعیت (Nature of Kinship Terminology)**

متوازی اور مقابل کزن کی اصطلاحات کی نوعیت زمرہ بندی (Classificatory) جیسی ہے۔ذیل میں دو معاملے کو بیان کر رہے ہیں جن سے یہ سمجھنے میں مدد ملے گی کہ یہ اصطلاحات کیسے زمرہ بندی والے ہیں۔کسی بھی شخص کی نسل (Generation) کو ہم اصطلاحی اعتبار سے دو گروہ میں تقسیم کرتے ہیں۔

(a) پہلا گروہ جسے تمل ناڈو میں پنگال (Pangal) کے نام سے جانا جاتا ہے۔یہ بھائی اور بہن پر مشتمل گروہ ہے۔اس گروہ میں متوازی کزن اور والد کے متوازی کزن کی اولاد بھی شامل ہیں۔

(b) دوسرا گروہ مقابل کزن اور افینل رشتے داروں پر مشتمل ہے۔مثلاً شوہر، بیوی وغیرہ کے رشتے دار۔تمل ناڈو میں اس کیٹگری کو ماما مچینن (mma-machchinan) کہا جاتا ہے۔

- شادی کے اصول (Marriage Rules)

جنوبی ہند کے علاقوں میں قرابت داری نظام میں شادی بیاہ کے حوالے سے مثبت اصول (Positive Rules) پائے جاتے

ہیں۔اس سماج میں اس بات کی وضاحت ہے کہ کس سے شادی کی جائے۔اس بارے میں لوگ بخوبی واقف ہیں اور اس پر عمل کرتے ہیں۔

شادی سے متعلق تین قسم کے ترجیحی اصول (Three Types of Preferential Marriage Rules)

(i) جنوبی ہند کی بعض ذاتوں میں بڑی بہن کی بیٹی سے شادی کو اولین ترجیح دی جاتی ہے۔لیکن نائر (Nayar) اور وہ قبائل جو مادر نسبی (Matrilineal) ہیں ان میں اس قسم کی شادی نہیں ہوتی۔

(ii) ترجیحی شادی کی ایک دوسری قسم کی شادی ہے جس میں والد کے بہن کی بیٹی (پھوپھی کی بیٹی) سے شادی ہوتی ہے۔دوسرے لفظوں میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ ایک لڑکی اپنی ماں کے بھائی کے بیٹے (ماموں کے بیٹے) سے شادی کر سکتی ہے۔اس طرح کی شادیوں میں لوگ یہ امید کرتے ہیں کہ اگر کوئی اپنی بیٹی دے رہا ہے تو بدلے میں وہ بھی ان کی بیٹی کو قبول کرے گا۔یعنی یہ بدلے والی شادی (Exchange Marriage) ہوتی ہے۔

(iii) تیسری قسم کی ترجیحی شادی ماں کے بھائی کی بیٹی (ماموں کی بیٹی) سے شادی ہے۔اس طرح کی مقابل کزن میں شادی بعض ذاتوں میں ہی ہوتی ہے جیسے کہ تمل ناڈو کے کلار (Kallar)، آندھرا پردیش کے کچھ ریڈی (Reddy) وغیرہ میں۔

- **شادی کے متعلق منفی اصول (Negative Rules for Marriage)**

اس سے مراد کون سی قرابت داری میں شادی کرنے کو پسندیدہ سمجھا جاتا ہے یہ جان لینے کے بعد ضروری ہے کہ یہ بھی معلوم کر لیا جائے کی کن قرابت داری میں شادی کو ممنوع سمجھا جاتا ہے۔مثال کے طور پر بعض ذاتوں میں یہ طریقہ ہے کہ ایک شخص اپنی بڑی بہن کی بیٹی سے تو شادی کر سکتا ہے لیکن چھوٹی بہن کی بیٹی سے نہیں کر سکتا۔اسی طرح ایک بیوہ اپنے مرحوم شوہر کے بھائی سے شادی نہیں کر سکتی خواہ وہ چھوٹا بھائی ہو یا بڑا بھائی۔یہاں تک کہ اس زمرے کے جو بھی بھائی (Classificatory Brothers) ہیں ان میں سے کسی سے وہ شادی نہیں کر سکتی۔

- **قرابت داروں کے درمیان تحائف کا تبادلہ (Exchange of Gifts among kins)**

تحائف کا تبادلہ قرابت داروں کے مابین قربت اور دوری کو ظاہر کرتا ہے۔اس سے ان اصولوں کا بھی تعین ہوتا ہے جن سے مختلف اقسام کے رشتے مضبوط ہوتے ہیں۔اسی وجہ سے ہم قرابت داری کے اس پہلو کو جاننے کی کوشش کریں گے۔جنوبی ہندوستان میں دو افراد کے درمیان یا دو گروہوں کے درمیان تحائف کے تبادلے کو ہم درج ذیل دو طرح سے سمجھ سکتے ہیں:

(i) دولہا یا دولہن کے گھر والوں کی طرف سے ایک دوسرے کو جو تحائف دیئے جاتے ہیں انہیں افینل قرابت داروں (وہ رشتے دار جو شادی کے نتیجے میں وجود میں آتے ہیں) کے درمیان تحائف کے ایک سلسلے کے طور پر سمجھ سکتے ہیں۔چونکہ دونوں کے گھر والے ایک دوسرے سے تحفے کا تبادلہ کرتے ہیں۔اسی لئے اسے تحفے کے تبادلے کی ایک کیٹگری کے طور پر دیکھا جاتا ہے۔

(ii) تحفے کے تبادلے کی دوسری کیٹگری میں دونوں گروہ کے افراد آپس میں تحفے کا تبادلہ کرتے ہیں۔ہم اسے تحفوں کا اندرونی طور پر تبادلہ کہتے ہیں۔کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک ہی فرد دونوں طرف سے تحفے کا لین دین کرتا ہے۔چونکہ شادی قرابت داروں میں ہو رہی ہے تو ایسے میں بعض لوگوں کو یہ ذمے داری سونپ دی جاتی ہے وہ دونوں طرف سے تحفوں کا لین دین

کریں۔ دوسرے لفظوں میں یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ رشتوں کو مزید مضبوط کرنے کا ایک طریقہ ہے۔

8.4 شمالی اور جنوبی ہند کی قرابت داری نظام میں فرق

(Difference between North and South Indian Kinship)

شمالی اور جنوبی قرابت داری نظام دو مختلف سماجی ڈھانچوں کی نمائندگی کرتے ہیں جو اپنے اپنے علاقوں میں خاندانی تعلقات کو منظم اور مضبوط بناتے ہیں لیکن ان کی نوعیت ایک دوسرے سے مختلف ہے۔ سب سے نمایاں فرق قرابت داری کی اصطلاحات میں پایا جاتا ہے۔ شمالی ہند میں رشتوں کے لیے واضح اور غیر مبہم اصطلاحات استعمال ہوتی ہیں جہاں ہر رشتے کا الگ نام ہوتا ہے، جیسے والد کے بھائی کو چچا اور ماں کے بھائی کو ماما کہا جاتا ہے۔ اس کے برعکس جنوبی ہند میں اگرچہ دراوڑی قرابت داری اصطلاحات رائج ہیں لیکن وہاں ایک ہی نوعیت یا زمرے کے کئی رشتوں کے لیے ایک ہی اصطلاح استعمال کی جاتی ہے، جسے انگریزی میں (Classificatory) نظام کہا جاتا ہے۔ خاندانی ساخت کے لحاظ سے شمالی ہند میں زیادہ تر پدر نسلی (Patrilineal) نظام رائج ہے جہاں نسب اور وراثت والد کی طرف سے چلتی ہے اور توسیعی خاندان (Extended Family) عام ہیں اگرچہ جدید دور میں ان میں کچھ تبدیلیاں آئی ہیں۔ جنوبی ہند میں بھی عمومی طور پر پدر نسلی نظام پایا جاتا ہے لیکن بعض قبائل میں مادر نسلی (Matrilineal) نظام بھی موجود ہے۔ مزید یہ کہ جنوبی ہند میں توسیعی خاندان کی نسبت انفرادی یا جوہری خاندان (Nuclear Family) زیادہ عام ہیں۔ ان بنیادی فرقوں کے علاوہ زبان، ثقافت، رہن سہن اور شادی بیاہ کی رسومات کے اعتبار سے بھی شمالی اور جنوبی ہند کے قرابت داری نظام ایک دوسرے سے نمایاں طور پر مختلف ہیں۔

8.5 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

اس اکائی کے مطالعے سے ہمیں قرابت داری نظام کے بارے میں تفصیلی معلومات حاصل ہوئی ہیں۔ ہم نے شمالی اور جنوبی ہند کی قرابت داری نظام کو علاحدہ علاحد سمجھنے کی کوشش کی ہے۔ نیز اس اکائی کے مطالعے سے ان کے مابین فرق سے بھی واقفیت ہوئی ہے۔ شمالی اور جنوبی ہند کی قرابت داری نظام میں سب سے اہم اور بنیادی فرق ان کے مابین اصطلاحات کا فرق ہے۔ شمالی ہند کی قرابت داری نظام میں ہر رشتے کے لئے الگ الگ اصطلاح موجود ہے جبکہ جنوبی ہند کی قرابت داری میں ایسا نہیں ہے۔ یہاں ایک قسم کے رشتوں کے لئے ایک جیسی اصطلاح کا استعمال ہوتا ہے۔

8.6 کلیدی الفاظ (Keywords)

- **ہائپر گیمی:** جب اعلیٰ ذات کا لڑکا اپنے سے نچلی ذات کی لڑکی سے شادی کرے تو اسے ہائپر گیمی کہتے ہیں، جیسے برہمن لڑکے کی شادی چھتریہ لڑکی سے ہو۔
- **ہائپو گیمی:** جب نچلی ذات کا لڑکا اپنے سے اعلیٰ ذات کی لڑکی سے شادی کرے تو اسے ہائپو گیمی کہتے ہیں، جیسے چھتریہ لڑکے کی شادی

برہمن لڑکی سے ہو۔

- **اینڈوگیمی:** جب شادی اپنی ہی ذات، برادری یا سماجی گروہ کے اندر کی جائے تو اسے اینڈوگیمی کہتے ہیں۔
- **ایگزوگیمی:** جب شادی اپنی ذات، گوتر، قبیلے یا برادری سے باہر کی جائے تو اسے ایگزوگیمی کہتے ہیں۔

8.7 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

1۔ درج ذیل میں سے کس نے قرابت داری نظام کے مطالعے کے لئے ملک کو مختلف تہذیبی حلقوں میں تقسیم کیا ہے؟

(a) اراواتی کارے (b) ایس۔ سی۔ دوبے

(c) ایم۔ این۔ سرنواس (d) ٹی۔ این۔ مدن

2۔ کاروے نے قرابت داری نظام کے مطالعے کے لئے ملک کو کتنے تہذیبی حلقوں میں تقسیم کیا ہے؟

(a) چار (b) تین

(c) سات (d) دو

3۔ شمالی ہندوستان میں عام طور پر کس طرح کے نسبی گروہ پائے جاتے ہیں؟

(a) پدر نسبی گروہ (b) مادر نسبی گروہ

(c) دونوں (d) ان میں سے کوئی نہیں

4۔ پدر نسبی گروہ میں نسب کا پتہ درج ذیل میں سے کس کی طرف انتساب کر کے لگایا جاتا ہے؟

(a) مرد کی جانب (b) عورت کی جانب

(c) دونوں کی جانب (d) ان میں سے کوئی نہیں

5۔ درج ذیل میں سے کس ماہر انسانیات نے کشمیری سماج کا مطالعہ کیا ہے؟

(a) ٹی۔ این۔ مدن (c) ایس۔ سی۔ دوبے

(c) آندرے بیتے (d) ان میں سے کوئی نہیں

6۔ درج ذیل میں سے کس نے میرٹھ اور دہلی کے آس پاس کے اضلاع کا مطالعہ کیا؟

(a) پرادھان (b) ٹی۔ این۔ مدن

(c) دونوں (d) ان میں سے کوئی نہیں

7۔ کس اصطلاح کے تحت افراد اپنے بعض مخصوص و متعین گروہ میں شادی نہیں کر سکتے؟

(a) ایگزوگیمی (b) انڈوگیمی

(c) رائٹس آف پیسیج (d) ان میں سے کوئی نہیں

8۔ درج ذیل میں سے کس نے اڑیسا کے سماج کا مطالعہ کیا ہے؟

(a) ایف۔جی۔ بیلی (b) ٹی۔این۔ مدن

(c) این۔کے۔بوس (d) ان میں سے کوئی نہیں

9۔ وہ قرابت دار جو شادی کے نتیجے میں وجود میں آتے ہیں انہیں کیا کہتے ہیں؟

(a) افینل قرابت دار (b) خونی قرابت دار

(b) دونوں (d) ان میں سے کوئی نہیں

10۔ درج ذیل میں سے کس نے تنجور ضلع میں رہنے والے برہمن سماج کا مطالعہ کیا؟

(a) کے۔گوف (b) این۔کے۔بوس (c) مجمدار (d) ٹی۔این۔مدن

مختصر جوابات کے حامل سوالات(Short Answer Type Questions)

1۔ شمالی ہند میں قرابت داری نظام کے مطالعے کے لئے چار خصوصیات میں کسی دو کو بیان کیجئے۔

2۔ شمالی ہند میں قرابت داروں کے مابین تحائف کے تبادلے پر تبصرہ کیجئے۔

3۔ شمالی ہند میں اصطلاحات کی نوعیت کو بیان کیجئے۔

4۔ شمالی اور جنوبی ہند کے قرابت داری نظام میں پائے جانے والے بنیادی فرق کو بیان کیجئے۔

5۔ شمالی ہند کے قرابت داری نظام میں شادی کے اصول اور ان کی سماجی اہمیت پر روشنی ڈالئے۔

طویل جوابات کے حامل سوالات(Long Answer Type Questions)

1۔ شمالی ہند میں قرابت داری نظام پر ایک مضمون لکھئے۔

2۔ جنوبی ہند کی قرابت داری نظام کی وضاحت کیجئے۔

3۔ جنوبی ہند میں قرابت داری اصطلاحات اور شادی کے اصول کی وضاحت کیجئے۔

8.8 تجویز کردہ اکتسابی مواد(Suggested Learning Materials)

1۔ William Halse Rivers, 2011, Kinship and social organization, Routledge, New Delhi.

2۔ Barnard, Alan. (2007). Social Anthropology: Investigating Human Social Life, Viva Books Private Limited, New Delhi

اکائی9۔شادی: تعریف، تصوراوراقسام

(Marriage: Definition, Concept and Forms)

اکائی کے اجزا

9.0 تمہید

9.1 مقاصد

9.2 شادی کا تصور

9.3 شادی کی اقسام

9.4 شادی بحیثیت اتحاد

9.5 لیوس ٹراس کا نظریۂ اتحاد

9.6 شادی سے متعلق ضوابط

9.7 بنیادی اور پیچیدہ ڈھانچہ

9.8 محدود اور عمومی تبادلہ

9.9 لوئی ڈومو اور شادی اتحاد

9.10 اکتسابی نتائج

9.11 کلیدی الفاظ

9.12 نمونہ امتحانی سوالات

9.13 تجویز کردہ اکتسابی مواد

9.0 تمہید(Introduction)

شادی سماج کا ایک بنیادی عنصر ہے۔یہ دنیا کے تمام سماجوں میں کسی نہ کسی شکل میں موجود ہے۔ابتدائی قبائلی سماج سے لے کر آج کے جدید سماج تک اس کی موجودگی برقرار ہے۔اس کی اہمیت کی بناپر علم سماجیات میں اس کے مطالعے کو بنیادی مقام دیا جاتا ہے۔شادی کے ادارے کو بھی باقی دوسرے سماجی اداروں کی طرح اس کے افعال، ساخت، اقسام اور اس سے متعلق رسومات کے مطالعوں کے ذریعے سمجھنے کی کوشش کی جاتی ہے۔موجودہ اکائی میں شادی کے صرف اس جہت پر بات ہوگی جس کا تعلق تبادلے (Exchange) اور

اتحاد (Alliance) سے ہے۔

شادی کو تبادلے اور اتحاد کا ذریعہ بھی مانا جاتا ہے۔ یعنی دیگر بہت سے افعال کے ساتھ شادی دو گرہوں کے درمیان اتحاد کی وجہ بننے اور اس کو برقرار رکھنے کا ذریعہ بھی بنتا ہے۔ شادی کی یہ جہت ابتدائی قبائلی سماج سے زیادہ منسلک دکھائی دیتی ہے۔ قبائلی سماج میں شادی دو افراد کا نہیں بلکہ دو قبیلوں، کنبوں کا تعلق اور اتحاد سمجھا جاتا تھا۔ اگرچہ شادی دھیرے دھیرے دو افراد کے درمیان تعلق پر سمٹتا جارہا ہے۔

9.1 مقاصد (Objectives)

اس اکائی کے درج ذیل مقاصد ہیں:

- شادی کو بحیثیت تبادلہ اور اتحاد کے تصور سے واقف ہونا۔
- مختلف ماہرینِ سماجیات و سماجی انسانیات کے نظریات کو سمجھنا۔
- مختلف سماجوں میں شادی کے تبادلہ اور اتحاد کی افادیت سے آگاہ ہونا۔
- انسانی سماج کی ترقی میں شادی کے کردار کو سمجھنا۔

9.2 شادی کا تصور (Concept of Marriage)

جیسے اوپر بیان کیا گیا ہے کہ شادی ایک ایسا سماجی ادارہ ہے جسے ہر معاشرہ کسی نہ کسی صورت میں تسلیم کرتا ہے۔ سماجیات اور سماجی انسانیات کے مطابق شادی صرف ایک مرد اور ایک عورت کے درمیان تعلق کا نام نہیں بلکہ یہ ایک سماجی، ثقافتی اور قانونی بندھن ہے جو خاندان کی تشکیل اور سماجی نظم کو برقرار رکھنے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ شادی کے ذریعے نہ صرف میاں بیوی کے درمیان تعلق قائم ہوتا ہے بلکہ دو خاندانوں اور بعض اوقات دو سماجی گروہوں کے درمیان بھی رشتہ استوار ہوتا ہے۔ مختلف معاشروں میں شادی کا تصور ان کی ثقافت، مذہب، رسم و رواج اور سماجی اقدار کے مطابق مختلف ہو سکتا ہے لیکن اس کا بنیادی مقصد خاندان کی تشکیل، نسل کی بقا، سماجی استحکام اور باہمی تعاون کو فروغ دینا ہے۔ اسی لیے شادی کو انسانی معاشرے کے سب سے قدیم، بنیادی اور اہم سماجی اداروں میں شمار کیا جاتا ہے۔

9.3 شادی کی اقسام (Types of Marriage)

ہندوستان ایک کثیر الثقافتی اور کثیر مذہبی ملک ہے اس لیے یہاں شادی کی مختلف اقسام رائج ہیں۔ یہ اقسام مختلف مذاہب، ذاتی نظام، قبائلی روایات اور علاقائی ثقافتوں کے مطابق ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ سماجیات اور سماجی انسانیات میں شادی کی ان اقسام کا مطالعہ اس لیے اہم سمجھا جاتا ہے کہ ان کے ذریعے مختلف معاشروں کی خاندانی ساخت، قرابت داری کے نظام اور سماجی اقدار کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔ ہندوستانی تناظر میں شادی کی اہم اقسام درج ذیل ہیں:

1۔ **یک زوجگی (Monogamy):** اس شادی میں ایک مرد ایک ہی عورت سے شادی کرتا ہے۔ موجودہ دور میں ہندوستان میں یہی

سب سے زیادہ رائج اور قانونی طور پر تسلیم شدہ شادی کی صورت ہے۔ ہندو، عیسائی، سکھ، جین اور بدھ مذاہب میں عام طور پر اسی نظام کو اختیار کیا جاتا ہے۔

2۔ **کثیر ازدواج (Polygamy):** اس نظام میں ایک شخص ایک سے زیادہ شریکِ حیات رکھ سکتا ہے۔ اس کی دو اہم صورتیں ہیں:

(الف) **کثیر الزوجات (Polygyny):** جب ایک مرد ایک وقت میں ایک سے زیادہ عورتوں سے شادی کرے۔ ماضی میں ہندوستان کے بعض قبائل، راج گھرانوں اور چند مسلم معاشروں میں اس کی مثالیں ملتی ہیں اگرچہ آج یہ بہت محدود ہے۔

(ب) **کثیر الازواج (Polyandry):** جب ایک عورت ایک وقت میں ایک سے زیادہ مردوں سے شادی کرے۔ یہ نظام ہندوستان کے بعض قبائلی علاقوں اور ہمالیائی خطوں، جیسے نیلگری کے ٹوڈا قبیلے اور ہمالیائی علاقوں کی بعض برادریوں میں روایتی طور پر پایا جاتا تھا۔

3۔ **اینڈوگیمی (Endogamy):** اینڈوگیمی سے مراد اپنی ہی ذات، برادری، مذہب یا سماجی گروہ کے اندر شادی کرنا ہے۔ ہندوستان میں ذات پات کے نظام کی وجہ سے یہ روایت صدیوں سے رائج رہی ہے اور آج بھی بہت سے خاندان اپنی ذات یا برادری کے اندر ہی شادی کو ترجیح دیتے ہیں۔

4۔ **ایگزوگیمی (Exogamy):** ایگزوگیمی سے مراد اپنی ذات، گوتر، قبیلے یا مخصوص قرابتی گروہ سے باہر شادی کرنا ہے۔ ہندو معاشرے میں ایک ہی گوتر میں شادی ممنوع سمجھی جاتی ہے اسی لیے گوتر سے باہر شادی کو ضروری سمجھا جاتا ہے۔ بہت سے قبائلی معاشروں میں بھی قبیلے سے باہر شادی کا اصول رائج ہے۔

5۔ **کزن شادی (Cousin Marriage):** کزن شادی سے مراد چچا، پھوپھی، ماموں یا خالہ کی اولاد سے شادی کرنا ہے۔ جنوبی ہندوستان کے کئی معاشروں میں ماموں زاد یا پھوپھی زاد رشتوں میں شادی کو ترجیح دی جاتی ہے جبکہ شمالی ہندوستان کے بیشتر علاقوں میں ایسی شادیاں عام طور پر پسند نہیں کی جاتیں۔

6۔ **ہائپر گیمی اور ہائپو گیمی:** ہندوستانی ذاتی نظام میں ہائپر گیمی اس شادی کو کہتے ہیں جس میں نچلی ذات کی لڑکی کی شادی اعلیٰ ذات کے لڑکے سے ہو جبکہ ہائپو گیمی اس کے برعکس صورت ہے یعنی اعلیٰ ذات کی لڑکی کی شادی نچلی ذات کے لڑکے سے ہو۔ یہ دونوں صورتیں ہندوستانی سماج میں ذاتی درجہ بندی اور سماجی حیثیت سے گہرا تعلق رکھتی ہیں۔

اس طرح ہندوستان میں شادی کی مختلف اقسام سماجی، مذہبی، ثقافتی اور علاقائی تنوع کی عکاسی کرتی ہیں اور ہر قسم کا تعلق مخصوص سماجی روایات اور قرابت داری کے نظام سے ہوتا ہے۔

9.4 شادی بحیثیت اتحاد (Marriage as an Alliance)

اتحاد (Alliance) کا نظریہ قرابت داری کے نظام کو سمجھنے اور اس کا مطالعہ کرنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ اسے عمومی تبادلے کا نظریہ بھی کہا جاتا ہے۔ اس نظریے کی بنیاد فرانسیسی ماہرِ بشریات کلاڈ لیوس ٹراس نے رکھی۔ لیوس ٹراس کو ساختیاتی

(Structuralist) مفکرین میں شمار کیا جاتا ہے کیونکہ انہوں نے قرابت داری کے نظام کا مطالعہ سماجی ساخت کے تناظر میں کیا۔ اسی وجہ سے اس نظریے کو قرابت داری کے مطالعے کا ساختیاتی نظریہ بھی کہا جاتا ہے۔ لیوس ٹراس نے اپنے خیالات کو اپنی مشہور کتاب ''قرابت داری کی ابتدائی ساخت'' میں پیش کیا۔ یہ نظریہ 1960 سے 1980 کے درمیان سماجی انسانیات میں بہت مقبول رہا۔ اس نظریے کا بنیادی مقصد یہ سمجھنا تھا کہ مختلف افراد کے درمیان رشتے کس طرح قائم ہوتے ہیں اور یہی رشتے مل کر سماج کی تشکیل کیسے کرتے ہیں۔ اس میں خاص طور پر ان قرابت داری کے نظاموں کا مطالعہ کیا گیا جو مخالف کزن شادی (Cross-Cousin Marriage) کے اصولوں پر قائم ہوتے ہیں۔ اسی نظریے کے تحت جنسی تحدیدات (Incest Taboo) بھی ایک اہم موضوع رہا جس پر ماہرین نے طویل عرصے تک بحث کی۔

اتحاد کے نظریے کے مطابق شادی صرف دو افراد کا تعلق نہیں بلکہ دو خاندانوں یا سماجی گروہوں کے درمیان تعلق، تعاون اور تبادلے کا ذریعہ بھی ہے۔ اسی لیے شادی سے متعلق قواعد وضوابط کو قرابت داری کے نظام کو سمجھنے کی بنیادی اساس سمجھا جاتا ہے کیونکہ شادی ہی نئے رشتوں کی تشکیل اور موجودہ رشتوں کی توسیع کا اہم ذریعہ ہے۔

ماہرِ بشریات ڈبلیو۔ ریورس (W. Rivers) نے بھی شادی اور قرابت داری کے تعلق کو واضح کیا۔ ان کے مطابق شادی کے قوانین بنیادی سبب ہوتے ہیں جبکہ قرابت داری کی اصطلاحات ان قوانین کا نتیجہ ہوتی ہیں۔ اسی طرح آسٹریلیا کے قبائلی معاشروں میں قرابت داری کے نظام کو سمجھنے کے لیے بھی شادی کے اتحاد کو اہم بنیاد بنایا گیا۔

مشہور ماہرِ بشریات ریڈکلف براؤن (A. R. Radcliffe-Brown) نے اگرچہ قرابت داری کی وضاحت میں نسب (Descent) کو زیادہ اہمیت دی لیکن انہوں نے یہ بھی تسلیم کیا کہ افراد کے درمیان شادی سے متعلق قوانین اور ان کے باہمی تعلقات، بعض صورتوں میں صرف نسبی گروہوں سے بھی زیادہ اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

9.5 لیوس ٹراس کا نظریۂ اتحاد (Levi-Strauss)

جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا ہے کہ نظریۂ اتحاد (Alliance Theory) کی بنیاد فرانسیسی ماہرِ بشریات کلاڈ لیوس ٹراس نے رکھی۔ بعد میں روڈنی نیدھم (Rodney Needham) اور لوئی ڈومون (Louis Dumont) نے بھی اس نظریے کی وضاحت اور تجزیے میں اہم کردار ادا کیا۔ لیوس ٹراس نے اپنے مطالعے میں خونی رشتوں اور شادی کے ذریعے قائم ہونے والے رشتوں کے درمیان تعلق کا جائزہ لیا۔ ان کے مطابق یہ دونوں رشتے اپنی نوعیت میں ایک دوسرے سے مختلف ہیں لیکن سماجی نظام میں ایک دوسرے کی تکمیل کرتے ہیں۔ ان کا خیال تھا کہ شادی سے متعلق تحدیدات (Incest Taboo) نظریۂ اتحاد کی بنیادی اساس ہیں۔ یہ تحدیدات تقریباً ہر سماج میں کسی نہ کسی صورت موجود ہوتی ہیں اس لیے انہیں آفاقی حیثیت حاصل ہے۔ مختلف معاشروں نے اپنی ثقافت اور سماجی ضروریات کے مطابق ان تحدیدات سے متعلق الگ الگ قواعد وضوابط وضع کیے ہیں۔ یہ قواعد خونی رشتوں اور شادی کے ذریعے قائم ہونے والے رشتوں کی نوعیت کا تعین کرتے ہیں۔ اسی لیے ان قوانین اور ان کے سماجی پس منظر کو سمجھنا نظریۂ اتحاد کو سمجھنے کے لیے نہایت ضروری ہے۔

9.6 شادی سے متعلق ضوابط (Marriage Rules)

اوپر کی بحث خصوصاً نظریۂ اتحاد سے یہ واضح ہوتا ہے کہ شادی صرف جنسی تعلقات یا افزائشِ نسل کا ذریعہ نہیں بلکہ دو خاندانوں یا سماجی گروہوں کے درمیان تعلق، تعاون اور اتحاد قائم کرنے کا اہم وسیلہ بھی ہے۔ شادی کے ذریعے نئے سماجی رشتے بنتے ہیں اور مختلف گروہوں کے درمیان تعلقات مضبوط ہوتے ہیں۔ اسی مقصد کے لیے ہر سماج میں کچھ قواعد وضوابط مقرر کیے گئے ہیں جن پر افراد عمل کرتے ہیں۔ ان اصولوں کے مطابق کوئی شخص اپنے قریبی خونی رشتوں میں شادی نہیں کر سکتا بلکہ اسے اپنے گروہ سے باہر مناسب شریکِ حیات کا انتخاب کرنا ہوتا ہے۔ یہی اصول بیرون گروہ شادی (Exogamy) کی بنیاد بنتا ہے۔ لیوس ٹراس کے مطابق یہ تحدیدات تقریباً ہر سماج میں کسی نہ کسی صورت موجود ہیں اگرچہ ان کا دائرہ مختلف معاشروں میں مختلف ہو سکتا ہے۔ یہ اصول خونی رشتوں اور شادی کے ذریعے قائم ہونے والے رشتوں کے درمیان واضح فرق بھی ظاہر کرتے ہیں۔

لیوس ٹراس کے مطابق شادی دراصل عورتوں کے باہمی تبادلے کا ایک سماجی نظام ہے۔ ان کے خیال میں چونکہ قریبی رشتوں میں شادی ممنوع ہوتی ہے اس لیے خاندان اپنی بیٹیوں یا بہنوں کی شادی دوسرے خاندانوں یا گروہوں میں کرتے ہیں اور بدلے میں وہاں سے بھی رشتے قائم ہوتے ہیں۔ اس باہمی تبادلے کے ذریعے مختلف خاندانوں اور گروہوں کے درمیان مضبوط سماجی تعلقات پیدا ہوتے ہیں۔ لیوس ٹراس کا کہنا ہے کہ شادی سے متعلق تحدیدات صرف پابندیاں نہیں بلکہ ان میں ایک مثبت پہلو بھی موجود ہے۔ مثال کے طور پر اگر کسی شخص کو یہ کہا جائے کہ وہ کسی مخصوص گروہ میں شادی نہیں کر سکتا تو اس کا مطلب یہ بھی ہے کہ وہ دوسرے گروہوں میں شادی کر سکتا ہے۔ اسی طرح جنسی تحدیدات بھی یہ واضح کرتی ہیں کہ ممنوع رشتوں کے علاوہ دیگر مناسب رشتوں میں شادی کی جا سکتی ہے۔ یہی مثبت اصول شادی کے ذریعے ہونے والے باہمی تبادلے کو منظم کرتے ہیں اور لیوس ٹراس کے مطابق یہی اصول سماج کے بنیادی ڈھانچے (Elementary Structure) کی تشکیل میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

9.7 بنیادی اور پیچیدہ ڈھانچہ (Elementary and Complex Structure)

جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا ہے شادی سے متعلق اصول وضوابط مختلف خاندانوں اور گروہوں کے درمیان عورتوں کے تبادلے کو منظم کرتے ہیں۔ یہ اصول یہ طے کرتے ہیں کہ کن افراد کے درمیان شادی ہو سکتی ہے اور کن کے درمیان نہیں۔ ایسے اصول دنیا کے تقریباً تمام معاشروں میں کسی نہ کسی صورت موجود ہیں اور ان کا تعلق زیادہ تر جنسی تحدیدات سے ہوتا ہے۔ بعض معاشروں میں یہ بتایا جاتا ہے کہ کن رشتوں میں شادی نہیں کی جا سکتی جنہیں شادی کے منفی اصول کہا جاتا ہے جبکہ بعض معاشروں میں یہ واضح کیا جاتا ہے کہ کن رشتوں میں شادی کی جا سکتی ہے جنہیں شادی کے مثبت اصول کہا جاتا ہے۔

لیوس ٹراس نے انہی دو اصولوں کی بنیاد پر سماجی ڈھانچوں کو دو اقسام میں تقسیم کیا: بنیادی ڈھانچہ (Elementary Structure) اور پیچیدہ ڈھانچہ (Complex Structure)۔ جن معاشروں میں شادی کے مثبت اصول رائج ہوتے ہیں وہاں ان

رشتے داروں کی ایک مخصوص فہرست موجود ہوتی ہے جن سے شادی کی جاسکتی ہے اگرچہ اس میں قریبی خونی رشتے شامل نہیں ہوتے۔ چونکہ شادی کا دائرہ پہلے سے متعین ہوتا ہے اس لیے ایسے معاشروں میں قرابت داری کا نظام نسبتاً محدود اور منظم ہوتا ہے جسے بنیادی ڈھانچہ کہا جاتا ہے۔اس نظام میں عموماً کزن شادی رائج ہوتی ہے جس کی دو اہم صورتیں ہیں۔ متوازی کزن شادی (Parallel Cousin Marriage) سے مراد باپ اور اس کے بھائی کے بچوں یا ماں اور اس کی بہن کے بچوں کے درمیان شادی ہے۔اس کے برعکس مقابل کزن شادی (Cross-Cousin Marriage) سے مراد باپ اور اس کی بہن کے بچوں یا ماں اور اس کے بھائی کے بچوں کے درمیان شادی ہے۔اس قسم کی شادیاں آسٹریلیا کے بعض قبائل، جنوب مغربی ایشیا کے کچھ علاقوں، جنوبی ہندوستان اور جنوبی امریکہ کے بعض قبائلی معاشروں میں پائی جاتی ہیں۔

اس کے برعکس جن معاشروں میں شادی کے منفی اصول رائج ہوتے ہیں وہاں ان رشتوں کی فہرست دی جاتی ہے جن سے شادی کرنا ممنوع ہوتا ہے، جیسے بھائی، بہن، چچیرے، پھوپھیرے، مامیرے اور خالہ زاد بہن بھائی وغیرہ۔ یہ فہرست مختلف معاشروں میں مختلف ہو سکتی ہے۔ چونکہ ممنوع رشتوں کے علاوہ شادی کے لیے وسیع انتخاب موجود ہوتا ہے اس لیے ایسے معاشروں میں زیادہ متنوع قسم کے قرابت داری کے رشتے بنتے ہیں۔اسی وجہ سے لیوس ٹراس نے ایسے نظام کو پیچیدہ ڈھانچہ (Complex Structure) قرار دیا ہے۔

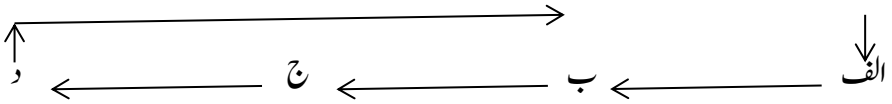
9.8 محدود اور عمومی تبادلہ (Restricted and Generalized Exchange)

لیوس ٹراس نے شادی کے اصولوں کی وضاحت کرتے ہوئے قرابت داری کے دو سماجی ڈھانچوں، یعنی بنیادی ڈھانچہ اور پیچیدہ ڈھانچہ کی نشاندہی کی لیکن اپنی تحقیق میں اس نے بنیادی ڈھانچے کو زیادہ اہمیت دی۔ جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا ہے کہ بنیادی ڈھانچہ ان معاشروں میں پایا جاتا ہے جہاں شادی کے مثبت اصول رائج ہوتے ہیں یعنی وہاں ایسے رشتے داروں کی ایک متعین فہرست موجود ہوتی ہے جن سے شادی کی جاسکتی ہے۔لیوس ٹراس نے ایسے معاشروں میں عورتوں کے تبادلے کی دو اہم صورتیں بیان کی ہیں جن کو ذیل میں بیان کیا گیا ہے۔

1۔ **محدود تبادلہ (Restricted Exchange):** اس میں دو قرابت داری گروہ ایک دوسرے کے ساتھ براہِ راست رشتہ قائم کرتے ہیں۔ایک گروہ کا مرد دوسرے گروہ کی عورت سے شادی کرتا ہے اور دوسرا گروہ بھی اسی طرح اپنے مرد کی شادی پہلے گروہ کی عورت سے کرتا ہے۔اس طرح دونوں گروہ ایک دوسرے کو دلہن دیتے اور لیتے ہیں۔البتہ وہ رشتے جو شادی کے لیے ممنوع قرار دیے گئے ہوں اس تبادلے میں شامل نہیں ہوتے۔اس نظام میں دونوں گروہوں کے درمیان تعلقات براہِ راست، متوازن اور باہمی برابری پر مبنی ہوتے ہیں۔

2۔ **عمومی تبادلہ (Generalized Exchange):** اس میں دو کے بجائے تین یا اس سے زیادہ گروہ شامل ہوتے ہیں۔اس نظام میں عورتوں کا تبادلہ ایک ہی سمت میں ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر الف گروہ اپنی عورتیں ب گروہ کو دیتا ہے، ب گروہ ج گروہ کو دیتا ہے اور ج گروہ الف گروہ کو دیتا ہے۔اس طرح ہر گروہ ایک گروہ سے رشتہ قائم کرتا ہے اور دوسرے گروہ کو رشتہ دیتا ہے۔اس نظام میں تعلقات براہِ راست یا مکمل طور پر برابر نہیں ہوتے کیونکہ ہر گروہ جس سے عورت لیتا ہے ضروری نہیں کہ اسی گروہ کو عورت واپس بھی دے۔

عمومی تبادلے کا خاکہ



اس کے باوجود یہ تبادلہ مختلف گروہوں کے درمیان وسیع سماجی تعلقات اور اتحاد قائم کرنے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔

عمومی تبادلے کو اوپر کے خاکے سے سمجھا جا سکتا ہے۔ اس خاکے میں الف، ب، ج، اور۔ د، چار گروہ دکھائے گئے ہیں۔ اس میں الف اپنے گروہ سے عورتوں کو شادی کے ذریعے ب گروہ کو دیتا ہے اور اسی طرح ب گروہ ج کو اور ج اپنی عورتیں د کو۔ جبکہ د گروہ اپنی عورتوں کو الف کو دیتا ہے یعنی دو گروہوں میں راست باہمی تبادلہ نہیں ہے۔

9.9 لوئی ڈومو اور شادی اتحاد (Louis Dumont: Marriage Alliance)

لوئی ڈومو نے شادی کے اتحاد کو قرابتداری اور اس کی اصطلاحات کی بنیاد مانا ہے۔ اس نے دراوڑ سماج کے درمیان قرابتداری کا مطالعہ کیا۔ لوئی ڈومو کے مطابق شادی میں قرابتداری ایک ایسا نظام ہے جس کی بنا پر نسل آگے بڑھتی ہے۔ ڈومو نے تمل ناڈو کے کلر (Kallar) سماج میں قرابتداری کا مطالعہ کیا اور پایا کہ اس سماج میں مقابل کزن (Cross-Cousin) کے درمیان شادی کا اصول ہے۔ اسی لئے اس سماج کی قرابتداری اور اس کی اصطلاحات بھی مقابل کزن شادی کے اصولوں سے مضبوط ہے۔ ڈومو نے اس سماج میں تین طرح کے مقابل کزن شادی کی نشاندہی کی ہے۔

1۔ دوطرفہ مقابل شادی (Bilateral Cross-Cousin Marriage)

2۔ ماں کی طرف سے مقابل کزن شادی (Matrilateral Cross-Cousin Marriage)

3۔ باپ کی طرف سے مقابل کزن شادی (Patrilateral Cross-Cousin Marriage)

1۔ **دوطرفہ مقابل شادی (Bilateral Cross-Cousin Marriage):** اس شادی میں ایک شخص اپنی ممیری بہن سے شادی کرتا ہے۔ وہ بہن اس کی پھپھیری بہن بھی ہوتی ہے۔ یعنی وہ عورت جس سے وہ شادی کرنے جا رہا ہے ماں اور باپ دونوں کی طرف سے اس کی کزن ہوتی ہے۔ ایسا اس لئے ممکن ہوتا ہے کہ اس کے والدین نے بھی اسی طرح مقابل کزن شادی کی ہوتی ہے۔

2۔ **ماں کی طرف سے مقابل کزن شادی (Matrilateral Cross-Cousin Marriage):** اس شادی میں ایک شخص اپنی ماموں زاد بہن یا ماموں کی بیٹی سے شادی کرتا ہے۔

3۔ **باپ کی طرف سے مقابل کزن شادی (Patrilateral Cross-Cousin Marriage):** اس شادی میں ایک شخص اپنی پھوپھی زاد بہن یا باپ کی بہن کی بیٹی سے شادی کرتا ہے۔

9.10 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

شادی سماج کا ایک بنیادی ادارہ ہے۔ سماج کے دوسرے اداروں کی طرح اس ادارے کو بھی ماہرین سماجیات اور ماہرین سماجی انسانیات نے مختلف جہات سے مطالعہ کیا ہے۔ اس اکائی میں شادی کو سماجی گروہوں میں باہمی اتحاد کے توسط سے پڑھنے کی کوشش کی گئی ہے۔ یعنی یہ جاننے کی کوشش کی گئی ہے کہ شادی کس طرح سے دو سماجی گروہوں میں اتحاد کی بنیاد بنتی ہے۔ شادی سے متعلق وہ کون سے اصول ہیں جو دو گروہوں کے درمیان دلہن کے تبادلوں کو منضبط کرتے ہیں۔ لیوس ٹراس جو ایک مشہور ماہر انسانیت ہیں۔ انہوں نے شادی کے متعلق نظریہ اتحاد کی بنیاد رکھی۔ ان کے مطابق شادی ہی سماج میں قرابتداری کی بنیاد ہے۔ مختلف سماج میں شادی سے متعلق مختلف اصول ہوتے ہیں جو شادی کو منظم کرتے ہیں۔ یہی مختلف اصول سماج میں قرابتداری کے لئے بنیادی یا ابتدائی ڈھانچہ فراہم کرتے ہیں۔

9.11 کلیدی الفاظ (Keywords)

- **متوازی کزن شادی:** باپ کے بھائی کے بچوں یا ماں کی بہن کے بچوں کے درمیان ہونے والی شادی۔
- **مقابل کزن شادی:** باپ کی بہن یا ماں کے بھائی کے بچوں کے درمیان ہونے والی شادی۔
- **دوطرفہ مقابل شادی:** جب ایک شخص ایسی کزن سے شادی کرے جو ماں اور باپ دونوں کی طرف سے اس کی رشتہ دار ہو۔
- **ماں کی طرف سے مقابل کزن شادی:** جب ایک شخص اپنے ماموں کی بیٹی سے شادی کرے۔
- **باپ کی طرف سے مقابل کزن شادی:** جب ایک شخص اپنی پھوپھی کی بیٹی سے شادی کرے۔

9.12 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

1۔ قرابت داری کی ابتدائی ساخت' (Elementary Structure of Kinship) کے مصنف کون ہیں؟

(a) لیوس ٹراس (b) لوئی ڈومو

(c) دونوں (d) ان میں سے کوئی نہیں

2۔ شادی سے متعلق یہ اصول کہ شخص فلاں اور فلاں سے شادی نہیں کر سکتا۔ یہ درج ذیل میں سے کون سا اصول ہے؟

(a) منفی اصول (b) مثبت اصول

(b) درمیانی اصول (d) ان میں سے کوئی نہیں

3۔ باپ اور اس کی بہن کے بچوں کے درمیان شادیاں یا ماں اور اس کے بھائی کے بچوں کے درمیان شادیوں کو کیا کہتے ہیں؟

(a) مقابل کزن شادی (b) متوازی کزن شادی

(c) دونوں (d) ان میں سے کوئی نہیں

4۔ ریڈکلف براؤن(Redcliff-Brown)کون ہے؟

(a) ماہرانسانیات (b) ماہر معاشیات

(c) ماہر سیاسیات (d) ان میں سے کوئی نہیں

5۔ درج ذیل میں سے نظریہ اتحاد (Alliance Theory) کس نے پیش کیا؟

(a) کلاڈلیوس ٹراس (b) ریڈکلف براؤن

(c) لوئی ڈومو (d) امرتیہ سین

6۔ لوئی ڈومونے مقابل کزن شادی کی کتنی شکلیں بتائی ہیں؟

(a) تین (b) سات

(c) چھ (d) دس

7۔ لوئی ڈومونے ہندوستان کے کس سماج کا مطالعہ کیا ہے؟

(a) دراوڈ سماج (b) کشمیری سماج

(c) دونوں (d) ان میں سے کوئی نہیں

8۔ لیوس ٹراس کے مطابق عورتوں کے تبادلے کے کتنے طریقے ہیں؟

(a) دو (b) سات

(c) چار (d) پانچ

9۔ سماج میں قرابتداری کا بنیادی یا ابتدائی ڈھانچہ شادی کے کن اصولوں پر بنتا ہے؟

(a) مثبت (b) منفی

(c) معادہ (d) ان میں سے کوئی نہیں

10۔ شادی سے متعلق نظریہ اتحاد کو اور کس نام سے جانا جاتا ہے؟

(a) عمومی تبادلے کا نظریہ (b) خصوصی تبادلے کا نظریہ

(c) دونوں (d) ان میں سے کوئی نہیں

مختصر جوابات کے حامل سوالات(Short Answer Type Questions)

1۔ شادی میں تبادلے کی حیثیت پر ایک مختصر مضمون لکھئے۔

2۔ شادی کے اتحاد کی حیثیت اور اقسام کو بیان کیجئے۔

3۔ شادی سے متعلق جنسی تحدیدات کیا ہیں؟ بیان کیجئے۔

4۔ شادی کے مثبت اور منفی اصول کیا ہیں؟ ان کے درمیان فرق واضح کیجئے۔

5۔ محدود تبادلہ اور عمومی تبادلہ میں فرق کو مثالوں کے ساتھ بیان کیجئے۔

طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)

1۔ شادی کے بنیادی اور پیچیدہ ڈھانچے کو بیان کیجئے۔

2۔ شادی سے متعلق ضوابط کو واضح کیجئے۔

3۔ لیوس ٹراس کے نظریے اتحاد کو بیان کیجئے۔

9.13 تجویز کردہ اکتسابی مواد (Suggested Learning Materials)

1. William Halse Rivers, 2011, Kinship and social organization, Routledge, New Delhi.
2. Barnard, Alan. (2007). Social Anthropology: Investigating Human Social Life, Viva Books Private Limited, New Delhi.
3. Fox, Robin. (1967). Kinship and Marriage. An Anthropological Perspective, Penguin, Baltimore.
4. Ahmed, Imtiaz. (ed.). 1976. Family, Kinship and Marriage among Muslims in India, Monohar Book Service, New Delhi.
5. Dube, Leela. 1997. Women and Kinship: Comparative Perspectives on Gender in South and South-East Asia. United Nations University Press.

اکائی 10۔ ہندو، مسلم، سکھ اور عیسائی کے شادی نظام

(Hindu, Muslim, Sikh and Christian's Marriage System)

اکائی کے اجزاء

10.0 تمہید

10.1 مقاصد

10.2 ہندو نظام شادی اور ہندو میرج ایکٹ 1955

10.3 ہندو میرج ایکٹ 1955 کی اہم خصوصیات

10.4 ہندو میرج ایکٹ 1955 کے تحت طلاق اور ازدواجی حقوق

10.5 ہندو میرج ایکٹ 1955 اور سماجی تبدیلی

10.6 مسلم نظامِ شادی

10.7 مسلم خواتین (طلاق پر حقوق کا تحفظ) ایکٹ 1986

10.8 مسلم خواتین (شادی پر حقوق کا تحفظ) ایکٹ 2019: تین طلاق کا خاتمہ

10.9 سکھ نظامِ شادی

10.10 عیسائی نظامِ شادی

10.11 اکتسابی نتائج

10.12 کلیدی الفاظ

10.13 نمونہ امتحانی سوالات

10.14 تجویز کردہ اکتسابی مواد

10.0 تمہید (Introduction)

شادی ہر معاشرے کا ایک بنیادی سماجی ادارہ ہے۔ یہ صرف دو افراد کے درمیان تعلق نہیں بلکہ دو خاندانوں اور بعض اوقات دو سماجی گروہوں کے درمیان تعلق قائم کرنے کا ذریعہ بھی ہے۔ ہر مذہب میں شادی کے اپنے اصول، رسم و رواج اور قانونی ضابطے ہوتے ہیں جو اس مذہب کی سماجی اور ثقافتی اقدار کی عکاسی کرتے ہیں۔ ہندوستان ایک کثیر مذہبی اور کثیر الثقافتی ملک ہے جہاں ہندو، مسلم، سکھ اور عیسائی

برادریاں اپنی اپنی مذہبی روایات کے مطابق شادی انجام دیتی ہیں۔ وقت کے ساتھ ان روایات کو قانونی شکل دینے کے لیے مختلف قوانین بھی نافذ کیے گئے تاکہ شادی، طلاق، رجسٹریشن، نان ونفقہ اور میاں بیوی کے حقوق وفرائض کو منظم کیا جاسکے۔

اس اکائی میں ہندو، مسلم، سکھ اور عیسائی نظامِ شادی کا مختصر تعارف، ان سے متعلق اہم قوانین اور ان کے سماجی اثرات کا مطالعہ کیا جائے گا۔ اس کے ذریعے یہ سمجھنے کی کوشش کی جائے گی کہ مختلف مذہبی قوانین ہندوستانی معاشرے میں شادی کے ادارے کو کس طرح منظم کرتے ہیں۔

10.1 مقاصد (Objectives)

اس اکائی کے درج ذیل مقاصد ہیں:

- ہندو، مسلم، سکھ اور عیسائی نظامِ شادی سے طلبہ کو واقف کرانا۔
- مختلف مذاہب میں شادی کے اصول، شرائط اور اہم خصوصیات کو سمجھانا۔
- مختلف مذہبی قوانینِ شادی کے درمیان بنیادی مماثلتوں اور اختلافات کو واضح کرنا۔
- شادی سے متعلق قوانین کے سماجی اور قانونی اثرات کو سمجھنے میں طلبہ کی رہنمائی کرنا۔

10.2 ہندو نظامِ شادی اور ہندو میرج ایکٹ 1955

(Hindu Marriage System and the Hindu Marriage Act, 1955)

ہندو مذہب میں شادی کو ایک مقدس، مذہبی اور سماجی بندھن تصور کیا جاتا ہے۔ روایتی ہندو معاشرے میں شادی کو صرف دو افراد کے درمیان تعلق نہیں بلکہ دو خاندانوں کے درمیان ایک دائمی اور مقدس رشتہ سمجھا جاتا تھا۔ اس عقیدے کے مطابق شادی ایک ایسا بندھن تھی جو صرف اس دنیا ہی نہیں بلکہ آئندہ جنموں تک بھی قائم رہتا ہے۔ اسی وجہ سے قدیم ہندو معاشرے میں طلاق کا تصور تقریباً موجود نہیں تھا اور شادی کو ہر حال میں نبھانے پر زور دیا جاتا تھا۔ آزادی کے بعد ہندوستان میں سماجی اصلاحات کے نتیجے میں شادی سے متعلق قوانین میں اہم تبدیلیاں کی گئیں۔ انہی اصلاحات کے تحت ہندو میرج ایکٹ 1955 نافذ کیا گیا جو ہندو کوڈ بل کا ایک اہم حصہ ہے۔ اس قانون کا بنیادی مقصد ہندو معاشرے میں شادی سے متعلق رائج رسم و رواج کو قانونی شکل دینا، عورتوں کے حقوق کا تحفظ کرنا اور شادی کے نظام کو جدید سماجی تقاضوں کے مطابق منظم بنانا تھا۔

یہ قانون صرف ہندوؤں پر ہی لاگو نہیں ہوتا بلکہ سکھ، جین اور بدھ برادریوں پر بھی نافذ ہوتا ہے۔ اس ایکٹ نے شادی کو قانونی حیثیت دی اور اس سے متعلق متعدد اہم اصول متعین کیے، جیسے یک زوجگی، شادی کی کم از کم عمر، میاں بیوی کی آزاد رضامندی، شادی کی رجسٹریشن، عدالتی علیحدگی، طلاق، نان ونفقہ اور بچوں کے حقوق۔ ہندو میرج ایکٹ 1955 نے ہندو معاشرے میں کئی اہم سماجی تبدیلیاں پیدا کیں۔ اس قانون کے ذریعے کثیر ازدواج پر پابندی عائد کی گئی، عورتوں کو طلاق اور نان ونفقہ کا حق ملا، شادی کے لیے کم از کم عمر مقرر کی گئی

اور میاں بیوی کو مساوی قانونی تحفظ فراہم کیا گیا۔اس کے نتیجے میں ہندو معاشرے میں عورتوں کی سماجی اور قانونی حیثیت مضبوط ہوئی اور شادی کے ادارے کو ایک منظم قانونی بنیاد حاصل ہوئی۔

10.3 ہندو میرج ایکٹ 1955 کی اہم خصوصیات

(Salient Features of the Hindu Marriage Act, 1955)

ہندو میرج ایکٹ 1955 ہندوستان میں شادی سے متعلق ایک اہم قانون ہے جس نے ہندو معاشرے میں شادی کے ادارے کو قانونی بنیاد فراہم کی۔اس قانون کے ذریعے شادی، طلاق، میاں بیوی کے حقوق و فرائض اور بچوں کے حقوق سے متعلق واضح اصول مقرر کیے گئے۔اس ایکٹ کی چند اہم خصوصیات درج ذیل ہیں:

1۔ **یک زوجگی کا اصول:** اس قانون کے مطابق ایک مرد ایک ہی وقت میں صرف ایک عورت سے اور ایک عورت صرف ایک مرد سے شادی کر سکتی ہے۔اگر کوئی شخص پہلی شادی ختم کیے بغیر دوسری شادی کرتا ہے تو وہ قانوناً جرم شمار ہوگا۔اس قانون نے ہندو معاشرے میں کثیر ازدواج کے رواج کو ختم کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔

2۔ **شادی کے لیے کم از کم عمر:** ہندو میرج ایکٹ کے مطابق شادی کے وقت لڑکے کی کم از کم عمر 21 سال اور لڑکی کی 18 سال ہونا ضروری ہے۔اس کا مقصد کم عمری کی شادیوں کی روک تھام اور نوجوانوں کو جسمانی، ذہنی اور سماجی طور پر بالغ ہونے کا موقع فراہم کرنا ہے۔

3۔ **فریقین کی آزاد رضامندی:** اس قانون کے مطابق شادی دونوں فریقوں کی آزاد مرضی سے ہونی چاہیے۔اگر شادی زبردستی، دھوکے یا دباؤ کے تحت کی گئی ہو تو عدالت اس پر قانونی کارروائی کر سکتی ہے۔اس اصول نے شادی میں فرد کی آزادی اور رضامندی کو اہمیت دی ہے۔

4۔ **ممنوع رشتوں میں شادی کی ممانعت:** ہندو میرج ایکٹ کے تحت قریبی خونی رشتوں میں شادی کی اجازت نہیں ہے سوائے ان صورتوں کے جہاں متعلقہ برادری یا رسم و رواج اس کی اجازت دیتے ہوں۔اس کا مقصد خاندانی نظام اور سماجی اصولوں کو برقرار رکھنا ہے۔

5۔ **شادی کی رجسٹریشن:** اگرچہ ہندو مذہب میں شادی مذہبی رسومات کے ذریعے مکمل ہوتی ہے لیکن اس قانون نے شادی کی رجسٹریشن کو بھی اہمیت دی ہے۔رجسٹریشن سے شادی کا قانونی ثبوت حاصل ہوتا ہے اور مستقبل میں کسی بھی قانونی تنازع کی صورت میں آسانی رہتی ہے۔

6۔ **طلاق کا حق:** روایتی ہندو معاشرے میں طلاق کا تصور موجود نہیں تھا لیکن ہندو میرج ایکٹ نے مخصوص حالات میں میاں بیوی دونوں کو طلاق لینے کا قانونی حق دیا۔اس قانون کے تحت مرد اور عورت دونوں کو مساوی طور پر عدالت سے رجوع کرنے کا اختیار حاصل ہے۔

7۔ **عدالتی علیحدگی:** یہ قانون میاں بیوی کو طلاق سے پہلے عدالتی علیحدگی (Judicial Separation) کی سہولت بھی فراہم کرتا ہے۔اس دوران دونوں الگ رہ سکتے ہیں جبکہ ان کا ازدواجی رشتہ برقرار رہتا ہے۔اگر حالات بہتر ہو جائیں تو دوبارہ ایک ساتھ رہ سکتے ہیں

ورنہ بعد میں طلاق کی درخواست دی جاسکتی ہے۔

8۔ **نان ونفقہ اور کفالت:** اگر میاں بیوی میں علیحدگی یا طلاق ہو جائے تو عدالت ضرورت کے مطابق نان ونفقہ اور مالی مدد کا حکم دے سکتی ہے۔اس کا مقصد معاشی طور پر کمزور فریق، خصوصاً عورت اور بچوں کے حقوق کا تحفظ کرنا ہے۔

9۔ **بچوں کے حقوق:** اس قانون کے تحت شادی سے پیدا ہونے والے بچوں کو مکمل قانونی حیثیت حاصل ہوتی ہے۔ طلاق یا علیحدگی کی صورت میں عدالت بچوں کی کفالت، تعلیم، رہائش اور پرورش کے بارے میں مناسب فیصلہ کرتی ہے تاکہ ان کے مفادات محفوظ رہیں۔

10۔ **سماجی مساوات کا فروغ:** ہندو میرج ایکٹ 1955 نے عورت اور مرد دونوں کو قانونی طور پر مساوی حقوق فراہم کیے۔اس قانون نے شادی کے ادارے کو زیادہ منظم، منصفانہ اور جدید بنایا اور عورتوں کی سماجی و قانونی حیثیت کو مضبوط کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔

10.4 ہندو میرج ایکٹ 1955 کے تحت طلاق اور ازدواجی حقوق

(Divorce and Conjugal Rights under the Hindu Marriage Act, 1955)

روایتی ہندو معاشرے میں شادی کو ایک مقدس اور دائمی بندھن سمجھا جاتا تھا اس لیے طلاق کا تصور تقریباً موجود نہیں تھا۔ لیکن سماجی تبدیلی، تعلیم، شہری زندگی اور عورتوں کے حقوق کے فروغ کے ساتھ ایسے قوانین کی ضرورت محسوس ہوئی جو میاں بیوی کو ناگوار حالات میں قانونی تحفظ فراہم کریں۔اسی مقصد کے لیے ہندو میرج ایکٹ 1955 میں طلاق، عدالتی علیحدگی، باہمی رضامندی سے طلاق، نان ونفقہ اور بچوں کی کفالت سے متعلق واضح ضابطے شامل کیے گئے۔

طلاق کی وجوہات: ہندو میرج ایکٹ کے تحت میاں بیوی دونوں کو مخصوص حالات میں عدالت سے طلاق حاصل کرنے کا حق حاصل ہے۔ اہم وجوہات درج ذیل ہیں:

1۔ **زناکاری:** اگر میاں یا بیوی اپنے شریکِ حیات کے علاوہ کسی دوسرے شخص سے ازدواجی تعلق قائم کرے تو دوسرا فریق طلاق کی درخواست دے سکتا ہے۔

2۔ **ظلم وزیادتی:** اگر کسی ایک فریق کی طرف سے جسمانی یا ذہنی تشدد کیا جائے اور ازدواجی زندگی مشکل ہو جائے تو عدالت سے طلاق طلب کی جاسکتی ہے۔

3۔ **مذہب کی تبدیلی:** اگر میاں یا بیوی میں سے کوئی ایک دوسرا مذہب اختیار کرلے تو دوسرا فریق طلاق لینے کا حق رکھتا ہے۔

4۔ **لاپتہ ہونا:** اگر میاں یا بیوی مسلسل سات سال تک لاپتہ رہے اور اس کی کوئی خبر نہ ملے تو عدالت طلاق کی اجازت دے سکتی ہے۔

5۔ **ذہنی بیماری:** اگر کوئی فریق شدید ذہنی بیماری میں مبتلا ہو اور ازدواجی زندگی برقرار رکھنا ممکن نہ ہو تو طلاق کی درخواست دی جاسکتی ہے۔

6۔ **عدالتی علیحدگی کے بعد دوبارہ ساتھ نہ رہنا:** اگر عدالتی علیحدگی کے بعد ایک مقررہ مدت تک میاں بیوی دوبارہ اکٹھے نہ رہیں تو طلاق کی درخواست دی جاسکتی ہے۔

10.5 ہندو میرج ایکٹ 1955 اور سماجی تبدیلی

(The Hindu Marriage Act, 1955 and Social Change)

ہندو میرج ایکٹ 1955 ہندوستان میں سماجی اصلاحات کی ایک اہم مثال ہے جس نے ہندو معاشرے میں شادی کے ادارے کو ایک مضبوط قانونی بنیاد فراہم کی۔ اس قانون کے نفاذ سے قبل شادی کو زیادہ تر ایک مذہبی اور سماجی رسم سمجھا جاتا تھا لیکن اس ایکٹ نے اسے قانونی تحفظ بھی فراہم کیا۔ اس قانون کے ذریعے یک زوجگی کو لازمی قرار دیا گیا، کثرتِ ازدواج پر پابندی عائد کی گئی، شادی کے لیے کم از کم عمر مقرر کی گئی اور میاں بیوی کی آزاد رضامندی کو اہمیت دی گئی۔ اسی طرح شادی کی رجسٹریشن، عدالتی علیحدگی، طلاق، نان و نفقہ، بچوں کی کفالت اور وراثت سے متعلق متعدد معاملات کو قانونی طور پر منظم کیا گیا۔ ان اصلاحات کا بنیادی مقصد شادی کے ادارے کو زیادہ منظم، منصفانہ اور سماجی طور پر ذمہ دار بنانا تھا۔

سماجیات کے نقطۂ نظر سے ہندو میرج ایکٹ 1955 نے خاندان اور ازدواجی زندگی میں اہم تبدیلیاں پیدا کیں۔ اس قانون نے عورتوں کو طلاق، نان و نفقہ اور قانونی تحفظ جیسے حقوق فراہم کر کے ان کی سماجی اور قانونی حیثیت کو مضبوط بنایا۔ اس کے ساتھ ہی مرد اور عورت دونوں کو ازدواجی زندگی میں مساوی حقوق اور ذمہ داریاں دی گئیں جس سے خاندانی تعلقات میں انصاف اور برابری کو فروغ ملا۔ اس قانون نے ذات پات کی بعض سخت پابندیوں کو کم کرنے، بین برادری شادیوں کو قانونی تحفظ دینے اور خاندانی تنازعات کے حل کے لیے عدالتی نظام کو مؤثر بنانے میں بھی اہم کردار ادا کیا۔ مجموعی طور پر یہ قانون ہندوستانی معاشرے میں شادی کے ادارے کو جدید سماجی اقدار، قانونی انصاف اور صنفی مساوات کے مطابق ڈھالنے کی ایک اہم کوشش ثابت ہوا۔

10.6 مسلم نظامِ شادی (Muslim Marriage System)

اسلام میں شادی کو نکاح کہا جاتا ہے جو ایک مذہبی، سماجی اور قانونی معاہدہ ہے۔ نکاح کا مقصد صرف میاں بیوی کے درمیان ازدواجی تعلق قائم کرنا نہیں بلکہ ایک مستحکم خاندان کی تشکیل، نسل کی بقا، بچوں کی بہتر پرورش اور معاشرے میں اخلاقی و سماجی نظم کو برقرار رکھنا بھی ہے۔ اسلام میں شادی کو ایک پسندیدہ عمل قرار دیا گیا ہے کیونکہ یہ فرد کو ذمہ دار بناتی ہے اور خاندانی نظام کو مضبوط کرتی ہے۔ نکاح کے لیے دونوں فریقوں کی آزاد رضامندی، ایجاب و قبول، گواہوں کی موجودگی اور مہر کی ادائیگی ضروری سمجھی جاتی ہے۔ اسلام میاں بیوی دونوں کو حقوق اور فرائض عطا کرتا ہے اور باہمی احترام، تعاون، حسنِ سلوک اور انصاف پر مبنی ازدواجی زندگی پر زور دیتا ہے۔ اسی لیے اسلامی نقطۂ نظر میں شادی صرف ذاتی تعلق نہیں بلکہ ایک اہم سماجی ادارہ ہے جو معاشرے کے استحکام میں بنیادی کردار ادا کرتا ہے۔

ہندوستان میں مسلم شادی اور خاندانی معاملات بنیادی طور پر مسلم پرسنل لا (شریعت) کے مطابق انجام پاتے ہیں تاہم وقت کے ساتھ مختلف قوانین کے ذریعے اس نظام میں ضروری اصلاحات بھی کی گئی ہیں۔ مسلم خواتین (طلاق پر حقوق کا تحفظ) ایکٹ 1986 کے تحت طلاق یافتہ مسلم خواتین کے نان و نفقہ، مہر اور دیگر مالی حقوق کو قانونی تحفظ فراہم کیا گیا جبکہ مسلم خواتین (شادی پر حقوق کا تحفظ) ایکٹ 2019 کے ذریعے ایک ہی وقت میں تین طلاق (طلاقِ بدعت) کو غیر قانونی اور قابلِ سزا قرار دیا گیا۔ ان قوانین کا بنیادی مقصد مسلم خواتین کے

حقوق کا تحفظ، خاندانی انصاف کو فروغ دینا اور ازدواجی تعلقات کو زیادہ منظم بنانا ہے۔ سماجیات کے نقطۂ نظر سے مسلم نظامِ شادی مذہبی اقدار، خاندانی ذمہ داریوں اور قانونی اصلاحات کا امتزاج ہے جو ایک طرف اسلامی تعلیمات کی پیروی کرتا ہے اور دوسری طرف بدلتے ہوئے سماجی حالات کے مطابق خواتین کے حقوق اور خاندانی استحکام کو بھی اہمیت دیتا ہے۔

10.7 مسلم خواتین (طلاق پر حقوق کا تحفظ) ایکٹ 1986

(The Muslim Women (Protection of Rights on Divorce) Act, 1986)

مسلم خواتین (طلاق پر حقوق کا تحفظ) ایکٹ 1986 طلاق یافتہ مسلم خواتین کے حقوق کے تحفظ کے لیے بنایا گیا ایک اہم قانون ہے۔ یہ قانون شاہ بانو مقدمہ (1985) کے بعد نافذ کیا گیا جب سپریم کورٹ نے فیصلہ دیا کہ طلاق یافتہ مسلم عورت بھی ضابطۂ فوجداری کی دفعہ 125 کے تحت نان و نفقہ کی حق دار ہے۔ اس فیصلے پر مختلف مذہبی حلقوں میں اختلاف پیدا ہوا جس کے بعد حکومت نے 1986 میں یہ قانون منظور کیا تاکہ طلاق یافتہ مسلم خواتین کے حقوق کو مسلم پرسنل لا کے دائرے میں واضح کیا جا سکے۔ اس قانون کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ طلاق کے بعد عورت کو مالی تحفظ، باعزت زندگی اور قانونی سہارا فراہم کیا جائے۔ اس قانون کے مطابق طلاق یافتہ مسلم عورت عدت کی مدت کے دوران مناسب نان و نفقہ اور ضروری اخراجات کی حق دار ہوتی ہے۔ اگر عورت طلاق کے بعد اپنے بچوں کی پرورش خود کر رہی ہو تو بچوں کی پیدائش سے دو سال تک ان کے اخراجات کی ذمہ داری سابق شوہر پر عائد ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ عورت اپنے مہر کی مکمل رقم اور شادی کے دوران ملنے والے تحائف اور جائیداد کی بھی حق دار ہوتی ہے۔ اگر سابق شوہر اپنی ذمہ داریاں پوری نہ کرے تو عورت عدالت سے رجوع کر سکتی ہے۔ سماجیات کے نقطۂ نظر سے یہ قانون مسلم خواتین کے معاشی تحفظ، خاندانی انصاف اور خواتین کے قانونی حقوق کو مضبوط بنانے کی ایک اہم کوشش ہے جس نے طلاق کے بعد خواتین کی سماجی اور معاشی مشکلات کو کم کرنے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔

10.8 مسلم خواتین (شادی پر حقوق کا تحفظ) ایکٹ 2019: تین طلاق کا خاتمہ

(Protection of Muslim Women Rights on Marriage Act, 2019)

مسلم خواتین (شادی پر حقوق کا تحفظ) ایکٹ 2019 ایک اہم قانون ہے جس کے ذریعے ایک ہی وقت میں تین طلاق (طلاقِ بدعت) کو غیر قانونی اور کالعدم قرار دیا گیا۔ اس قانون سے پہلے بعض صورتوں میں شوہر ایک ہی وقت میں تین مرتبہ "طلاق" کہہ کر ازدواجی تعلق ختم کرنے کا دعویٰ کرتا تھا جس سے بہت سی مسلم خواتین کو سماجی، معاشی اور قانونی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔ خواتین کے حقوق کے تحفظ اور ازدواجی انصاف کو یقینی بنانے کے لیے حکومتِ ہند نے 2019 میں یہ قانون نافذ کیا۔ اس قانون کے مطابق ایک ہی وقت میں دی گئی تین طلاق کی کوئی قانونی حیثیت نہیں ہے اور ایسی طلاق مؤثر نہیں سمجھی جاتی۔ اس کے ساتھ ہی فوری تین طلاق کو قابلِ سزا جرم قرار دیا گیا ہے جس پر شوہر کو قید کی سزا بھی ہو سکتی ہے۔ قانون میں یہ بھی انتظام کیا گیا ہے کہ متاثرہ خاتون عدالت سے نان و نفقہ اور بچوں کی کفالت کا مطالبہ کر سکتی ہے۔ سماجیات کے نقطۂ نظر سے یہ قانون مسلم خواتین کے حقوق کے تحفظ، صنفی مساوات اور خاندانی انصاف کی جانب ایک اہم قدم

ہے۔اس نے مسلم معاشرے میں شادی کے ادارے کو زیادہ ذمہ دار، منظم اور قانون کے مطابق بنانے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔

10.9 سکھ نظامِ شادی (Sikh Marriage System)

سکھ مذہب میں شادی کو "آنند کارج" کہا جاتا ہے جس کے معنی ہیں خوشی کا بندھن۔ سکھ مذہب میں شادی صرف دو افراد کا باہمی تعلق نہیں بلکہ ایک ایسی سماجی اور روحانی شراکت ہے جس کا مقصد ایک خوشحال خاندان کی تشکیل، اخلاقی زندگی گزارنا اور باہمی تعاون کے ساتھ ذمہ داریاں ادا کرنا ہے۔ سکھ مذہب مرد اور عورت کو برابر کا درجہ دیتا ہے اسی لیے ازدواجی زندگی میں دونوں کے حقوق اور فرائض کو یکساں اہمیت دی جاتی ہے۔ سکھ شادی عام طور پر گردوارے میں گرو گرنتھ صاحب کی موجودگی میں انجام دی جاتی ہے جہاں دولہا اور دلہن چار بار گرو گرنتھ صاحب کے گرد پھیرے (لاواں) لیتے ہیں۔ یہ رسم ان کی مشترکہ زندگی، وفاداری، محبت اور روحانی وابستگی کی علامت سمجھی جاتی ہے۔

ہندوستان میں سکھ شادی کو قانونی حیثیت دینے کے لیے آنند میرج ایکٹ 1909 نافذ کیا گیا جس نے آنند کارج کے ذریعے ہونے والی شادیوں کو قانونی تسلیم کیا۔ بعد میں آنند میرج (ترمیمی) ایکٹ 2012 کے ذریعے سکھ شادیوں کی رجسٹریشن کا باقاعدہ انتظام کیا گیا جس سے سکھ برادری کو اپنی مذہبی شناخت کے مطابق شادی کا الگ قانونی ریکارڈ رکھنے کا حق حاصل ہوا۔ سماجیات کے نقطۂ نظر سے سکھ نظامِ شادی مساوات، باہمی احترام، خاندانی استحکام اور سماجی ذمہ داری پر مبنی ہے۔ یہ نظام مذہبی اقدار کے ساتھ ساتھ جدید قانونی تقاضوں کو بھی اہمیت دیتا ہے جس کی وجہ سے سکھ خاندان میں تعاون، برابری اور سماجی ہم آہنگی کو فروغ ملتا ہے۔

10.10 عیسائی نظامِ شادی (Christian Marriage System)

عیسائی مذہب میں شادی ایک مقدس اور باقاعدہ مذہبی بندھن ہے جو ایک مرد اور ایک عورت کے درمیان خدا کی گواہی میں قائم کیا جاتا ہے۔ عیسائیت کے مطابق شادی کا مقصد صرف خاندان کی تشکیل یا نسل کی بقا نہیں بلکہ محبت، وفاداری، باہمی تعاون اور ایک پائیدار خاندانی زندگی قائم کرنا بھی ہے۔ میاں بیوی ایک دوسرے کے شریکِ حیات، معاون اور ذمہ دار ساتھی ہوتے ہیں اس لیے عیسائی مذہب ازدواجی زندگی میں محبت، احترام، برداشت اور وفاداری کو بنیادی اہمیت دیتا ہے۔ عیسائی شادی عام طور پر چرچ میں پادری کی موجودگی میں مذہبی رسومات کے ساتھ انجام دی جاتی ہے جہاں دونوں فریق خدا اور حاضرین کے سامنے ایک دوسرے کا ساتھ نبھانے کا عہد کرتے ہیں۔ ہندوستان میں عیسائی شادیوں کو منظم کرنے کے لیے انڈین کرسچن میرج ایکٹ 1872 نافذ کیا گیا جو عیسائی شادیوں کی شرائط، طریقۂ کار، رجسٹریشن اور قانونی حیثیت کو واضح کرتا ہے۔ اس قانون کے مطابق شادی مقررہ قانونی ضابطوں کے تحت انجام دی جاتی ہے اور اس کی رجسٹریشن بھی ضروری سمجھی جاتی ہے تاکہ شادی کا باقاعدہ قانونی ریکارڈ موجود رہے۔ اس کے علاوہ طلاق اور ازدواجی تنازعات کے حل کے لیے انڈین ڈائیورس ایکٹ 1869 کے تحت قانونی سہولت فراہم کی گئی ہے۔ سماجیات کے نقطۂ نظر سے عیسائی نظامِ شادی مذہبی اقدار، خاندانی استحکام، یک زوجگی اور باہمی ذمہ داری پر مبنی ہے۔ یہ نظام خاندان کو معاشرے کی بنیادی اکائی سمجھتا ہے اور میاں بیوی کے درمیان محبت، مساوات اور

ذمہ داری کے اصولوں کو فروغ دیتا ہے۔

10.11 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

اس اکائی کے مطالعے سے طلبہ نے ہندوستان میں ہندو، مسلم، سکھ اور عیسائی نظامِ شادی کی بنیادی خصوصیات، تصورات اور سماجی اہمیت کو سمجھا۔ اس کے علاوہ مختلف مذاہب میں شادی کے مقاصد، شرائط، رسومات اور قانونی ضابطوں سے بھی واقفیت حاصل ہوئی۔ طلبہ نے یہ بھی جانا کہ مختلف مذہبی برادریوں میں شادی صرف ایک مذہبی رسم نہیں بلکہ ایک اہم سماجی ادارہ ہے جو خاندان کی تشکیل، سماجی نظم، ثقافتی اقدار کی منتقلی اور معاشرتی استحکام میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔

اس اکائی کے ذریعے ہندو میرج ایکٹ 1955، مسلم خواتین (طلاق پر حقوق کا تحفظ) ایکٹ 1986، مسلم خواتین (شادی پر حقوق کا تحفظ) ایکٹ 2019، آنند میرج ایکٹ 1909 اور انڈین کرسچن میرج ایکٹ 1872 جیسے اہم قوانین کا بھی مطالعہ کیا گیا۔ اس سے یہ واضح ہوا کہ وقت کے ساتھ شادی سے متعلق قوانین میں اصلاحات کی گئیں تاکہ عورتوں کے حقوق کا تحفظ ہو، خاندانی انصاف کو فروغ ملے اور بدلتے ہوئے سماجی حالات کے مطابق شادی کے ادارے کو زیادہ منظم اور مؤثر بنایا جا سکے۔ سماجیات کے نقطۂ نظر سے یہ اکائی اس بات کو بھی واضح کرتی ہے کہ مذہبی اقدار اور قانونی اصلاحات مل کر ایک مضبوط، منصفانہ اور مستحکم خاندانی نظام کی تشکیل میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔

10.12 کلیدی الفاظ (Key Words)

- **ہندو میرج ایکٹ 1955:** ہندو، سکھ، جین اور بدھ برادریوں کی شادی کو منظم کرنے والا اہم قانون۔
- **نکاح:** اسلام میں مرد اور عورت کے درمیان رضامندی پر مبنی قانونی اور سماجی معاہدہ۔
- **آنند کارج:** سکھ مذہب میں شادی کی مذہبی رسم، جو گردوارے میں ادا کی جاتی ہے۔
- **انڈین کرسچن میرج ایکٹ 1872:** ہندوستان میں عیسائی شادیوں کی شرائط، رجسٹریشن اور قانونی حیثیت کو منظم کرنے والا قانون۔

10.13 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

1۔ ہندو میرج ایکٹ کب نافذ ہوا؟

1950 (a) 1955 (b)

1960 (c) 1954 (d)

2۔ ہندو میرج ایکٹ کن مذاہب پر بھی لاگو ہوتا ہے؟

(a) مسلم (b) عیسائی

(c) جین، سکھ، بدھ (d) پارسی

3۔ ہندو میرج ایکٹ کے مطابق لڑکے کی کم از کم عمر کتنی ہے؟

18 (a) 20 (b)

22 (c) 24 (d)

4۔ اسلام میں شادی کو کیا کہا جاتا ہے؟

(a) عقد (b) نکاح

(c) بیعت (d) معاہدہ

5۔ مسلم خواتین (طلاق پر حقوق کا تحفظ) ایکٹ کس سال نافذ ہوا؟

1973 (a) 1985 (b)

1986 (c) 2019 (d)

6۔ تین طلاق کو غیر قانونی قرار دینے والا قانون کب نافذ ہوا؟

2005 (a) 2010 (b)

2019 (c) 2021 (d)

7۔ سکھ مذہب میں شادی کو کیا کہا جاتا ہے؟

(a) لاواں (b) آنند کارج

(c) پھیرے (d) سہاگ

8۔ آنند میرج ایکٹ کب نافذ ہوا؟

1972 (a) 1909 (b)

1906 (c) 2012 (d)

9۔ عیسائی شادیوں کو منظم کرنے والا اہم قانون کون سا ہے؟

(a) اسپیشل میرج ایکٹ (b) انڈین کرسچن میرج ایکٹ

(c) انڈین ڈائیورس ایکٹ (d) آنند میرج ایکٹ

10۔ ہندو میرج ایکٹ کے تحت ایک وقت میں کتنی شادی کی اجازت ہے؟

(a) دو (b) تین

(c) چار (d) ایک

مختصر جوابات کے حامل سوالات(Short Answer Type Questions)

1۔ ہندو میرج ایکٹ 1955 کی کسی چار خصوصیات کو بیان کیجیے۔

2۔ مسلم نظامِ شادی میں نکاح کی اہم شرائط بیان کیجیے۔

3۔ مسلم خواتین (شادی پر حقوق کا تحفظ) ایکٹ 2019 کا مقصد کیا ہے؟

4۔ سکھ نظامِ شادی میں آنند کارج کی اہمیت بیان کیجیے۔

5۔ انڈین کرسچن میرج ایکٹ 1872 کی دو اہم خصوصیات بیان کیجیے۔

طویل جوابات کے حامل سوالات(Long Answer Type Questions)

1۔ ہندو میرج ایکٹ 1955 کی اہم خصوصیات اور اس کے سماجی اثرات پر تفصیلی مضمون لکھیے۔

2۔ مسلم نظامِ شادی کا تفصیلی جائزہ لیتے ہوئے مسلم خواتین (طلاق پر حقوق کا تحفظ) ایکٹ 1986 اور مسلم خواتین (شادی پر حقوق کا تحفظ) ایکٹ 2019 کی وضاحت کیجیے۔

3۔ سکھ اور عیسائی نظام شادی کا تقابلی جائزہ پیش کرتے ہوئے ان سے متعلق اہم قوانین کی وضاحت کیجیے۔

10.14 تجویز کردہ اکتسابی مواد(Suggested Learning Materials)

1۔ Chatterjee, N. (2010). Religious change, social conflict and legal competition: the emergence of Christian personal law in colonial India. Modern Asian Studies, Vol. 44, No. 6, pp. 1147-1195 (49 pages), Cambridge University Press.

2۔ https://en.wikipedia.org/wiki/The_Indian_Christian_Marriage_Act,_1872

3۔ https://ssrn.com/abstract=3823125 http://dx.doi.org/10.2139/ssrn.3823125

4۔ https://blog.ipleaders.in/marriage-under-Muslim-law/

5۔ http://chdslsa.gov.in/right_menu/act/pdf/Muslim.pdf

6۔ https://www.alec.co.in/judgement-page/a-case-law-which-challenged.

اکائی 11۔ دلہن کی رقم اور جہیز

(Bride Wealth and Dowry)

اکائی کے اجزا

11.0 تمہید

11.1 مقاصد

11.2 شادی کے لین دین کا تاریخی پس منظر اور اہمیت

11.3 جہیز اور دلہن کی قیمت کے پیچھے والدین کے مقصد

11.4 دلہن کی قیمت اور جہیز

11.5 دلہن کی رقم اور جہیز میں فرق

11.6 جہیز کے لین دین پر ثقافتی تناظر

11.7 دلہن کی رقم اور جہیز کے طریقوں کا تاریخی ارتقاء

11.8 جدید دور میں جہیز کی بدلتی ہوئی نوعیت

11.9 جہیز کا صنفی کردار اور خاندانی ڈھانچے پر اثرات

11.10 دلہن کی قیمت

11.11 دلہن کی رقم کے اہم عوامل

11.12 اکتسابی نتائج

11.13 کلیدی الفاظ

11.14 نمونہ امتحانی سوالات

11.15 تجویز کردہ اکتسابی مواد

11.0 تمہید (Introduction)

دلہن کی رقم اور جہیز شادی سے متعلق دو الگ الگ ثقافتی رواج ہیں ان دونوں کی اپنی سماجی، اقتصادی اور علامتی اہمیت ہے۔ یہ نوٹ کرنا ضروری ہے کہ یہ طرز عمل مختلف ثقافت اور سماج میں وسیع پیمانے پر مختلف ہوتا ہے تمام خاندان اس پر عمل نہیں کرتے ہیں۔ برصغیر پاک

وہند میں شادیاں دیگر چیزوں کے علاوہ شامل خاندانوں کے درمیان شادی کے وقت کی جانے والی منتقلی کی خصوصیت رکھتی ہیں۔ رقم یا سامان کی یہ منتقلی دونوں سمتوں میں ہو سکتی ہے—دلہن کے خاندان سے دولہا تک یا اس کے برعکس۔ پہلے کو جہیز کے نام سے جانا جاتا ہے، جبکہ بعد والے کو دلہن کی قیمت کے نام سے جانا جاتا ہے۔ اگرچہ افریقہ کے بہت سے حصوں میں دلہن کی قیمت ایک عام رواج ہے، لیکن برصغیر پاک و ہند میں جہیز شادی کے لین دین کی غالب شکل ہے۔

ہندوستان کے تناظر میں جہیز اور دلہن کی قیمت کے ادارے کو سمجھنے کے لیے، سب سے پہلے ہمیں شادی کے ارد گرد کے پیچیدہ نمونوں، عمل اور ثقافتی اصولوں کو تلاش کرنے کی ضرورت ہے۔ شادی ہندوستانی مردوں اور عورتوں کی زندگی کے سب سے اہم واقعات میں سے ایک ہے، جو بالغ ہونے کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ شادی کی مثالی عمر چاہے وہ جلدی ہو یا دیر سے عام طور پر والدین خاص طور پر ہندوستان میں طے کرتے ہیں۔ والدین نہ صرف یہ فیصلہ کرتے ہیں کہ کس عمر میں شادی کرنی ہے بلکہ مناسب ساتھی کا انتخاب بھی کرتے ہیں اور اپنے بیٹوں اور بیٹیوں کی شادی کا بندوبست بھی کرتے ہیں۔ سماجی، معاشی اور ذات پات کی حیثیت سے کامل ساتھی کا انتخاب کرنا ایک مشکل کام ہو سکتا ہے۔

11.1 مقاصد (Objectives)

اس اکائی کا مقصد دلہن کی رقم اور جہیز کو بیان کرنا ہے۔ اس اکائی کا مطالعہ کرنے سے طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ

- دلہن کی رقم اور جہیز کو سمجھ سکیں۔
- دلہن کی رقم اور جہیز کے موضوع پر بحث کر سکیں۔

11.2 شادی کے لین دین کا تاریخی پس منظر اور اہمیت

(Historical Background and Significance of Marriage Transaction)

شادی کے موقع پر سامان اور خدمات کا تبادلہ روایتی ہندوستانی شادیوں کی اولین خصوصیات میں سے ایک ہے۔ ماضی میں جنوبی ہندوستان کے بیشتر معاشروں میں منتقلی کی سمت دولہا اور اس کے خاندان سے دلہن اور اس کے خاندان کی طرف تھی۔ دلہن کی قیمت ادا کرنے کا یہ رواج اعلیٰ ذات کے برہمنوں میں بھی بڑے پیمانے پر رائج تھا (Srinivas, 1989) ۔ دوسری طرف شمالی ہندوستان میں شادی کے سلسلے میں دلہن کی قیمت کے بجائے جہیز ہمیشہ سے رائج ہے۔

غالب ہندو مذہب میں، مقدس متن "منو کے قوانین" Laws of Manu کے مطابق، ہندومت میں موکش یا روشن خیالی تک پہنچنے کے دس راستوں میں سے ایک کنیادان (kanyadana) ہے، جو مالی اور دیگر تحائف کے ساتھ دولہا کو کنواری دلہن دینے کا عمل ہے۔ جسے دکھیشنہ (dakhshina) یا جہیز کہا جاتا ہے۔

ہندوستان میں وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ جہیز ایک سنگین سماجی مسئلہ بن گیا جب دولہا اور ان کے اہل خانہ نے شادی کی بات

چیت کے وقت جہیز کی مخصوص رقم کا مطالبہ کرنا شروع کر دیا۔ جہیز کا رواج اپنی رضاکارانہ جڑ سے بدل کر دلہن کے خاندان کے لیے لازمی ہو گیا۔ جہیز کے معنی میں تبدیلی کے ساتھ ساتھ مالکانہ حقوق بھی بدل گئے ہیں کیونکہ ادائیگیوں پر دلہن کے کی بجائے دولہا کے خاندان کو حقوق حاصل ہے۔

مجموعی صورت حال مزید خراب ہو گئی کیونکہ رقم کے ساتھ دلہن کے خاندان نے بہتر معیار کے دولہے کو راغب کرنے کے لیے زیادہ جہیز کی پیشکش شروع کر دی۔ اس کے نتیجے میں غریب خاندان بھی اپنی بیٹیوں کی شادی کے لیے زیادہ جہیز دینے کے پابند ہیں۔ ماہرین بشریات (Anthropologists) کا دعویٰ ہے کہ یہ تبدیلی انیسویں صدی کے وسط میں ہوئی تھی۔ اسی زمانے میں نچلی ذات نے بھی دلہن کی قیمت کے بجائے جہیز کا رواج اپنالیا۔

دلہنوں ان کے خاندانوں اور معاشرے پر جدید جہیز کے ممکنہ منفی اثرات کی وجہ سے، ہندوستانی قانون کے تحت 1961 سے جہیز وصول کرنا یا ادا کرنا غیر قانونی قرار دیا گیا ہے۔ لیکن اس عمل نے جہیز کے پھیلاؤ کی وبا پر قابو پانے کے لیے بہت کم مدد فراہم کی۔ جہیز دلہن کے خاندان کو شدید غربت اور قرض میں لا سکتا ہے خاص طور پر اگر بیٹوں سے زیادہ بیٹیاں ہوں۔ شوہر کے خاندان میں دلہن کی حیثیت عام طور پر اس بات پر منحصر ہوتی ہے کہ وہ شادی کے وقت اپنے ساتھ کتنا جہیز لے کر آتی ہے۔ ایک دلہن جس کا خاندان شادی کے وقت جہیز کا مطالبہ پورا کرتا ہے عام طور پر اس کے شوہر کے خاندان میں بہتر حیثیت اور سسرال والوں سے بہتر سلوک ملتا ہے۔ جہیز کے مطالبات پورے نہ ہونے کی صورت میں دلہن کو جن نتائج کا سامنا کرنا پڑتا ہے ان میں نوجوان بیویوں کے ساتھ ذہنی اور جسمانی زیادتی، ناروا سلوک اور نظر انداز کرنا شامل ہیں۔ ہیز سے متعلق بد سلوکی اور حادثاتی طور پر دلہن کو جلانے کے رد عمل کے طور پر دلہن کی خودکشی بھی عام ہے۔

11.3 جہیز اور دلہن کی قیمت کے پیچھے والدین کے مقصد

(Parental Motives behind the Practice of Dowry and Bride price)

ہندوستان میں شادی کے لین دین کے وجود اور تبدیلی کو سمجھنے کے لیے یہ جاننا ضروری ہے کہ والدین کو جہیز یا دلہن کی قیمت ادا کرنے کے لیے کیا ترغیب دیتی ہے۔ دلہن کے خاندان کی طرف سے جہیز کی ادائیگی کے لیے دو الگ الگ وجوہات نہیں ہو سکتیں۔ سب سے پہلے، جہیز رضاکارانہ ہو سکتا ہے۔ بیٹی کو وصیت کرنا تاکہ وہ اپنے سسرال کے گھر میں بہتر حیثیت سے لطف اندوز ہو سکے جہاں وہ اپنی شادی کے بعد منتقل ہوتی ہے۔ دوسرا دولہا کی مانگ کو پورا کرنے یا بہتر معیار کے دولہے کو راغب کرنے کے لیے جہیز ادا کیا جا سکتا ہے۔ یہ جہیز کی وہ قسم ہے جو معاشرے میں کافی منفی نتائج پیدا کر سکتی ہے۔

دولہا کے خاندان کی طرف سے دلہن کی قیمت ادا کرنے کی دو وجوہات کے بارے میں سمجھ سکتے ہیں۔ سب سے پہلے، دلہن کی قیمت حیثیت کی علامت کے طور پر باخوشی ادا کی جا سکتی ہے۔ اس صورت میں وصیت کرنا قابل اطلاق نہیں ہے کیونکہ شادی کے بعد دولہا کا اپنے سسرال کے ساتھ رہنے کے لیے جانا ثقافت کے خلاف ہے۔ دوسرا، دلہن کی قیمت یا تو بہتر معیار کی دلہن کو راغب کرنے کے لیے ادا کی جا سکتی ہے یا دلہن کے خاندان کی طرف سے اس کا مطالبہ کیا جا سکتا ہے۔ لیکن دلہن کے خاندان کی طرف سے دلہن کی قیمت کا مطالبہ کرنے کا امکان کم

ہے کیونکہ ہندوستانی روایتی معاشرے میں بیٹوں کو زیادہ اہمیت دی جاتی ہے اور دولہا کے خاندانوں کو ہمیشہ شادی کے مذاکرات میں بالخصوص دیہی علاقوں میں ہندوؤں میں بالادستی حاصل ہوتی ہے۔ اگر بہتر معیار کی دلہن کو راغب کرنے کے لیے دلہن کی قیمت ادا کی جائے تو دلہن کی قیمت کے تعین میں دلہن کے معیار کا نمایاں اثر ہوگا۔

شادی کے کاموں میں سے ایک یہ ہے کہ دولہا کے رشتہ داروں اور دلہن کے رشتہ داروں کے درمیان اتحاد قائم کیا جائے۔ بہت سی ثقافتوں میں دو گروہوں کے درمیان میں "تحائف" کا تبادلہ ہوتا ہے۔ اگر دلہن کے خاندان کو جوڑے (یا اکثر براہ راست دولہا کو) تحفہ فراہم کرتے ہیں تو اس عمل کو جہیز کہا جاتا ہے۔ اگر دولہا کے خاندان کو دلہن کے خاندان کو تحفہ فراہم کرنے کی ضرورت ہوتی ہے، تو اس عمل کو دلہن کی رقم یا دلہن کی قیمت کہا جاتا ہے۔

11.4 دلہن کی قیمت اور جہیز (Bride Price and Dowry)

دولہا اور دلہن کے رشتہ داروں کے گروہوں کے درمیان اتحاد پیدا کرنا شادی کے کاموں میں سے ایک ہے۔ بہت سی ثقافتوں میں دونوں گروہوں کے درمیان "تحائف" تبادلہ ہونا ضروری سمجھا جاتا ہے۔ اگر دلہن کے خاندان دولہا کے والد یا دولہا کو براہ راست تحفہ فراہم کرتے ہیں تو اس عمل کو جہیز کہا جاتا ہے۔ اگر دولہا کے خاندان والے دلہن کے خاندان کو تحفہ فراہم کرتے ہیں تو ہے تو اس عمل کو دلہن کی رقم یا دلہن کی قیمت کہا جاتا ہے۔ اس لیے ان دونوں کے درمیان زیادہ فرق نہیں ہے کیونکہ دونوں طریقے کار میں تحفے کا تبادلہ خیال ہوتا ہے۔

دلہن یا دلہن رشتہ داروں کو شادی کے موقع پر دی جانے والی رقم یا سامان کو مہر کے طور پر دیا جاتا ہے۔ دلہن کی قیمت سے مراد دولہا کے خاندان کو وسائل کی منتقلی ہے۔ دلہن کی رقم کو پہلے دلہن کی قیمت کہا جاتا تھا لیکن یہ ایک غلط اصطلاح ہے جو اس گمراہ کن تصور کو ظاہر کرتی ہے کہ شادی محض ایک معاشی تبادلہ ہے۔ دلہن کی قیمت کا ایک اہم کام شادی کے ذریعہ تخلیق کردہ نئی تولیدی اور سماجی اقتصادی اکائی کو قانونی حیثیت دینا ہے۔ شادی میں شامل معاشی لین دین کے تحائف کے تبادلے کی تمام شکلوں میں دلہن کی قیمت سب گروہوں سے عام ہے - خاص طور پر پدرانہ (Patriarchal) سماج میں مروجہ ہے اور ایسے سماج میں بہت کم ہے جن میں دو طرفہ گرہوں میں ایک ہی نسل کے افراد ہوں۔ دلہن کی قیمت عورت اور اس کے خاندان کے لیے اہم ہو سکتی ہے۔ درحقیقت، وہ جو پیسہ وصول کرتے ہیں وہ حفاظت کے طور پر کام کر سکتا ہے۔ عام طور پر ان تحائف کو محفوظ بنانے کے لیے مزید استعمال کیا جا سکتا ہے - گردش کرنے والی رقم کی ایک شکل جس کے بارے میں خیال کیا جاتا ہے کہ یہ بے گھر سماج میں یکجہتی میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔

جہیز رقم کی منتقلی کا ایک انمول جز ہے۔ والدین کی طرف سے ایک اہم ذمہ داری ہے کہ وہ اس بات کو یقینی بنائیں کہ شادی کے وقت بیٹیوں کو وراثت کے حقوق دیے جائیں۔ تاریخی طور پر جہیز کی اصطلاح شادی کے دوران دلہن کے والدین کو سامان اور خدمات کی ایک بڑی رقم کی منتقلی پر دلالت کرتی ہے۔ جہیز کا رواج جنوبی ایشیا میں غیر معمولی طور پر مقبول ہے خاص طور پر بیسویں صدی میں بہت زیادہ مانگ کی وجہ سے جہیز دینا تاریخی طور پر مشرق وسطی، یورپ، مشرقی ایشیا، جنوبی ایشیا اور امریکہ کے کچھ حصوں میں مقبول تھا۔ جنوبی ایشیا میں دولہے کی قیمت کی اصطلاح جہیز کی جگہ استعمال کی جا سکتی ہے کیونکہ ادائیگی عام طور پر دولہا اور خاندان کو ہوتی ہے۔ جہیز ان معاشروں میں موجود ہے

جہاں گروہی مفادات، رقم اور حقوق کی نوعیت کو اہمیت دی جاتی ہے۔ دلہن کی قیمت سے مراد دلہن کے خاندان کی ادائیگی ہے اور یا دولہے کی معاشی حیثیت پر منحصر ہوتی ہے کیونکہ ادائیگی عام طور پر دولہے کے ذریعہ کی جاتی ہے۔

تاریخی طور پر دلہن کی قیمت اس سماج میں عام ہے جہاں باغبانی یا دیہی کاشتکاری کے طریقے موجود ہیں۔ مثال کے طور پر یوگنڈا میں دلہن کی قیمت میں دلہن کے خاندان کو رقم کے ساتھ ساتھ گائے اور بکرے جیسے سامان کی ادائیگی بھی شامل ہے۔ تبادلے کی مجموعی رقم خواہ نقدی ہو یا سامان اور خدمات دلہن کے خاندان کو معاوضہ کے طور پر دلہن کی قیمت سے بنتی ہے۔ ان معاشروں کی پیچیدگی جو دلہن کی قیمت پر عمل کرتے ہیں وہ مغربی افریقی ملک سیرالیون (Sierra Leone) میں عام ہے جہاں دلہن کی قیمت کے حوالے سے قبائلی گروہوں میں تغیر پایا جاتا ہے۔ ہندوستان میں سماجی سطح بندی اس بات پر اثرانداز ہوتی ہے کہ شادی کے بعد عورت کی حیثیت کو دیکھتے ہوئے جہیز دیا جاتا ہے۔ مردوں اور عورتوں کے درمیان وسائل کے اختلاف کی وجہ سے استحکام کی ایک قابل فہم وضاحت ہے۔

11.5 دلہن کی رقم اور جہیز میں فرق

(Difference between Bride Wealth and Dowry)

دلہن کی رقم اور جہیز شادی سے وابستہ دو الگ الگ ثقافتی عمل ہیں جو دونوں اثاثوں کی منتقلی کی سمت، مقصد اور اثرات میں مختلف ہیں۔ دلہن کی رقم اور جہیز کے درمیان اہم فرق درج ذیل ہیں:

منتقلی کی سمت (Direction of Transfer)

دلہن کی رقم (Bride Wealth) کو دلہن کی قیمت کے طور پر بھی جانا جاتا ہے۔ دلہن کی رقم میں دولہا یا اس کا خاندان شامل ہوتا ہے جو دلہن کے خاندان کو تحائف، رقم یا قیمتی اثاثے فراہم کرتا ہے۔ یہ منتقلی دولہا سے دلہن کے خاندان کو ہوتی ہے۔ اس کے برعکس جہیز (Dowry) سے مراد دلہن کے والدین کی جائیداد، رقم، یا تحائف سے ہے جو شادی کے دوران دولہا یا اس کے خاندان کو دی جاتی ہے۔

مقصد (Purpose)

دلہن کی رقم (Bride Wealth): دلہن کی رقم کو اکثر معاوضہ یا اس کے خاندان اور برادری میں دلہن کی قدر کا اعتراف سمجھا جاتا ہے۔ یہ شادی کے عزم کی سنجیدگی کی علامت ہے جو دونوں خاندانوں کے درمیان ایک سماجی معاہدہ قائم کرتا ہے۔

جہیز (Dowry): تاریخی طور پر جہیز کا مقصد دلہن کو اس کے نئے گھر میں مالی تحفظ فراہم کرنا تھا لیکن کچھ سیاق وسباق میں، اس نے شادی کی ذمہ داریوں کو قبول کرنے کے لیے دولہا یا اس کے خاندان کو ادائیگی کی شکل اختیار کر لی ہے۔

سماجی اثرات (Social Implications):

دلہن کی رقم (Bride Wealth): اگرچہ یہ عمل خاندانوں کے درمیان اتحاد کے قیام میں حصہ ڈالتا ہے بلکہ کہیں نہ کہیں یہ دلہن کی قدر کو تقویت دے کر سماجی حرکیات کو متاثر بھی کرتا ہے۔

جہیز (Dowry): جہیز کا نظام شادی سے تشکیل شدہ نئے خاندان میں دلہن کی حیثیت اور بہبود کو متاثر کر سکتا ہے۔ کچھ معاملات میں، خاطر

خواہ جہیز کا دباؤ دلہن کے خاندان پر مالی دباؤ کا باعث بن سکتا ہے اور صنفی عدم مساوات کو تقویت دے سکتا ہے۔

جغرافیائی اور ثقافتی تغیرات(Geographical and Cultural Variances)

دلہن کی رقم(Bride Wealth):عام طور پر مختلف افریقی، میلانیشیائی (Melanesia) اور کچھ مقامی معاشروں میں پائی جاتی ہے جہاں اسے ایک روایتی عمل کے طور پر دیکھا جاتا ہے۔اس کا رواج ہندوستان سمیت جنوبی ایشیا کے کچھ حصوں کے ساتھ ساتھ مشرق وسطیٰ اور جنوب مشرقی ایشیائی ثقافتوں میں بھی رائج ہے۔

قانونی اور سماجی سیاق وسباق(Legal and Social Context):

دلہن کی رقم(Bride Wealth):اس کی قبولیت اور قانونی حیثیت تمام معاشروں میں مختلف ہو سکتی ہے۔کچھ جگہوں پر، یہ ثقافتی روایات کا ایک لازمی حصہ ہو سکتا ہے، جب کہ کچھ جگہوں پر، خواتین کو کوڈ شدہ(Codified) کرنے کے خدشات کی وجہ سے اس کی حوصلہ افضائی یا اسے ختم کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔جہیز:Dowry کے رواج کو صنفی بنیاد پر تشدد اور امتیازی سلوک میں حصہ ڈالنے پر تنقید کا سامنا کرنا پڑا ہے۔اس کے جواب میں، کچھ خطوں میں جہیز کے نظام کو روکنے اور دلہنوں کے حقوق کے تحفظ کے لیے قانونی اقدامات کیے گئے ہیں۔

جہیز (Dowry): جہیز دلہن کے خاندان کی طرف سے طے شدہ شادی پر دولہے کے خاندان کو نقد رقم یا تحائف کی ادائیگی ہے۔اس میں نقدی، زیورات، فرنیچر، بستر، برتن، کار اور دیگر گھریلو اشیاء شامل ہو سکتی ہیں جو نئے جوڑے کو اپنا گھر بنانے میں مدد کرتی ہیں۔ہندو مذہب میں جہیز کی کوئی مذہبی اجازت نہیں ہے۔

11.6 جہیز کے لین دین کا ثقافتی تناظر

(Cultural Perspectives on exchange of dowry)

دلہن کی رقم اور جہیز ثقافتی رواج ہیں جو ہر سماج میں ازدواجی لین دین کے تانے بانے میں شامل ہیں۔جب کہ دلہن کی رقم میں دولہا یا اس کا خاندان دلہن کے خاندان کو تحائف یا قیمتی اشیاء کے طور پر پیش کرتے ہیں جہیز اس کے برعکس، دلہن کو دولہا یا اس کے خاندان کو شادی پر اثاثے یا رقم پیش کرنے پر مجبور کرتی ہے۔یہ طرز عمل گہری ثقافتی اہمیت رکھتے ہیں جو معاشرتی اقدار، معاشی حالات اور خاندانی تعلقات کی حرکیات کی عکاسی کرتے ہیں۔

11.7 دلہن کی رقم اور جہیز کے طریقوں کا تاریخی ارتقاء

(Historical Evolution of Bride Wealth and Dowry Practices)

دلہن کی رقم اور جہیز کے طریقوں کا تاریخی ارتقاء انسانی تہذیب کی تاریخوں کے ذریعے ایک دلکش سفر ہے، جو ثقافتی روایات کی پیچیدگی کی عکاسی کرتا ہے۔ان ازدواجی لین دین کی جڑیں قدیم معاشروں سے تعلق رکھنے والے متنوع رسم ورواج اور سماجی واقتصادی ڈھانچے میں ہیں۔دلہن کی رقم کا رواج قدیم افریقہ سمیت مختلف ابتدائی تہذیبوں سے ہوا ہے۔دوسری طرف جہیز ہندوستان اور یورپ کی قدیم

ثقافتوں میں رائج رہا ہے جہاں دلہن یا اس کا خاندان والے دولہا کے اثاثوں یا رقم کا حصہ ڈالتے تھے۔ کئی صدیوں کے دوران یہ طرز عمل معاشرتی اصولوں، اقتصادی نظاموں اور مذہبی اثرات میں تبدیلیوں سے تیار ہوا ہے جو ایک دلچسپ آئینہ فراہم کرتا ہے جس کے ذریعے شادی کی ثقافتی تاریخ کو تلاش کیا جا سکتا ہے۔ دلہن کی رقم اور جہیز کی تاریخی رفتار کو سمجھنا نہ صرف انسانی رسم و رواج کے تنوع سے پردہ اٹھاتا ہے بلکہ وقت کے ساتھ ساتھ ان رسومات کی پائیدار اہمیت کو بھی ظاہر کرتا ہے۔

11.8 جدید دور میں جہیز کی بدلتی ہوئی نوعیت

(Changing Nature of Dowry in Modern Times)

جدید دور میں، جہیز کی نوعیت میں نمایاں تبدیلیاں آئی ہیں جو سماجی رویوں، معاشی ڈھانچے اور قانونی ڈھانچے میں تبدیلیوں کی عکاسی کرتی ہیں۔ اگرچہ اس عمل کی جڑیں تاریخی ہیں۔ جدید دور میں جہیز کے رواج اکثر تحائف کے تبادلے اور بنیادی سہولیات میں تبدیلیوں سے نمایاں ہوتے ہیں۔ کچھ ثقافتوں میں روایتی اثاثوں سے دلہن کی تعلیمی قابلیت اور طرز زندگی کے امکانات پر منتقل ہو گیا ہے۔ اس کے علاوہ جہیز سے متعلق دباؤ کے منفی نتائج کے بارے میں بیداری بڑھ رہی ہے جس کی وجہ سے قانونی اصلاحات کے ذریعے اس طرح کے طریقوں کی حوصلہ شکنی اور انہیں ختم کرنے کی کوششیں بڑھ رہی ہیں۔ جدید دور میں جہیز کی بدلتی ہوئی نوعیت ثقافتی ارتقا، معاشی حقائق اور صنفی مساوات کے لیے جاری جدوجہد کا ایک پیچیدہ عمل ہے جو 21ویں صدی میں ازدواجی روایات کی متحرک نوعیت کو اجاگر کرتی ہے۔

11.9 جہیز کا صنفی کردار اور خاندانی ڈھانچے پر اثرات

(Impact of Dowry on Gender Roles and Family Structures)

صنفی کردار اور خاندانی ڈھانچے پر جہیز کا اثر بہت گہرا ہے۔ روایتی طور پر، جہیز کو اکثر صنفی عدم مساوات کو تقویت دینے کے ساتھ منسلک کیا جاتا ہے کیونکہ یہ دلہن کے خاندان پر مالی بوجھ ڈالتا ہے اور خواتین کے تصور کو بطور سامان برقرار رکھ سکتا ہے۔ جہیز کی توقع ازدواجی حرکیات کو متاثر کر سکتی ہے خاندانی طاقت، ڈھانچے کی تشکیل اور غیر مساوی صنفی کردار میں حصہ ڈال سکتی ہے۔ کچھ معاملات میں جہیز کا مطالبہ نقصان دہ نتائج کا باعث بنتا ہے جیسے کہ مالی تناؤ، گھریلو تشدد، اور یہاں تک کہ جہیز سے متعلق اموات وغیرہ۔ تاہم، جیسے جیسے سماجی رویوں کا ارتقا ہوتا ہے اسی کے مطابق قانونی ڈھانچہ ان مسائل کو حل کرتا ہے، صنفی مساوات پر جہیز کے منفی اثرات کے بارے میں آگاہی بڑھ رہی ہے۔ روایتی اصولوں کو چیلنج کرنے اور ان کی نئی تعریف کرنے کی کوششیں کی جا رہی ہیں، زیادہ مساوی خاندانی ڈھانچے کو فروغ دینے اور شادی کے تناظر میں جنسوں کے درمیان حرکیات کو نئی شکل دینے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

ہندوستان میں جہیز دلہن کے خاندان پر بہت زیادہ مالی دباؤ ڈالتا ہے۔ جہیز کی ادائیگی اب ہندوستانی شہری قانون میں جہیز کی ممانعت ایکٹ، 1961 کے تحت ممنوع ہے اور اس کے بعد تعزیرات ہند (IPC) کی دفعہ B304 اور a498 کے ذریعہ بھارت میں جہیز مخالف قوانین کے باوجود، یہ اب بھی ایک عام غیر قانونی عمل ہے۔ اس مسئلے کو حل کرنے کی کوشش کرنے والے دیگر قوانین میں جہیز اور دلہن کے

تحائف کی پابندی کے قواعد، 1976 اور جہیز کی ممانعت کے قواعد، 1985 شامل ہیں جن کا مقصد تحائف کو دستاویز کرنا اور شکایت کنندگان کو مضبوط ثبوت فراہم کرنا ہے۔ دلہن کے خلاف جرائم کی کارروائی بعد میں ہوتی ہے۔

ہندوستان میں جہیز تمام مذاہب میں عام ہے۔ کئی برسوں کے دوران اس عمل نے دائرہ کار اور رسائی کے لحاظ سے ترقی اور توسیع کی ہے۔ مثال کے طور پر، ہندوستانی مسلمان جہیز کو فاطمی جہیز کے لحاظ سے اس عمل کو جائز قرار دیتے ہیں۔ اسلام پسند جہیز کو دو حصوں میں تقسیم کرتے ہیں: پہلا دلہن کے لباس اور ازدواجی زندگی کے لیے کچھ ضروری اثاثوں پر مشتمل ہے۔ دوسرا قیمتی سامان زیورات وغیرہ۔

اگرچہ جہیز کے خلاف ہندوستانی قوانین کئی دہائیوں سے نافذ العمل ہیں، لیکن ان پر بڑی حد تک تنقید کی جاتی رہی ہے کہ وہ غیر موثر ہیں۔ ہندوستان کے کئی حصوں میں جہیز کی وجہ سے ہلاکتوں اور قتل کا سلسلہ جاری ہے اور اس نے نفاذ کے خدشات کو مزید بڑھا دیا ہے۔ یہ شوہر کے خاندان کی طرف سے پہلے گھریلو زیادتیوں کے سلسلے کی انتہا ہے۔ تعزیرات ہند کی دفعہ A498 کے تحت دولہا اور اس کے اہل خانہ کو خود بخود گرفتار ہونا ضروری ہے اگر بیوی جہیز کے لیے ہراساں کرنے کی شکایت کرتی ہے۔ قانون کا بڑے پیمانے پر غلط استعمال کیا گیا اور 2014 میں سپریم کورٹ نے فیصلہ دیا کہ گرفتاریاں صرف مجسٹریٹ کی منظوری سے کی جاسکتی ہیں۔

جہیز ایک ادائیگی ہے جیسے جائیداد یا رقم جو دلہن کے خاندان کی طرف سے دولہا یا اس کے خاندان کو شادی کے وقت ادا کی جاتی ہے۔ دلہن کی قیمت اور جہیز کے متعلقہ تصورات سے متصادم ہے۔ جب کہ دلہن کی قیمت یا دلہن کی خدمت دولہا یا اس کے خاندان کی طرف سے دلہن یا اس کے خاندان کو ادائیگی ہے جہیز وہ رقم ہے جو دلہن یا اس کے خاندان سے دولہا یا اس کے خاندان کو منتقل کی جاتی ہے۔ اسی طرح مہر وہ جائیداد ہے جو شادی کے وقت دولہے کی طرف سے خود دلہن پر طے کی جاتی ہے اور جو اس کی ملکیت اور اختیار میں رہتی ہے۔ جہیز ایک قدیم رسم ہے جس کا تذکرہ کچھ قدیم ترین تحریروں میں موجود ہے اور اس کا وجود اس سے پہلے کی تصدیق کے مطابق ہو سکتا ہے۔ دنیا کے کچھ حصوں میں خاص طور پر ایشیا کے کچھ حصوں میں شادی کی تجویز کو قبول کرنے کے لیے جہیز کی توقع اور مطالبہ کیا جاتا ہے۔ جہیز کا رواج سخت پدرانہ ثقافتوں میں سب سے ہے جو خواتین اپنے شوہر کے خاندان کے ساتھ یا اس کے قریب رہنے کی توقع رکھتی ہے۔ یورپ، جنوبی ایشیا، افریقہ اور دنیا کے دیگر حصوں میں جہیز کی طویل تاریخ ہے۔

جہیز ایک بیٹی کو والدین کی جائیداد سے منتقلی ہے۔ جہیز ایک قسم کی شادی اساس قائم کرتا ہے جس کی نوعیت وسیع پیمانے پر مختلف ہو سکتی ہے۔ یہ اساس بیوہ حالت میں یا لاپرواہ شوہر کے خلاف مالی تحفظ کا عنصر فراہم کر سکتا ہے اور آخر کار اس کے بچوں کو فراہم کیا جا سکتا ہے۔ جہیز ازدواجی گھرانے کے قیام کی طرف بھی مثبت قدم مانا جاتا ہے اور اس لیے اس میں کپڑے اور فرنیچر بھی شامل ہوتا ہے۔ ماہر بشریات جیک گوڈی (Jack Goody's) ایتھنو گرافک اٹلس (Ethnographic Atlas) کا استعمال کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ دنیا بھر میں جہیز کے نظام کا تقابلی مطالعہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ جہیز وراثت کی ایک شکل ہے جو جاپان سے لے کر آئرلینڈ تک یوریشین معاشروں کے وسیع پیمانے پر پائی جاتی ہے یعنی کہ جائیداد بچوں تک منتقل ہوتی ہے۔ یہ افریقی معاشروں کی اکثریت سے مختلف ہے جو کہ "یکساں وراثت" پر عمل کرتے ہیں جس میں جائیداد صرف ایک ہی جنس کے بچوں کو منتقل کی جاتی ہے۔

Goody And Boserup کہتے ہیں کہ محنت کی جنسی تقسیم شدید ہل (Plough) کی زراعت اور وسیع تبدیلی باغبانی

(Horticulture) میں مختلف ہوتی ہے۔ بہت کم آبادی والے علاقوں میں جہاں بدلتی کاشت کاری ہوتی ہے زیادہ تر کام خواتین کرتی ہیں۔ یہ وہ معاشرے ہیں جو دلہن کی قیمت دیتے ہیں۔ Boserup مزید باغبانی (Horticulture) کو تعدد ازدواج کے رواج کے ساتھ جوڑتا ہے اور اس لیے دلہن کی رقم اس کے خاندان کو اس کی مزدوری کے معاوضے کے طور پر ادا کی جاتی ہے۔ ہل زراعت میں کاشتکاری زیادہ تر مردوں کا کام ہے۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں جہیز دیا جاتا ہے۔ اس کے برعکس ہل کی زراعت کا تعلق نجی جائیداد سے ہے اور بنیادی خاندان میں جائیداد کو برقرار رکھنے کے لیے شادی یک زوجاتی ہوتی ہے۔ قریبی خاندان ترجیحی شادی کے شراکت دار ہیں تاکہ گرہوں میں جائیداد کو برقرار رکھا جاسکے۔

11.10 دلہن کی قیمت (Bride-Wealth)

دلہن کی قیمت سے مراد اس تحائف یا رقم یا قیمتی اثاثے سے ہے جو دلہا کے خاندان سے دی جاتی ہے۔ دی گئی اشیاء میں مویشی، پیسے، زیورات، یا دیگر قیمتی اشیاء شامل ہو سکتی ہیں۔ دلہن کی رقم کو اکثر دلہن کے خاندان کی پیداواری اور تولیدی صلاحیتوں کے نقصان کے معاوضے کے طور پر دیکھا جاتا ہے۔ یہ دونوں خاندانوں کے درمیان ایک سماجی معاہدہ قائم کرتا ہے اور شادی کے عزم کو سنگین بنانے کی علامت ہے۔ دلہن کی رقم جسے دلہن کی قیمت یا دلہن کا نشان بھی کہا جاتا ہے ایک ثقافتی عمل ہے جس میں دولہا یا اس کا خاندان شادی کے عمل کے دوران دلہن کے خاندان کو تحائف، قیمتی اشیاء، یا ادائیگیاں فراہم کرتا ہے۔ اس روایت کی دنیا بھر کے مختلف معاشروں میں تاریخی جڑیں ہیں اور یہ تعریف، پہچان اور عزم کی علامت کے طور پر کام کرتی ہے۔ دلہن کی رقم کے طور پر پیش کردہ اشیاء وسیع پیمانے پر مختلف ہو سکتی ہیں اور ان میں مویشی، پیسہ، زمین، یا دیگر قیمتی اثاثے شامل ہو سکتے ہیں۔ اس کے مادی پہلوؤں سے ہٹ کر دلہن کی رقم اکثر علامتی اہمیت رکھتی ہے جو دولہا کی دلہن اور اس کے خاندان کی عزت و تکریم کرنے کی صلاحیت کو ظاہر کرتی ہے۔ یہ عمل وقت کے ساتھ ساتھ ارتقا پذیر ہوا ہے جو سماجی اصولوں، معاشی ڈھانچے اور شادی کے حوالے سے ثقافتی رویوں میں تبدیلیوں کی عکاسی کرتا ہے۔ دلہن کی رقم کا مطالعہ ازدواجی رسوم و رواج کی پیچیدگیوں اور ان متنوع طریقوں کے بارے میں بصیرت فراہم کرتا ہے جن میں مختلف ثقافتیں اقدار کا اظہار کرتی ہیں اور اس قدیم روایت کے ذریعے سماجی روابط استوار کرتی ہیں۔

دلہن کی قیمت دلہن کا جہیز دلہن کی رقم دلہن کی خدمت یا دلہن کا نشان رقم کی جائیداد ہے یا رقم کی دوسری شکل ہے جو دولہا یا اس کے خاندان کی طرف سے عورت یا اس عورت کے خاندان کو ادا کی جاتی ہے جس سے اس کی شادی ہو گی یا اس سے شادی ہونے والی ہے۔ دلہن کا جہیز کچھ ثقافتوں میں دولہے کو ادا کیے جانے والے جہیز کے مترادف ہے۔ دلہن کے ذریعے نئے گھرانے کے قیام میں مدد کے لیے استعمال کیا جاتا ہے اور جہیز جو کہ شادی کے وقت دولہا کی طرف سے خود دلہن پر طے کیا جاتا ہے۔ کچھ ثقافتیں بیک وقت دونوں پر عمل کر سکتی ہیں۔ بہت سی ثقافتیں موجود ہیں جو پہلے دلہن کے جہیز پر عمل کرتی تھیں۔

دلہن کو جہیز دینے کی روایت بہت سے ایشیائی ممالک، مشرقی یورپ، مشرق وسطیٰ افریقہ کے کچھ حصوں اور بحرالکاہل کے جزیرے کے کچھ معاشروں میں خاص طور پر میلانیشیا (Melanesia) میں رائج ہے۔ تبدیل کرنے کی رقم روایتی رسم کو جاری رکھنے کے لیے

ٹوکن سے لے کر تھائی لینڈ میں کچھ شادیوں میں ہزاروں امریکی ڈالر تک ہو سکتی ہے۔ کچھ حصوں میں جہاں دلہن کے جہیز کا رواج ہے وہاں غیر معمولی طور پر بڑے دلہن کے جہیز تک ہو سکتا ہے۔

دلہن کی رقم عام طور پر ایسی رواج میں ادا کی جاتی ہے جو عام طور پر دوسری قسم کے تبادلے کے لیے استعمال نہیں ہوتی ہے۔ فرانسیسی ماہر بشریات Philippe Rospabe کے مطابق اس کی ادائیگی میں عورت کی خریداری شامل ہے۔ اس کے بجائے یہ ایک خالص علامتی اشارہ ہے جو بیوی کے والدین پر شوہر کے مستقل قرض کو تسلیم کرتا ہے لیکن کبھی ادا نہیں کرتا۔ دلہن کی رقم ان معاشروں میں موجود ہے جہاں دستی مزدوری سرمائے سے زیادہ اہم ہے۔ افریقہ میں جہاں زمین کم یا کوئی پالتو جانور نہیں تھے دستی مزدوری سرمائے سے زیادہ قیمتی تھی اور اس وجہ سے دلہن کی رقم کا غلبہ تھا۔ مشرقی یورپ میں دلہن کے خاندان کو مزدور کے کھو جانے کی تلافی کی جاتی ہے۔

جہیز اور دلہن کی قیمت کے بارے میں ایک ارتقائی نفسیات کی وضاحت یہ ہے کہ دلہن کی قیمت کثیر زنانہ معاشروں میں عام ہے جہاں خواتین کی نسبتاً کمی ہے۔ یک زوجیت والے معاشروں میں جہاں خواتین کے پاس ذاتی رقم کم ہوتی ہے جہیز اس کی بجائے عام ہے کیونکہ وہاں امیر مردوں کی نسبتاً کمی ہے جو شادی کرتے وقت بہت سی ممکنہ خواتین میں سے انتخاب کر سکتے ہیں۔ یہ اب بھی ہندوستان، پاکستان اور بنگلہ دیش میں مسلمانوں کے ذریعہ رائج ہے اور اسے مہر کہا جاتا ہے۔ شمال مشرقی ہندوستان میں، خاص طور پر آسام میں (مقامی آسامی نسلی گروہ) دلہن کی قیمت کی ایک رقم یا نشان مختلف شکلوں میں اب بھی دیا جاتا ہے۔ بھارتی ریاست گجرات کے کچھ حصوں میں دلہن کی قیمت بہت زیادہ ہے، جس کا نتیجہ یہ ہے کہ معاشرے میں لڑکوں کے مقابلے لڑکیوں کی تعداد کم ہے۔ یہ رواج ایسے معاملات میں بھی پایا جاتا ہے جہاں دولہا کے خاندان کو نچلی ذات کی دلہنوں کے لیے آمادہ ہونا پڑتا ہے جب وہ اپنی ذات میں دلہنیں تلاش کرنے سے قاصر ہوتے ہیں۔

11.11 دلہن کی رقم کے اہم عوامل (Key factors of bride wealth)

دلہن کی رقم ایک ایسا ثقافتی عمل ہے جو ہر سماج میں کئی اہم عوامل سے متاثر ہوا ہے جن کو درج ذیل بیان کیا گیا ہے۔

اقتصادی تحفظات (Economic Considerations)

مالی تحفظ (Financial Security): دلہن کی رقم اکثر دلہن اور اس کے خاندان کے لیے معاشی تحفظ کی ایک شکل کے طور پر کام کرتی ہے۔ دولہا کے خاندان کی طرف سے فراہم کردہ تحائف میں اثاثے، رقم یا دیگر وسائل شامل ہو سکتے ہیں جو دلہن کی مالی بہبود میں حصہ ڈالتے ہیں۔

سماجی حیثیت اور وقار (Social Status and Prestige)

ساکھ میں اضافہ (Enhancing Reputation): دلہن کی رقم کے تبادلے کو سماجی حیثیت اور وقار کے تصورات سے جوڑا جا سکتا ہے۔ خاندان اپنی خوشحالی کو ظاہر کرنے اور اپنی کمیونٹی میں ایک سازگار ساکھ کو یقینی بنانے کے لیے اس مشق میں شامل ہو سکتے ہیں۔

شادی کے اتحاد (Marriage Alliances)

رشتوں کو مضبوط کرنا (Strengthening Relationships): دلہن کی رقم خاندانوں کے درمیان مضبوط اتحاد قائم کرنے میں

حصہ ڈال سکتی ہے۔ تحائف کا تبادلہ شادی میں شامل خاندانوں کے درمیان خیر سگالی اور تعاون کو فروغ دیتا ہے، باہمی تعاون کا احساس پیدا کرتا ہے۔

ثقافتی اور روایتی اصول(Cultural and Traditional Norms)

ورثے کا تحفظ(Preserving Heritage): بہت سے معاشروں میں، دلہن کی رقم ثقافتی اور روایتی طریقوں میں گہرائی سے جڑی ہوئی ہے۔ خاندان اپنے ثقافتی ورثے کو محفوظ رکھنے اور نسل در نسل رسومات کو منتقل کرنے کے طریقے کے طور پر ان رسم ورواج کی پابندی کر سکتے ہیں۔

صنفی حرکیات(Gender Dynamics)

پدرانہ اثرات(Patriarchal Influences): دلہن کی رقم کا تعلق اکثر پدرانہ اصولوں سے ہوتا ہے، جہاں دولہا یا اس کے خاندان سے دلہن کی فراہمی کی توقع کی جاتی ہے۔ یہ شادی کے تناظر میں ہر جنس کے کردار اور ذمہ داریوں کے حوالے سے سماجی توقعات کی عکاسی کرتا ہے۔

معاشی تفاوت(Economic Disparities)

قانونی تقاضے(Legal Requirements): بعض سماج میں دلہن کی رقم قانونی اصولوں اور ضوابط سے متاثر ہو سکتی ہے۔ جب کہ کچھ علاقوں نے ضرورت سے زیادہ جہیز کے مطالبات کو روکنے کے لیے قوانین نافذ کیے ہیں۔ دوسروں کے پاس ایسے قانونی فریم ورک ہو سکتے ہیں جو خاندانوں کے درمیان تحائف کے تبادلے کو تسلیم کرتے ہیں اور ان کو منظم کرتے ہیں۔ دلہن کی رقم میں کردار ادا کرنے والے عوامل پیچیدہ اور کثیر جہتی ہیں۔ یہ رواج تاریخی روایات، معاشی تحفظات، سماجی توقعات اور صنفی حرکیات کے امتزاج سے تشکیل پاتی ہے۔اور یہ سماجی اصولوں اور اقدار میں ہونے والی تبدیلیوں کے جواب میں وقت کے ساتھ ساتھ تیار ہوتی رہتی ہے۔

دلہن کی رقم اور جہیز کے رواج پیچیدہ سماجی و ثقافتی مظاہر ہیں جن کی جڑیں تاریخی روایات اور معاشرتی اصولوں میں گہری ہیں۔ دونوں رسم ورواج میں شادی کے عمل کے دوران خاندانوں کے درمیان تحائف، رقم یا قیمتی اشیاء کا تبادلہ شامل ہے۔ پھر بھی یہ دونوں الگ الگ اہمیت رکھتے ہیں۔ دلہن کی رقم، معاشی سلامتی سے اپنے تاریخی تعلقات اور خاندانی اتحاد کی مضبوطی کے ساتھ ثقافتی روایات کی پیچیدگی کی عکاسی کرتی ہے۔ دولہا کے خاندان سے دلہن کے خاندان تک وسائل کا تبادلہ باہمی تعاون کے احساس کو اجاگر کرتا ہے۔ جو ورثے اور برادری کے رشتوں کے تحفظ میں معاون ہے۔

دوسری طرف جہیز جو کہ مختلف ثقافتوں میں رائج ہے صنف پر مبنی توقعات اور بعض اوقات استحصالی طریقوں سے وابستہ ہونے کی وجہ سے جانچ کا موضوع رہا ہے۔ دلہن کے خاندان کی طرف سے دولہا کے خاندان کو جہیز دینے کو پدرانہ اصولوں کو تقویت دینے اور عدم مساوات کو برقرار رکھنے کے لیے تنقید کا نشانہ بنایا گیا ہے۔ حالیہ دنوں میں جہیز سے منسلک منفی نتائج کے بارے میں بیداری میں اضافہ ہوا ہے۔ جس کے نتیجے میں قانونی مداخلت اور سماجی تحریکیں تبدیلی کی وکالت کرتی ہیں۔ صنفی کرداروں کو چیلنج کرنے، صنفی مساوات کو فروغ دینے اور دلہن کے خاندان پر عائد مالی بوجھ کو ختم کرنے کی کوششیں جہیز کے بارے میں تصورات کو آہستہ آہستہ تبدیل کر رہی ہیں۔ اگرچہ

دلہن کی رقم اور جہیز دونوں ثقافتی تاریخوں میں گہرائی سے شامل ہیں۔ لیکن ان طریقوں کی ارتقاپذیر نوعیت کو پہچاننا بہت ضروری ہے۔ سماجی تبدیلیاں، بدلتے ہوئے رویے، اور قانونی اصلاحات ازدواجی تبادلوں کی حرکیات کو تشکیل دینے میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ دلہن کی رقم اور جہیز کی ایک باریک تفہیم کے لیے مخصوص سیاق وسباق کے اندر معاشی، ثقافتی، اور صنف سے متعلق عوامل پر غور کرنے کی ضرورت ہے چونکہ سماجی روایت اور پیش رفت کے درمیان نازک توازن کو الگ کرتے رہتے ہیں۔ سوچ سمجھ کر مکالمہ اور ان طریقوں سے جڑی بنیادی سماجی و اقتصادی عدم مساوات کو دور کرنے کی کوششیں اہم ہو جاتی ہیں۔ شادی کے رسوم ورواج کے لیے ایک زیادہ منصفانہ اور جامع نقطہ نظر کو فروغ دینے میں ایسی مثبت تبدیلی کے امکانات ہیں جو ثقافتی ورثے کا احترام کرتے ہوئے ازدواجی یونینوں میں شامل افراد کی فلاح وبہبود اور خود مختاری کو فروغ دیتے ہیں۔

11.12 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

اس اکائی میں شادی کے لین دین کا تاریخی پس منظر، اہمیت، جہیز، دلہن کی قیمت کے پیچھے والدین کے مقاصد، دلہن کی رقم، دلہن کی رقم اور جہیز میں فرق، جہیز کے لین دین پر ثقافتی تناظر، جدید دور میں جہیز کی بدلتی ہوئی نوعیت، جہیز کا صنفی کردار اور خاندانی ڈھانچے پر اثرات اور دلہن کی رقم کے اہم عوامل پر بحث کی گئی ہے۔

11.13 کلیدی الفاظ (Keywords)

دلہن کی قیمت: دلہن کی قیمت سے مراد اس تحائف یا رقم یا قیمتی اثاثے سے ہے جو دلہا کے خاندان سے دی جاتی ہے۔ دی گئی اشیاء میں مویشی، پیسے، زیورات، یا دیگر قیمتی اشیاء شامل ہو سکتی ہیں

جہیز: دلہن کے خاندان کی طرف سے طے شدہ شادی پر دولہے کے خاندان کو نقد رقم یا تحائف کی ادائیگی ہے۔ اس میں نقدی، زیورات، فرنیچر، بستر، برتن، کار اور دیگر گھریلو اشیاء شامل ہو سکتی ہیں جو نئے جوڑے کو اپنا گھر بنانے میں مدد کرتی ہیں۔

شادی: شادی ایک قانونی طور پر تسلیم شدہ اور اکثر دو افراد کے درمیان رسمی اتحاد ہے عام طور پر محبت اور باہمی وابستگی پر مبنی ہے اس میں ذمہ داریوں اور جذبات کو بانٹنا اور ایک ساتھ زندگی گزارنا شامل ہے۔

خاندان: ایک خاندان پیدائش، شادی، یا گود لینے سے متعلق دو یا زیادہ افراد کا ایک گروہ ہے جو ایک ساتھ رہتے ہیں اس طرح کے تمام متعلقہ افراد کو ایک خاندان کا فرد سمجھا جاتا ہے۔

11.14 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

1۔ جہیز کس کو دیا جاتا ہے؟

a) دلہن کو b) دلہن کے خاندان کو c) دولہا یا اس کے خاندان کو d) دولہا کے رشتہ داروں کو

2۔ جہیز کب دیا جاتا ہے؟

a) شادی سے پہلے b) شادی کے وقت c) شادی سے بعد d) شادی کے ایک سال بعد

3۔ دلہن کی رقم کو انگریزی میں کیا کہا جاتا ہے؟

a) گفٹ b) برائڈ ویلتھ c) ڈاوری d) برائڈ گفٹ

4۔ شادی کے وقت جہیز کی شکل میں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔دیا جاتا ہے؟

a) پیسہ b) تحائف c) جانور d) یہ سب

5۔ دلہن کی رقم شادی کے بعد دلہن کو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔دیتی ہے؟

a) مال ورقم b) تحافظ c) گھر d) اولاد

6۔ جہیز نہ دینے کا عمل کس سال میں آیا؟

a) 1891 b) 1956 c) 1961 d) 1963

7۔ دلہن کی رقم یا دلہن کی قیمت یہ ایک۔۔۔۔۔۔۔ عمل ہے؟

a) ثقافتی b) قانونی c) شرعی d) پدرانہ

8۔ مختلف ثقافتوں کی وجہ سے کون سا عمل وجود میں آیا؟

a) مذہبی b) جہیز c) دلہن کی رقم d) مال ورقم

9۔ جہیز کون دیتا ہے؟

a) دلہن b) دولہا c) سماج d) ثقافت

10۔ دولہا کس سے جہیز لیتا ہے؟

a) دلہن کے خاندان سے b) اپنے خاندان سے

c) اپنے رشتے داروں سے d) دلہن کے رشتے داروں سے

مختصر جوابات کے حامل سوالات(Short Answer Type Questions)

1۔ دلہن کی رقم سے کیا مراد ہے؟

2۔ دلہن کی رقم اور جہیز میں کیا فرق ہے بیان کریں؟

3۔ جہیز پر ایک مختصر نوٹ تحریر کریں؟

4۔ دلہن کی رقم کے اہم عوامل کو تفصیل سے بیان کریں؟

5۔ جہیز اور دلہن کی قیمت کے پیچھے والدین کے مقصد کو واضح کیجیے؟

طویل جوابات کے حامل سوالات(Long Answer Type Questions)

1۔ شادی کے لین دین کا تاریخی پس منظر اور اہمیت پر ایک جامع نوٹ تحریر کریں؟

2۔ دلہن کی رقم اور جہیز کے طریقوں کا تاریخی ارتقائی خلاصہ بیان کریں؟

3۔ جدید دور میں جہیز کی بدلتی ہوئی نوعیت کو بیان کرتے ہوئے صنفی کردار کا خاندانی ڈھانچے پر اثرات کی وضاحت کیجیے؟

11.15 تجویز کردہ اکتسابی مواد(Suggested Learning Materials)

1۔ Randeria, S., & Visaria, L. (1984). Sociology of bride-price and dowry. *Economic and Political Weekly*, 648-652.

2۔ Sitaraman, B. (1995). Dowry and brideprice: "*The meaning of marriage*" in two societies. Reviews in Anthropology, 24(2), 123-133.

3۔ Self, S., & Grabowski, R. (2009). Modernization, inter-caste marriage, and dowry: An analytical perspective. *Journal of Asian Economics*, *20*(1), 69-76.

4۔ Fortunato, L., Holden, C., & Mace, R. (2006). From bridewealth to dowry? A Bayesian estimation of ancestral states of marriage transfers in Indo-European groups. *Human Nature*, *17*, 355-376.

5۔ Conteh, J. A. (2016). Dowry and Bride-Price. *The Wiley Blackwell encyclopedia of gender and sexuality studies*, 1-4.

اکائی 12۔ طلاق

(Divorce)

اکائی کے اجزا

12.0 تمہید
12.1 مقاصد
12.2 طلاق کا تصور
12.3 علحیدگی اور طلاق میں فرق
12.4 طلاق سے متعلق مختلف نظریات
12.5 اکتسابی نتائج
12.6 کلیدی الفاظ
12.7 نمونہ امتحانی سوالات
12.8 تجویز کردہ اکتسابی مواد

12.0 تمہید(Introduction)

طلاق (Divorce) ایک اہم سماجی اور قانونی عمل ہے جس کے ذریعے میاں بیوی کا ازدواجی رشتہ مستقل طور پر ختم ہو جاتا ہے۔ اگرچہ شادی خاندان کی تشکیل، سماجی استحکام اور باہمی تعاون کا ذریعہ سمجھی جاتی ہے لیکن بعض اوقات اختلافات، عدم موافقت، معاشی مسائل، گھریلو تشدد، باہمی اعتماد کی کمی یا دیگر سماجی و نفسیاتی عوامل کی وجہ سے ازدواجی زندگی کو برقرار رکھنا ممکن نہیں رہتا۔ ایسی صورت میں طلاق ازدواجی تعلق کے خاتمے کا ایک قانونی اور سماجی راستہ بن جاتی ہے۔ طلاق صرف دو افراد کی علیحدگی کا نام نہیں بلکہ اس کے اثرات خاندان، بچوں اور پورے معاشرے تک پھیلتے ہیں۔ طلاق کے بعد میاں بیوی کو جذباتی، معاشی اور سماجی مشکلات کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے جبکہ بچوں کی تعلیم، شخصیت، ذہنی صحت اور سماجی نشوونما بھی متاثر ہو سکتی ہے۔ اسی وجہ سے تقریباً تمام مذاہب اور معاشرے طلاق کو ناپسندیدہ عمل قرار دیتے ہیں اور ازدواجی تعلق کو برقرار رکھنے کی حتیٰ الامکان کوشش پر زور دیتے ہیں۔

سماجیات میں طلاق کو ایک اہم سماجی حقیقت اور خاندانی ادارے سے متعلق بنیادی موضوع تصور کیا جاتا ہے۔ ماہرینِ سماجیات کے نزدیک طلاق کی شرح اس کے اسباب اور اس کے نتائج کسی بھی معاشرے کی سماجی، معاشی اور ثقافتی تبدیلیوں کی عکاسی کرتے ہیں۔ جدید دور

میں تعلیم، شہری کاری، صنعت کاری، خواتین کی معاشی خود مختاری، بدلتے ہوئے خاندانی نظام اور انفرادی آزادی جیسے عوامل نے طلاق کے رجحانات اور اس کی نوعیت کو نمایاں طور پر متاثر کیا ہے۔

اس اکائی میں طلاق کے تصور، طلاق اور علیحدگی کے فرق، طلاق سے متعلق مختلف سماجی نظریات اور طلاق کے سماجی اثرات کا مطالعہ کیا جائے گا تاکہ طلبہ اس موضوع کو سماجی اور نظریاتی تناظر میں بہتر طور پر سمجھ سکیں۔

12.1 مقاصد (Objectives)

اس اکائی کا بنیادی مقصد طلبہ کو طلاق (Divorce) کے تصور، اسباب، نظریاتی تشریحات اور سماجی اثرات سے روشناس کرانا ہے۔ اس اکائی کا مطالعہ کرنے کے بعد طلبہ اس قابل ہوں گے کہ

- طلاق کے تصور اور اس کی اہمیت کو واضح کر سکیں۔
- طلاق اور علیحدگی (Separation) کے درمیان فرق بیان کر سکیں۔
- طلاق کے اہم سماجی، معاشی اور نفسیاتی اسباب کی وضاحت کر سکیں۔
- فرد، خاندان اور معاشرے پر طلاق کے اثرات کو سمجھ سکیں۔
- جدید معاشرے میں طلاق کے بدلتے ہوئے رجحانات اور ان کے سماجی مضمرات کا جائزہ لے سکیں۔

12.2 طلاق کا تصور (Concept of Divorce)

طلاق (Divorce) سے مراد میاں بیوی کے درمیان قائم قانونی اور سماجی ازدواجی رشتے کا مستقل خاتمہ ہے۔ یہ ایک ایسا عمل ہے جس کے ذریعے شوہر اور بیوی باہمی رضامندی یا قانونی طریقۂ کار کے مطابق ازدواجی تعلق ختم کر دیتے ہیں۔ طلاق کے بعد دونوں افراد کو دوبارہ الگ زندگی گزارنے کا حق حاصل ہو جاتا ہے جبکہ ان کے باہمی حقوق و فرائض بھی متعلقہ قوانین اور سماجی اصولوں کے مطابق تبدیل ہو جاتے ہیں۔ سماجیات کے نقطۂ نظر سے طلاق صرف ایک قانونی عمل نہیں بلکہ ایک اہم سماجی ادارے، یعنی خاندان میں آنے والی تبدیلی کی علامت ہے۔ طلاق کا تعلق خاندانی نظام، رشتہ داری، سماجی استحکام اور معاشرتی اقدار سے گہرا ہوتا ہے۔ اسی لیے اس کا اثر صرف میاں بیوی تک محدود نہیں رہتا بلکہ بچوں، خاندان اور وسیع تر معاشرے پر بھی مرتب ہوتا ہے۔

طلاق مختلف وجوہات کی بنا پر واقع ہو سکتی ہے جن میں باہمی اختلافات، عدم موافقت، معاشی مسائل، گھریلو تشدد، اعتماد کی کمی، ذہنی دباؤ، نشے کی عادت، ازدواجی ذمہ داریوں سے غفلت اور دیگر سماجی یا نفسیاتی عوامل شامل ہیں۔ اگر یہ مسائل باہمی افہام و تفہیم یا مصالحت سے حل نہ ہو سکیں تو طلاق آخری حل کے طور پر اختیار کی جاتی ہے۔

12.3 طلاق اور علیحدگی میں فرق (Difference between Divorce and Separation)

طلاق (Divorce) اور علیحدگی (Separation) دونوں ازدواجی تعلق سے متعلق تصورات ہیں لیکن ان کی قانونی اور سماجی حیثیت ایک دوسرے سے مختلف ہے۔ علیحدگی میں میاں بیوی وقتی یا مستقل طور پر الگ رہتے ہیں تاہم ان کا ازدواجی رشتہ قانونی طور پر برقرار رہتا ہے۔ اس کے برعکس، طلاق کے ذریعے ازدواجی رشتہ قانونی طور پر ختم ہو جاتا ہے اور دونوں افراد ایک دوسرے سے آزاد ہو جاتے ہیں۔

طلاق اور علیحدگی کے درمیان اہم فرق

1۔ **ازدواجی رشتے کی حیثیت (Status of Marriage):** طلاق میں ازدواجی رشتہ مکمل طور پر ختم ہو جاتا ہے جبکہ علیحدگی میں قانونی طور پر شادی برقرار رہتی ہے۔

2۔ **قانونی حیثیت (Legal Status):** طلاق ایک قانونی عمل ہے جس کے بعد میاں بیوی کے حقوق و فرائض متعلقہ قانون کے مطابق ختم یا تبدیل ہو جاتے ہیں جبکہ علیحدگی میں قانونی شادی برقرار رہنے کی وجہ سے بعض حقوق اور ذمہ داریاں برقرار رہتی ہیں۔

3۔ **دوبارہ ازدواج (Remarriage):** طلاق کے بعد دونوں افراد قانونی طور پر دوبارہ شادی کر سکتے ہیں جبکہ صرف علیحدگی کی صورت میں جب تک طلاق نہ ہو دوبارہ شادی کی اجازت نہیں ہوتی۔

4۔ **مفاہمت کا امکان (Possibility of Reconciliation):** علیحدگی میں میاں بیوی کے دوبارہ ایک ساتھ رہنے اور ازدواجی زندگی بحال کرنے کا امکان موجود ہوتا ہے جبکہ طلاق کے بعد ازدواجی تعلق ختم ہو جاتا ہے اور دوبارہ تعلق قائم کرنے کے لیے قانونی اور مذہبی تقاضے پورے کرنا ضروری ہوتے ہیں۔

5۔ **سماجی اثرات (Social Implications):** طلاق اور علیحدگی دونوں خاندان اور بچوں پر اثر انداز ہوتے ہیں لیکن طلاق کے اثرات عموماً زیادہ مستقل اور وسیع ہوتے ہیں کیونکہ اس کے نتیجے میں خاندانی ڈھانچہ قانونی طور پر تبدیل ہو جاتا ہے۔

اس طرح طلاق اور علیحدگی اگرچہ ازدواجی تعلق سے متعلق ہیں لیکن ان کی نوعیت، قانونی حیثیت اور سماجی اثرات ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں۔

12.4 طلاق سے متعلق مختلف نظریات (Theories of Divorce)

طلاق ایک پیچیدہ سماجی عمل ہے جس کی وضاحت مختلف سماجی نظریات اپنے اپنے زاویۂ نظر سے کرتے ہیں۔ یہ نظریات طلاق کے اسباب، اس کے سماجی اثرات اور خاندانی نظام میں ہونے والی تبدیلیوں کو سمجھنے میں مدد دیتے ہیں۔ اہم نظریات درج ذیل ہیں:

12.4.1 فعلیت پسند نظری (Functionalist Theory)

فعلیت پسند ماہرینِ سماجیات کے مطابق خاندان معاشرے کا ایک بنیادی ادارہ ہے جو سماجی استحکام، بچوں کی پرورش، سماجی اقدار کی

منتقلی اور افراد کی جذباتی ضروریات پوری کرنے کا کام انجام دیتا ہے۔ جب خاندان ان بنیادی افعال کو مؤثر طریقے سے انجام دینے میں ناکام ہو جاتا ہے اور میاں بیوی کے درمیان مسلسل اختلافات پیدا ہو جاتے ہیں تو طلاق ایک ایسے عمل کے طور پر سامنے آتی ہے جو غیر مؤثر ازدواجی تعلق کو ختم کر کے سماجی توازن برقرار رکھنے میں مدد دیتی ہے۔ اگرچہ فعلیت پسند نظریہ خاندان کے استحکام کو اہمیت دیتا ہے لیکن یہ بھی تسلیم کرتا ہے کہ بعض حالات میں طلاق مسلسل تنازعات اور کشیدگی سے بہتر متبادل ثابت ہو سکتی ہے کیونکہ اس سے افراد کو زیادہ پُرسکون اور صحت مند زندگی گزارنے کا موقع ملتا ہے۔

12.4.2 تصادمی نظریہ (Conflict Theory)

تصادمی نظریہ کے مطابق خاندان صرف محبت اور تعاون کا مرکز نہیں بلکہ طاقت، اختیار اور وسائل کی تقسیم کا بھی ایک اہم میدان ہے۔ اس نظریے کے مطابق جب میاں بیوی کے درمیان اختیارات، معاشی وسائل، فیصلوں میں شرکت یا سماجی حیثیت کے حوالے سے عدم توازن پیدا ہو جاتا ہے تو ازدواجی تعلقات میں کشیدگی بڑھنے لگتی ہے جو بالآخر طلاق کا سبب بن سکتی ہے۔ اس نظریے کے مطابق معاشی عدم مساوات، صنفی امتیاز، گھریلو تشدد، وسائل پر کنٹرول اور اختیارات کی غیر مساوی تقسیم ازدواجی تنازعات کو جنم دیتی ہے۔ جب یہ اختلافات مسلسل بڑھتے رہیں اور ان کا کوئی مؤثر حل نہ نکل سکے تو ازدواجی رشتہ کمزور ہو جاتا ہے اور طلاق کا امکان بڑھ جاتا ہے۔

تصادمی نظریہ اس بات پر بھی زور دیتا ہے کہ جدید معاشروں میں خواتین کی تعلیم، معاشی خود مختاری اور قانونی حقوق میں اضافے نے خاندانی طاقت کے روایتی توازن کو تبدیل کیا ہے۔ اس کے نتیجے میں اگر ازدواجی تعلقات میں مساوات، احترام اور باہمی تعاون برقرار نہ رہے تو طلاق کے امکانات میں اضافہ ہو سکتا ہے۔ اس طرح تصادمی نظریہ طلاق کو خاندان کے اندر طاقت، وسائل اور اختیارات کی غیر مساوی تقسیم سے پیدا ہونے والے تنازعات کا نتیجہ قرار دیتا ہے۔

12.4.3 تفاعلی نظریہ (Interactionist Theory)

تفاعلی نظریہ کے مطابق طلاق کی وجوہات کو سمجھنے کے لیے میاں بیوی کے درمیان روزمرہ کے تعلقات، باہمی رابطے اور رویّوں کا جائزہ لینا ضروری ہے۔ اس نظریے کے مطابق ازدواجی زندگی کا استحکام مؤثر ابلاغ، باہمی احترام، اعتماد اور ایک دوسرے کے جذبات کو سمجھنے پر منحصر ہوتا ہے۔ جب میاں بیوی کے درمیان مؤثر رابطہ نہ رہے، غلط فہمیاں بڑھ جائیں، اعتماد کمزور ہو جائے یا ایک دوسرے کی توقعات پوری نہ ہوں تو تعلقات میں کشیدگی پیدا ہونے لگتی ہے۔ اگر یہ مسائل مسلسل برقرار رہیں اور باہمی افہام و تفہیم کے ذریعے حل نہ ہو سکیں تو ازدواجی رشتہ کمزور پڑ جاتا ہے جس کے نتیجے میں طلاق واقع ہو سکتی ہے۔

اس نظریے کے مطابق طلاق کا تعلق صرف معاشی یا قانونی عوامل سے نہیں بلکہ ان معانی (Meanings) سے بھی ہوتا ہے جو میاں بیوی ایک دوسرے کے رویّوں، الفاظ اور روزمرہ کے تعاملات سے اخذ کرتے ہیں۔ اگر یہ تعاملات منفی ہوں تو ازدواجی تعلقات متاثر ہوتے ہیں اور اختلافات شدت اختیار کر لیتے ہیں۔ اس طرح تفاعلی نظریہ طلاق کو میاں بیوی کے درمیان روزمرہ کے تعامل، ابلاغ اور باہمی

تعلقات میں پیدا ہونے والی خرابیوں کا نتیجہ قرار دیتا ہے۔

12.4.4 شادی کی مایوسی کا نظریہ (Marital Disillusionment Theory)

شادی کی مایوسی کا نظریہ (Marital Disillusionment Theory) اس بات کی وضاحت کرتا ہے کہ طلاق اس وقت واقع ہوتی ہے جب میاں بیوی کی شادی سے وابستہ توقعات اور حقیقی ازدواجی زندگی کے تجربات میں نمایاں فرق پیدا ہو جائے۔ شادی کے آغاز میں دونوں فریق ایک خوشگوار، پُر سکون اور تعاون پر مبنی زندگی کی امید رکھتے ہیں لیکن وقت کے ساتھ جب یہ توقعات پوری نہیں ہوتیں تو مایوسی، عدم اطمینان اور اختلافات جنم لینے لگتے ہیں۔ اس نظریے کے مطابق مسلسل تنازعات، مؤثر ابلاغ کی کمی، جذباتی دوری، اعتماد میں کمی، معاشی مسائل، ازدواجی ذمہ داریوں کی عدم ادائیگی اور ایک دوسرے کی ضروریات کو نظر انداز کرنا ازدواجی تعلق کو کمزور کر دیتا ہے۔ اگر یہ مسائل طویل عرصے تک برقرار رہیں اور ان کا مناسب حل نہ نکل سکے تو میاں بیوی اپنے تعلق سے مایوس ہو جاتے ہیں جس کے نتیجے میں طلاق کا امکان بڑھ جاتا ہے۔ یہ نظریہ اس بات پر زور دیتا ہے کہ طلاق عموماً کسی ایک واقعے کا نتیجہ نہیں ہوتی بلکہ یہ ازدواجی زندگی میں بتدریج پیدا ہونے والی مایوسی، عدم اطمینان اور تعلقات کی کمزوری کا انجام ہوتی ہے۔ اس لیے کامیاب ازدواجی زندگی کے لیے باہمی اعتماد، مؤثر ابلاغ، احترام اور تعاون کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔

12.4.5 خواہش بر مبنی طلاق کا نظریہ (Divorce at will Theory)

شادی ایک پیار بھرا گھر بسانے کے لیے ہوتا ہے جب گھر قید خانے میں تبدیل ہو جاتا ہے تو ایسی صورت میں مرد اور عورت کو اختیار ہوتا ہے کہ وہ اس کو طلاق کی صورت میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ختم کر دیں۔ ایسی صورت میں مرد اپنی مرضی سے عورت کو طلاق دے دیتا ہے۔ مسلم سماج میں مرد طلاق الفاظ کے ذریعہ رشتہ کو ختم کرتا ہے اور عورت خلع لے کر شادی کے رشتے کو ختم کرتی ہے۔ اس نظریے کے مطابق طلاق دینے والا اور لینے والا دونوں کورٹ کا رُخ نہیں کرتے اپنی مرضی سے شادی کو ختم کر دیتے ہیں خواہش بر مبنی نظریہ طلاق ہندوستانی سماجی میں معاشی طور سے مضبوط اونچے طبقے میں زیادہ دیکھنے کو ملتا ہے۔ اس نظریہ میں شادی کو اپنی مرضی سے ختم کر دیا جاتا ہے۔ اس طرح کا طلاق جدید پیچیدہ معاشرے میں بڑی تعداد میں دیکھنے کو ملتا ہے۔ ایسا طلاق تقریباً دنیا کے ہر براعظم میں دیکھنے کو ملتا ہے جیسے جیسے سماج جدیدیت کی طرف بڑھ رہا ہے ویسے ویسے اس نظریہ طلاق میں بھی اضافہ ہو رہا ہے۔

12.4.6 غلطی اور جرم کا نظریہ (Fault and Guilt Theory)

طلاق کے جرم کا نظریہ بنیادی طور پر 19 ویں صدی کا ہے۔ جہاں معاشرہ طلاق کو شیطانی برائی سمجھ کر نفرت کرتا تھا اور اسے ایک شیطانی طریقہ اور فساد کا ذریعہ سمجھتا تھا اس معاشرہ میں طلاق آسان نہی تھا۔ طلاق تبھی ہوتا تھا جب فریقین میں سے کسی ایک نے شادی کے خلاف کوئی گھناؤنا ظلم کیا ہو اور دوسرا فریق مکمل طور پر بے گناہ اور معصوم ہو اس سماج میں طلاق کے ہونے کے لئے ایک فریق کا بے گناہ ہونا شرط تھا۔ اس نظریہ کے مطابق، اگر کوئی فریق ازدواجی جرم کا ارتکاب کرتا ہے تو ایسی صورت میں متاثرہ فریق طلاق کے لیے درخواست کر سکتا

ہے۔اس نظریے کے مطابق ازدواجی جرم طلاق کی بنیادی وجہ ہوتی ہے۔اس نظریے کا یہ بھی ماننا ہے کہ دنیا میں کوئی بھی جرم اتنا گھناونا نہیں ہے جتنا گھناؤنا طلاق کا ظلم ہے۔اس نظریے کے مطابق زنا، عصمت دری ، جنسی زیادتی نابالغ شخص سے شادی کرنااور بیوی کو اس کا خرچہ نہ دینا یہ سب ازدواجی جرائم میں شامل ہے۔اگر مدعاعلیہ نے قتل،ڈکیتی،دھوکہ دہی،چوری،غداری،سمگلنگ،بلیک مارکیٹنگ یارشوت وغیرہ میں سے کسی بھی جرم کا مجرم ہو اس کے خلاف طلاق نہیں دی جاسکتی خواہ اس نے دے گئے جرم میں سے کسی بھی جرم کا ارتکاب کرتا ہو۔ طلاق کسی بھی صورت میں نہیں ہوسکتی اس لیے طلاق کے لیے جو چیز اہمیت رکھتی ہے وہ ہے ازدواجی تعلقات کو پہنچنے والی چوٹ۔

اس نظریے کا یہ بھی ماننا ہے کہ غلطی والی طلاق کا انتخاب عام طور پر شریک حیات میں سے کسی ایک کے ذریعے کیا جاتا ہے جس میں ایک فریق دوسرے فریق کی غلطی کو ثابت کرتا ہے اور اس کے بعد طلاق کا مطالبہ کرتا ہے۔ بعض حالات میں معاوضے کا بھی مطالبہ ہوتا ہے کہ غلطی ثابت ہونے پر فریقین میں سے کسی ایک کو معاوضہ بھی دینا پڑ جاتا ہے۔

یہ نظریہ دو چیزوں کا تعین کرتا ہے ایک مجرم فریق کا یعنی وہ فریق جس نے ازدواجی جرائم کا ارتکاب کیا ہو دوسرا وہ فریق جو بے قصور ہو۔دوسرے لفظوں میں ہم اسے مظلوم کہتے ہیں۔ یہ نظریہ طلاق کو ظالم اور مظلوم کی حیثیت سی دیکھتا ہے اور فیصلہ مظلوم کے حق میں ہوتا ہے۔

12.5 اکتسابی نتائج(Learning Outcomes)

اس اکائی میں طلاق (Divorce) کے تصور،اس کی سماجی اور قانونی اہمیت، طلاق اور علیحدگی کے درمیان فرق اور طلاق سے متعلق مختلف سماجی نظریات کا مطالعہ کیا گیا ہے۔اس کے علاوہ طلاق کے اسباب، خاندانی تعلقات پر اس کے اثرات اور جدید معاشرے میں طلاق کے بدلتے ہوئے رجحانات پر بھی بحث کی گئی ہے۔اس اکائی کے مطالعے کے بعد طلبہ طلاق کے تصور،اس کے اسباب، نظریاتی تشریحات اور فرد، خاندان و معاشرے پر اس کے اثرات کو سماجی تناظر میں بہتر طور پر سمجھنے اور ان کا تجزیہ کرنے کے قابل ہوں گے۔

12.6 کلیدی الفاظ(Keywords)

- **فنکشنلسٹ نظریہ:** سماجیات کا ایک اہم نظریہ ہے جس کے مطابق سماج کے تمام ادارے سماجی استحکام اور نظم کو برقرار رکھنے کے لیے مخصوص کردار ادا کرتے ہیں۔
- **تصادمی نظریہ:** سماجیات کا وہ نظریہ ہے جس کے مطابق وسائل، طاقت اور مفادات کی غیر مساوی تقسیم سماجی تنازعات کو جنم دیتی ہے۔
- **تفاعلی نظریہ:** سماجیات کا ایک نظریہ ہے جو افراد کے باہمی تعامل، ابلاغ اور روزمرہ تعلقات کو سماجی رویوں کی بنیاد قرار دیتا ہے۔
- **طلاق:** ازدواجی رشتے کے قانونی اور سماجی خاتمے کو طلاق کہا جاتا ہے۔

12.7 نمونہ امتحانی سوالات(Model Examination Questions)

معروضی جوابات کے حامل سوالات(Objective Answer Type Questions)

1۔ طلاق کے لفظی معنی کیا ہیں؟

(a) علیحدگی (b) چھوڑ دینا (c) ترک کرنا (d) ان میں سے سبھی

2۔ میاں بیوی کا ایک دوسرے سے علیحدگی اختیار کرنے کو کیا کہتے ہیں؟

(a) طلاق (b) شادی (c) مہر (d) ان میں سے کوئی نہیں

3۔ شادی کے ذریعے میاں بیوی کے درمیان کس طرح کا رشتہ جڑتا ہے؟

(a) پاکیزہ رشتہ (b) نفرت کا رشتہ (c) جھگڑے کا رشتہ (d) طلاق کا رشتہ

4۔ طلاق کے مضر اثرات مندرجہ ذیل میں سے کس پر پڑتا ہے؟

(a) عورتوں پر (b) بچوں پر (c) مردوں پر (d) ان میں سے سبھی

5۔ مندرجہ ذیل میں سے سماج کس کو دوبارہ رشتہ ازدواج میں بندھنے کو اچھا نہیں سمجھتا؟

(a) طلاق شدہ کو (b) بیوہ کو (c) سیپریٹ کو (d) ان میں سے سبھی

6۔ مندرجہ ذیل میں سے کس جگہ پر طلاق اور طلاق سے پیدا ہونے والے مسائل کو حل کیا جاتا ہے؟

(a) فیملی کورٹ (b) گرام پنچایت (c) دونوں صحیح (d) دونوں غلط

7۔ مندرجہ ذیل میں سے کس نظریے کا ماننا ہے کہ روایتی سماج میں مرد سرمایہ دار ہوتا تھا جس کی وجہ سے عورتوں کی ماتحتی مرد پر زیادہ تھی اور طلاق کی شرح کم تھی؟

(a) مارکسی نظریہ (b) فنکسلسٹ نظریہ (c) دونوں صحیح (d) دونوں غلط

8۔ طلاق کے بعد ازدواجی رشتہ کی کیا حیثیت ہوتی ہے؟

(a) برقرار (b) معطل (c) ختم (d) عارضی

9۔ کون سا نظریہ باہمی تعامل کو اہمیت دیتا ہے؟

(a) فعلیت (b) تصادم (c) تفاعل (d) ارتقاء

10۔ شادی کی مایوسی کے نظریے میں طلاق کی بنیادی وجہ کیا ہے؟

(a) اختلافات (b) غربت (c) تعلیم (d) ہجرت

مختصر جوابات کے حامل سوالات(Short Answer Type Questions)

1۔ طلاق کی تعریف کرتے ہوئے اس پر ایک مضمون تحریر کیجئے۔

2۔ طلاق اور علیٰحدگی میں فرق کی وضاحت کیجئے۔

3۔ طلاق کے تصادمی نظریے پر مضمون لکھیں۔

4۔ طلاق کے فعلیت پسند نظریے پر مضمون لکھیں۔

5۔ طلاق کے انٹرایکسنسٹ (تفاعلی) نظریے پر مضمون لکھیں۔

طویل جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)

1۔ طلاق کے غلطی، جرم اور مایوسی کے نظریے پر تفصیلی نوٹ لکھیے۔

2۔ طلاق ایک سماجی حقیقت ہے وضاحت کیجئے۔

3۔ طلاق کے بڑھتی ہوئی مختلف وجوہات پر روشنی ڈالئے۔

12.8 تجویز کردہ اکتسابی مواد (Suggested Learning Resources)

1۔ Patel, Tulsi. (Ed). (1205). The Family in India: Structure and Practice. New Delhi: Sage Publications.

2۔ Uberoi, Patricia. (Ed). (1993). Family, Kinship, and Marriage in India. Delhi: OUP

3۔ Kapadia, K.M. 1966. Marriage and Family in India, Oxford University Press, Bombay.

اکائی 13۔ نئی تولیدی ٹیکنالوجی

(New Reproductive Technology)

اکائی کے اجزا

13.0 تمہید

13.1 مقاصد

13.2 نئی تولیدی ٹیکنالوجیز: ایک تعارف

13.3 نئی تولیدی ٹیکنالوجی اور رشتہ داری

13.4 نئی تولیدی ٹیکنالوجیز کے اثرات

13.5 نئی تولیدی ٹیکنالوجی پر سماجیاتی تنقید

13.6 اکتسابی نتائج

13.7 نمونہ امتحانی سوالات

13.8 تجویز کردہ اکتسابی مواد

13.0 تمہید (Introduction)

نئی تولیدی ٹیکنالوجیز انسانی معاشرے میں ایک بڑا انقلاب لے کر آئی ہیں۔ یہ اولاد سے مایوس خاندان کی زندگی میں رونق لانے کا وعدہ کر رہی ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ نئی تولیدی ٹیکنالوجی خاندان اور رشتوں کے بارے میں ہماری سمجھ کو تیزی سے بدل رہی ہیں۔ روایتی طور پر، بچے کی پیدائش مکمل حیاتیاتی عمل تھا جس میں کچھ فطری عمل کے ذریعے ہی اولاد حاصل کی جاسکتی تھی۔ لیکن اب نئی تولیدی ٹیکنالوجیز اس پورے فطری عمل کو چیلنج کر رہی ہیں اور اس کے لیے مصنوعی ذرائع کا استعمال کر کے بچے کی پیدائش کو ممکن بنا رہی ہیں۔

اس باب میں ہم تفصیل سے بحث کریں گے کہ انسانی مسائل کے حل کے طور پہ یہ ٹیکنالوجی سماج میں کیا اثر ڈال رہی ہے۔ اور اس کے نتیجے میں پیدا ہونے والی تبدیلیاں ہمارے رشتہ داری کے سابقہ تصورات اور سماجی ساخت کو کس طرح متاثر کر رہی ہیں۔ ہم ان نئی تولیدی ٹیکنالوجیز کے فوائد اور نقصانات کا بھرپور جائزہ لینے کی کوشش کریں گے۔

13.1 مقاصد (Objectives)

اس اکائی کے مقاصد درج ذیل ہیں:

- اس اکائی کو پڑھنے کے بعد طلبہ یہ جان جائیں گے کہ نئ تولیدی ٹیکنالوجیز (NRT) کیا ہیں اور وہ کیسے کام کرتی ہیں۔
- طلبہ سیکھیں گے کہ نئ تولیدی ٹیکنالوجیز کس طرح روایتی تصورات (خاندان، ولدیت، مادریت) کے بارے میں ہماری سمجھ کو متاثر کر رہی ہیں اور ان تصورات کی تعریف کر رہی ہیں۔
- ہسپتالوں میں استعمال ہونے والی متعدد نئ تولیدی ٹیکنالوجیز کے طریقہ کار اور ان کے عملی اطلاق کے بارے میں بصیرت حاصل کریں گے۔
- اس اکائی کا مطالعہ کرنے کے بعد طلباء نئ تولیدی ٹیکنالوجیز سے متعلق اخلاقی، قانونی اور سماجی بحثوں کو گہرائی سے سمجھیں گے۔
- طلباء نئ تولیدی ٹیکنالوجیز میں تیز رفتار ترقی اور معاشرے پر ان کے مختلف اثرات کو بھی سمجھیں گے۔

13.2 نئ تولیدی ٹیکنالوجیز: ایک تعارف

(New Reproductive Technologies: An Introduction)

نئ تولیدی ٹیکنالوجیز (NRTs) نے تولید کے شعبے میں بڑی تبدیلی پیدا کی ہے۔ ان ٹیکنالوجیز نے صدیوں سے موجود تولیدی مسائل کے جدید حل پیش کیے ہیں اور خاندان، والدیت اور ولدیت کے تصورات کو بھی نئ شکل دی ہے۔ یہ ٹیکنالوجیز تولیدی عمل کے مختلف پہلوؤں پر اثر ڈالتی ہیں۔ انہیں عام طور پر چار بڑی اقسام میں تقسیم کیا جاتا ہے اور ہر قسم تولیدی عمل کے ایک خاص پہلو سے متعلق ہوتی ہے۔

1۔ معاون تولیدی ٹیکنالوجیز (Conceptive Technologies)

معاون تولیدی ٹیکنالوجیز ان افراد یا جوڑوں کی مدد کرتی ہیں جنہیں قدرتی طور پر اولاد حاصل کرنے میں دشواری ہوتی ہے۔ ان میں مصنوعی حمل (Artificial Insemination)، سروگیسی (Surrogacy) اور ان وٹرو فرٹیلائزیشن (IVF) شامل ہیں۔ مصنوعی حمل میں عورت کے تولیدی راستے میں براہِ راست منی داخل کی جاتی ہے تاکہ حمل ٹھہرنے کے امکانات بڑھ جائیں۔ سروگیسی میں ایک عورت کسی دوسرے فرد یا جوڑے کے لیے اپنے رحم میں بچہ پرورش دیتی ہے اور بچے کی پیدائش کے بعد اسے ان کے حوالے کر دیتی ہے۔

ان وٹرو فرٹیلائزیشن (IVF) معاون تولیدی ٹیکنالوجیز کی ایک اہم مثال ہے۔ اس طریقے میں انڈے اور نطفے کو جسم سے باہر لیبارٹری میں ملا کر جنین (Embryo) بنایا جاتا ہے۔ اس عمل کو فرٹیلائزیشن (Fertilization) کہتے ہیں۔ اس کے بعد تیار شدہ جنین کو احتیاط سے عورت کے رحم میں منتقل کیا جاتا ہے جسے امپلانٹیشن (Implantation) کہا جاتا ہے۔ یہ طریقہ خاص طور پر بانجھ پن کا سامنا کرنے والے جوڑوں کے لیے امید کی ایک اہم صورت ہے۔

2۔ انتظامی ٹیکنالوجیز (Managerial Technologies)

انتظامی ٹیکنالوجیز وہ طریقے اور آلات ہیں جن کی مدد سے ڈاکٹر حمل کی نگرانی کرتے ہیں خاص طور پر ایسے حمل جن میں IVF یا سروگیسی استعمال کی گئی ہو۔ ان میں سب سے اہم الٹراساؤنڈ ہے۔ الٹراساؤنڈ کے ذریعے ڈاکٹر ماں کے رحم میں بچے کی نشوونما کو دیکھتے ہیں اور یہ

معلوم کرتے ہیں کہ حمل معمول کے مطابق آگے بڑھ رہا ہے یا نہیں۔اس طرح اگر کوئی مسئلہ پیدا ہو تو اس کی بروقت نشاندہی اور علاج ممکن ہو جاتا ہے۔

3۔ مانع حمل ٹیکنالوجیز (Contraceptive Technologies)

مانع حمل ٹیکنالوجیز خاندانی منصوبہ بندی میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ یہ جوڑوں کو یہ اختیار دیتی ہیں کہ وہ اپنی مرضی اور ضرورت کے مطابق بچے پیدا کریں یا حمل سے بچاؤ اختیار کریں۔ان میں کنڈوم، مانع حمل ادویات، کاپر ٹی اور نس بندی جیسے طریقے شامل ہیں۔ کنڈوم نہ صرف غیر ارادی حمل سے بچاتا ہے بلکہ جنسی طور پر منتقل ہونے والی بیماریوں سے بھی حفاظت کرتا ہے۔ جبکہ نس بندی ان افراد کے لیے مستقل حل ہے جو مستقبل میں مزید بچے پیدا نہیں کرنا چاہتے۔

4۔ نئ تولیدی ٹیکنالوجیز کے سماجی اثرات

نئ تولیدی ٹیکنالوجیز نے خاندان، والدیت اور مادریت کے روایتی تصورات کو بدل دیا ہے۔ان کی وجہ سے خاندان کی نئ صورتیں سامنے آرہی ہیں اور والدین بننے کے مختلف راستے پیدا ہوئے ہیں۔ بعض صورتوں میں والدین اپنے ہونے والے بچے کی بعض خصوصیات کے انتخاب کی کوشش بھی کر سکتے ہیں جس سے کئی اخلاقی سوالات پیدا ہوتے ہیں۔اسی طرح سپرم یا انڈہ عطیہ کرنے والے افراد بھی بچے کی جینیاتی خصوصیات میں کردار ادا کرتے ہیں۔ یہ ٹیکنالوجیز خاندانی تعلقات کو بھی نئ شکل دے رہی ہیں۔ مثال کے طور پر جب کوئی جوڑا سروگیسی کے ذریعے بچہ حاصل کرتا ہے تو سروگیٹ ماں بھی اس پورے عمل کا ایک اہم حصہ بن جاتی ہے۔

13.3 نئ تولیدی ٹیکنالوجی اور رشتہ داری

(Neo-Reproductive Technologies and Kinship Relations)

نئ تولیدی ٹیکنالوجیز (New Reproductive Technologies) نے انسانی زندگی میں اہم تبدیلیاں پیدا کی ہیں خاص طور پر ان افراد کے لیے جو قدرتی طور پر اولاد حاصل نہیں کر سکتے یا بچے پیدا کرنے میں مشکلات کا سامنا کرتے ہیں۔ایسی صورت میں لوگ حیاتیاتی طریقوں کے بجائے جدید تولیدی ذرائع اختیار کر کے اولاد حاصل کرتے ہیں۔اس کے نتیجے میں خاندان، والدیت، مادریت، صنفی کردار اور رشتہ داری کے روایتی تصورات میں نمایاں تبدیلی آرہی ہے۔ یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ نئ تولیدی ٹیکنالوجیز کوئی بالکل نئ ایجاد نہیں ہیں۔ان کی ابتدا 1978ء میں برطانیہ سے ہوئی جہاں دنیا کا پہلا کامیاب ٹیسٹ ٹیوب بے بی پیدا ہوا۔تاہم آج یہ ٹیکنالوجیز اس قدر ترقی کر چکی ہیں کہ ایک الگ اور اہم سائنسی میدان کی حیثیت اختیار کر گئی ہیں۔

حقیقت میں نئ تولیدی ٹیکنالوجیز، بائیو ٹیکنالوجی میں ہونے والی ترقی کا نتیجہ ہیں۔ان کی بدولت ایسے افراد کے لیے بھی والدین بننے کے مواقع پیدا ہوئے ہیں جن کے لیے قدرتی طریقے سے اولاد حاصل کرنا ممکن نہیں تھا جیسے بانجھ پن کا شکار جوڑے، ہم جنس جوڑے یا طلاق یافتہ اور بیوہ افراد۔ان ٹیکنالوجیز نے یہ تصور بھی چیلنج کیا ہے کہ رشتہ داری صرف خون کے رشتے یا شادی کی بنیاد پر قائم ہوتی ہے۔اب گود لینے، سروگیسی، سپرم یا انڈے کے عطیے اور دیگر جدید طریقوں کے ذریعے بھی خاندان تشکیل پا رہے ہیں۔ تاہم یہ سوال اب بھی اہم ہے کہ کیا

معاشرہ ان نئی خاندانی صورتوں کو مکمل طور پر قبول کرتا ہے یا مستقبل میں کرے گا؟ اس بارے میں مختلف معاشروں کے نظریات ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔

مختلف ثقافتوں میں خاندان کا جائز رکن بننے کے لیے الگ الگ اصول اور ضابطے موجود ہیں۔ بعض معاشروں میں صرف حیاتیاتی والدین سے پیدا ہونے والے بچوں کو ہی خاندان کا مکمل اور جائز رکن سمجھا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر کئی روایتی معاشروں میں خون کے رشتوں کو بنیادی اہمیت دی جاتی ہے اور صرف حیاتیاتی تعلق رکھنے والے افراد کو حقیقی خاندان کا حصہ مانا جاتا ہے۔ اس کے برعکس، یورپ اور شمالی امریکہ کے کئی معاشروں میں حیاتیاتی تعلق کے ساتھ ساتھ گود لینے، سروگیسی اور دیگر جدید ذرائع سے بننے والے خاندانوں کو بھی قانونی اور سماجی طور پر قبول کیا جا رہا ہے۔

ہندوستانی معاشرے میں نئی تولیدی ٹیکنالوجیز کے استعمال کے حوالے سے کئی سماجی اور ثقافتی سوالات پیدا ہوتے ہیں۔ یہاں مذہب، ذات، برادری اور خاندانی پس منظر کو بہت اہمیت دی جاتی ہے۔ اسی لیے بعض لوگ یہ سوال اٹھاتے ہیں کہ اگر سپرم یا انڈہ کسی ایسے شخص کا ہو جس کی مذہبی، نسلی یا سماجی شناخت معلوم نہ ہو تو ایسے بچے کی خاندانی حیثیت کیا ہو گی۔ اسی وجہ سے ہندوستانی معاشرے میں آج بھی حیاتیاتی تعلق کو خاندان کی بنیاد سمجھا جاتا ہے۔ عام طور پر یہی تصور کیا جاتا ہے کہ ایک خاندان اسی وقت مکمل اور جائز ہوتا ہے جب اس کے افراد کے درمیان حیاتیاتی رشتہ موجود ہو۔ یہی وجہ ہے کہ نئی تولیدی ٹیکنالوجیز نے روایتی خاندانی تصورات کے ساتھ ایک نئی سماجی بحث کو جنم دیا ہے۔

13.4 تولیدی ٹیکنالوجیز کے اثرات (Impact of New Reproductive Technologies)

افزائشِ اولاد نہ صرف ایک فرد بلکہ پورے معاشرے کی اہم ضرورت ہے۔ اولاد نہ ہونے کی صورت میں افراد کو بڑھاپے میں مختلف مسائل کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔ اسی طرح معاشرے میں نئی نسل کی کمی بھی پیدا ہو سکتی ہے۔ اسی لیے اولاد کو سماجی اور خاندانی زندگی کا ایک اہم حصہ سمجھا جاتا ہے۔ جدید تولیدی ٹیکنالوجیز کی بدولت ایسے افراد اور جوڑوں کے لیے بھی اولاد حاصل کرنا ممکن ہوا ہے جو بانجھ پن یا دیگر طبّی مسائل کی وجہ سے قدرتی طور پر بچے پیدا نہیں کر سکتے تھے۔ اسی وجہ سے ان ٹیکنالوجیز کو معاشرے میں کافی حد تک قبول کیا گیا۔ تاہم ان کے استعمال سے کئی اہم سماجی اثرات بھی سامنے آئے جنہیں درج ذیل صورتوں میں سمجھا جا سکتا ہے۔

ٹیکنالوجی اور پدرانہ نظام

حقوقِ نسواں کے ماہرین کا خیال ہے کہ نئی تولیدی ٹیکنالوجیز بعض اوقات پدرانہ نظام کو مضبوط کرتی ہیں۔ ان کے مطابق اس سوچ میں عورت کو بنیادی طور پر اولاد پیدا کرنے کا ذریعہ سمجھا جاتا ہے اور اس کی سماجی اہمیت کو زیادہ تر مادریت سے جوڑ دیا جاتا ہے۔ ان ماہرین کے مطابق نئی تولیدی ٹیکنالوجیز عورت اور مادریت کے تعلق کو مزید مضبوط بناتی ہیں۔ اس عمل میں خواتین کو مختلف طبّی مراحل سے گزرنا پڑتا ہے جن میں بعض اوقات جسمانی اور ذہنی دباؤ بھی شامل ہوتا ہے۔ ماہرِ سماجیات کوہن (Cohen) کے مطابق تولیدی عمل کے دوران خواتین کو بے ہوش کیا جاتا ہے اور مختلف طبّی آلات کے ذریعے علاج کیا جاتا ہے تاکہ حمل ممکن بنایا جا سکے۔

حقوقِ نسواں کے نقطۂ نظر کے مطابق ان ٹیکنالوجیز میں عورت کے جسم کو انڈے اور رحم جیسے مختلف حصوں میں تقسیم کر کے دیکھا

جاتا ہے۔اس وجہ سے بعض ناقدین کا خیال ہے کہ عورت کو ایک مکمل انسان کے بجائے صرف تولیدی عمل کا ذریعہ سمجھا جانے لگتا ہے۔

نئی تولیدی ٹیکنالوجی اور خواتین کی خود مختاری

دوسری طرف نئی تولیدی ٹیکنالوجیز کا ایک مثبت پہلو یہ بھی ہے کہ ان سے خواتین کی خود مختاری میں اضافہ ہوا ہے۔اب خواتین اپنی ضرورت، صحت اور حالات کے مطابق یہ فیصلہ کر سکتی ہیں کہ انہیں کب بچہ پیدا کرنا ہے اور کب نہیں۔اس تبدیلی نے خواتین کو تولیدی فیصلوں میں زیادہ اختیار دیا ہے۔اس کے نتیجے میں وہ اپنی تعلیم، ملازمت اور خاندانی زندگی کے درمیان بہتر توازن قائم کر سکتی ہیں۔تاہم نئی تولیدی ٹیکنالوجیز کے استعمال سے کچھ سماجی مسائل بھی پیدا ہوئے ہیں۔بعض معاشروں میں ان طریقوں سے پیدا ہونے والے بچوں یا ان کے والدین کو مکمل سماجی قبولیت حاصل نہیں ہوتی۔اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ بعض لوگ سپرم یا انڈے کے عطیہ دہندگان کی شناخت، مذہب، نسل، ذات یا خاندانی پس منظر کے بارے میں تحفظات رکھتے ہیں جس سے بچے کے جینیاتی نسب کے بارے میں سوالات پیدا ہوتے ہیں۔اسی لیے تولیدی ٹیکنالوجیز کے بارے میں مختلف آراء پائی جاتی ہیں۔کچھ لوگ انہیں بانجھ پن کا مؤثر حل سمجھتے ہیں جبکہ دوسرے افراد کا خیال ہے کہ یہ قدرتی تولیدی عمل سے ہٹ کر ایک نیا طریقہ اختیار کرتی ہیں جسے ہر شخص قبول نہیں کرتا۔

تولیدی ٹیکنالوجی اور پسند کے خاندان

نئی تولیدی ٹیکنالوجیز نے خاندان کے تصور میں بھی اہم تبدیلی پیدا کی ہے۔اس کی ایک مثال پسند کا خاندان ہے۔اس تصور کے مطابق خاندان صرف خون کے رشتوں یا شادی پر ہی قائم نہیں ہوتا بلکہ باہمی محبت، اعتماد، ذمہ داری اور رضامندی کی بنیاد پر بھی تشکیل پا سکتا ہے۔اس تصور میں ہم جنس جوڑوں اور دیگر غیر روایتی خاندانی صورتوں کو بھی خاندان کی جائز شکل سمجھا جاتا ہے۔یہ نظریہ اس خیال کو چیلنج کرتا ہے کہ خاندان کی بنیاد صرف حیاتیاتی تعلقات پر ہوتی ہے۔

پسند کے خاندان کا تصور یہ واضح کرتا ہے کہ رشتہ داری صرف حیاتیاتی یا ازدواجی تعلقات تک محدود نہیں ہے۔اس کے مطابق خاندانی تعلقات محبت، باہمی تعاون اور مستقل وابستگی پر بھی قائم ہو سکتے ہیں۔اس نظریے کے حامیوں کا کہنا ہے کہ خاندان کا مقصد صرف اولاد پیدا کرنا نہیں بلکہ ایک دوسرے کی جذباتی، سماجی اور نفسیاتی ضروریات کو پورا کرنا بھی ہے۔اسی لیے وہ روایتی خاندانی تصور سے ہٹ کر مختلف خاندانی شکلوں کو بھی اہمیت دیتے ہیں۔

13.5 نئی تولیدی ٹیکنالوجی پر سماجیاتی تنقید

(Sociological Criticism on New Reproductive Technologies)

نئی تولیدی ٹیکنالوجیز نے بہت سے افراد اور جوڑوں کے لیے اولاد حاصل کرنا آسان بنایا ہے لیکن ان پر مختلف سماجی، اخلاقی، قانونی اور ثقافتی بنیادوں پر تنقید بھی کی گئی ہے۔اس لیے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ ان ٹیکنالوجیز کے صرف مثبت اثرات ہی ہیں۔بہت سے ماہرین کا خیال ہے کہ ان کے استعمال سے کئی نئے مسائل بھی پیدا ہوئے ہیں۔ماہرِ سماجیات لیون (Leone) کے مطابق کئی سماجی مفکرین نئی تولیدی ٹیکنالوجیز کے اخلاقی، سماجی اور قانونی نتائج پر تشویش کا اظہار کرتے ہیں۔ان کے نزدیک ان ٹیکنالوجیز کے بڑھتے ہوئے استعمال نے ایسے

سوالات پیدا کیے ہیں جن کے حل کے لیے مناسب قوانین اور واضح اصولوں کی ضرورت ہے۔ اسی وجہ سے ان کی افادیت اور حدود پر مسلسل بحث جاری ہے۔ بعض ماہرین کا خیال ہے کہ نئی تولیدی ٹیکنالوجیز پر سرمایہ دارانہ نظام کا گہرا اثر ہے۔ ان کے مطابق یہ نظام انسانی جسم اور تولیدی صلاحیت کو ایک تجارتی شے میں تبدیل کر رہا ہے۔ اس تناظر میں ماہرِ سماجیات رابرٹ کٹزمین (Robert Kitzman) کا کہنا ہے کہ نئی تولیدی ٹیکنالوجیز نے فرٹیلٹی انڈسٹری (Fertility Industry) کو فروغ دیا ہے جہاں عورت کے انڈے، مرد کے سپرم اور رحم کو خریدنے، فروخت کرنے یا کرائے پر لینے جیسے معاملات سامنے آئے ہیں۔ ان کے مطابق اس صورتِ حال سے انسانی صحت، انسانی جذبات اور انسانی وقار سے متعلق کئی سوالات پیدا ہوتے ہیں۔ مختلف طبّی طریقوں کے بار بار استعمال سے صحت پر منفی اثرات پڑ سکتے ہیں جبکہ سروگیسی کے دوران وہ عورت جو کسی دوسرے کے لیے بچہ اپنے رحم میں رکھتی ہے اسے جسمانی اور جذباتی مشکلات کا بھی سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔

اسی طرح نئی تولیدی ٹیکنالوجیز نے میڈیکل ٹورازم (Medical Tourism) کو بھی فروغ دیا ہے۔ چونکہ یہ سہولیات ہر ملک میں یکساں طور پر دستیاب نہیں ہوتیں اس لیے بہت سے لوگ علاج یا تولیدی خدمات حاصل کرنے کے لیے دوسرے ممالک کا سفر کرتے ہیں۔ ماہرِ نفسیات اور سماجیات پٹیل (Patel) کے مطابق نئی تولیدی ٹیکنالوجیز نے تولیدی عمل کو ایک طبّی مسئلہ بنا دیا ہے۔ اب جو افراد اولاد حاصل نہیں کر سکتے وہ علاج کے لیے طبّی مراکز سے رجوع کرتے ہیں جبکہ کچھ افراد سپرم، انڈہ یا سروگیسی کے ذریعے دوسروں کو والدین بننے میں مدد دیتے ہیں۔ اس طرح مریض اور عطیہ دہندہ (Donor) دونوں اس طبّی نظام کا حصہ بن جاتے ہیں۔ پٹیل کا کہنا ہے کہ اس شعبے میں واضح اور جامع قوانین کی کمی کی وجہ سے بعض اوقات افراد کے حقوق متاثر ہوتے ہیں۔ اسی لیے وہ اس میدان میں مضبوط قانونی ضابطوں کی ضرورت پر زور دیتے ہیں۔

ایک اور اہم تنقید مادریت کے تصور سے متعلق ہے۔ نئی تولیدی ٹیکنالوجیز نے اس روایتی تصور کو بدل دیا ہے کہ ماں کون ہوتی ہے، مادریت کا تجربہ کیسے حاصل ہوتا ہے اور ماں اور بچے کے درمیان تعلق کس بنیاد پر قائم ہوتا ہے۔ اب جینیاتی ماں، حمل رکھنے والی ماں (سروگیٹ ماں) اور بچے کی پرورش کرنے والی ماں مختلف افراد بھی ہو سکتے ہیں جس سے مادریت کی روایتی تعریف مزید پیچیدہ ہو گئی ہے۔ ہندوستان جیسے معاشروں میں مذہب سماجی زندگی اور خاندانی رشتوں کی تشکیل میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ نئی تولیدی ٹیکنالوجیز چونکہ خاندان، والدیت اور مادریت کے روایتی تصورات میں تبدیلی لا رہی ہیں اس لیے بعض مذہبی حلقے انہیں اپنے عقائد اور روایات کے لیے ایک چیلنج سمجھتے ہیں۔ اس طرح روایت اور جدیدیت کے درمیان نئی بحث جنم لیتی ہے۔

نئی تولیدی ٹیکنالوجیز نے رشتہ داری اور تولید سے متعلق کئی اہم سوالات بھی پیدا کیے ہیں مثلاً:

- کیا تولید کا تصور تمام معاشروں میں ایک جیسا ہے؟
- رشتہ داری کی تشکیل کن بنیادی عناصر پر ہوتی ہے؟
- کیا رشتہ داری کے موجودہ نظریات نئی تولیدی ٹیکنالوجیز سے پیدا ہونے والی صورتِ حال کی مکمل وضاحت کر سکتے ہیں؟

13.6 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

اس اکائی میں ہم نے نئی تولیدی ٹیکنالوجی کے مفہوم، اس کی مختلف اقسام اور اس کے سماجی اثرات کا مطالعہ کیا۔ ہم نے یہ سمجھا کہ ان ٹیکنالوجیز نے والدیت، مادریت اور رشتہ داری کے روایتی تصورات کو نئی شکل دی ہے۔ اس کے ساتھ ہی یہ بھی معلوم ہوا کہ نئی تولیدی ٹیکنالوجیز نے ماں اور مادریت کی روایتی تعریف کو چیلنج کیا ہے۔ ہم نے یہ بھی سیکھا کہ ان ٹیکنالوجیز نے تولیدی عمل کو صرف ایک فطری یا حیاتیاتی عمل تک محدود نہیں رہنے دیا بلکہ اسے طبّی نظام سے بھی جوڑ دیا ہے۔ اس کے نتیجے میں اب بعض صورتوں میں انسانی تولید کا عمل لیبارٹریوں میں بھی انجام دیا جاسکتا ہے۔ اس پیش رفت نے انسانی زندگی کی تخلیق، والدینیت اور رشتہ داری سے متعلق کئی نئے سماجی، اخلاقی اور قانونی سوالات پیدا کیے ہیں۔ اگرچہ نئی تولیدی ٹیکنالوجیز نے بانجھ پن کا شکار افراد اور جوڑوں کے لیے اولاد حاصل کرنے کے نئے امکانات پیدا کیے ہیں، خواتین کو تولیدی فیصلوں میں زیادہ اختیار دیا ہے اور خاندانی تشکیل کے نئے راستے فراہم کیے ہیں لیکن ان کے استعمال سے کئی چیلنجز بھی سامنے آئے ہیں۔ مثال کے طور پر، بچے کی جینیاتی شناخت، والدین کی قانونی حیثیت، مادریت کی نئی تشریحات، اخلاقی اقدار اور انسانی جسم کے تجارتی استعمال جیسے مسائل پر مختلف آراء پائی جاتی ہیں۔ اسی وجہ سے نئی تولیدی ٹیکنالوجیز آج بھی سماجی، اخلاقی، قانونی اور ثقافتی مباحث کا ایک اہم موضوع ہیں۔

13.7 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

معروضی جوابات کے حامل سوالات (Model Examination Questions)

1۔ نئی تولیدی ٹیکنالوجی نے ولدیت اور خاندانی حرکیات کے روایتی تصورات کو کیسے متاثر کیا ہے؟

(a) اس نے روایتی خاندانی ڈھانچے کو تقویت دی ہے۔ (b) اس نے والدینیت کو خصوصی طور پر حیاتیاتی بنا دیا ہے۔

(c) اس نے روایتی تصورات کو چیلنج کر کے اسے توسیع دی ہے۔ (d) اس کا روایتی تصورات پر کوئی اثر نہیں پڑا۔

2۔ مندرجہ ذیل میں سے کون سی نئی تولیدی ٹیکنالوجی میں انتظامی ٹیکنالوجی کی مثال ہے؟

(a) ان وٹرو فرٹیلائزیشن (IVF) (b) سروگیسی

(c) حمل کے دوران الٹراساؤنڈ (d) کنڈوم کا استعمال

3۔ نئی تولیدی ٹیکنالوجی میں مانع حمل ٹیکنالوجیز (Contraceptive Technology) کی بنیادی توجہ کیا ہے؟

(a) بچے کی پیدائش میں مدد کرنا (b) حمل کی روک تھام

(c) جینیاتی نسب کو بڑھانا (d) سروگیسی کی سہولت فراہم کرنا

4۔ نئی تولیدی ٹیکنالوجی میں کونسیپٹو ٹیکنالوجیز (Conceptive Technologies) کے پیچھے مرکزی تصور کیا ہے؟

(a) حمل کو روکنا (b) جینیاتی تنوع کو بڑھانا

(c) مانع حمل کے ساتھ مدد کرنا (d) لوگوں کو غیر روایتی طریقوں سے حاملہ ہونے میں مدد کرنا

5۔ کونسی تولیدی ٹیکنالوجی میں ایک عورت سے انڈوں کو نکال کر دوسری عورت کے رحم میں منتقل کیا جاتا ہے؟

(a) مصنوعی حمل (b) سروگیسی

(c) ان وٹرو فرٹیلائزیشن (d) مانع حمل ٹیکنالوجیز

6۔ نئی تولیدی ٹیکنالوجی رشتہ داری کی روایتی سمجھ کو کیسے چیلنج کرتا ہے؟

(a) یہ روایتی رشتہ داری کے ڈھانچے کو تقویت دیتا ہے۔

(b) یہ رشتہ داری کو صرف حیاتیاتی رشتوں تک محدود رکھتا ہے۔

(c) یہ جینیاتی اور تکنیکی عوامل کی بنیاد پر رشتہ داری کی نئی تعریف کرتا ہے۔

(d) اس کا روایتی رشتہ داری پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

7۔ خواتین کے تولیدی انتخاب کے حوالے سے نئی تولیدی ٹیکنالوجی کا کلیدی سماجی اثر کیا ہے؟

(a) یہ خواتین کے انتخاب اور حقوق کو محدود کرتا ہے۔ (b) یہ خواتین کو تولید پر زیادہ کنٹرول دے کر بااختیار بناتا ہے۔

(c) یہ تولید میں خواتین کے کردار کو ختم کرتا ہے۔ (d) یہ روایتی صنفی کردار کو نافذ کرتا ہے۔

8۔ نئی تولیدی ٹیکنالوجی نیوکلیئر خاندان کے روایتی تعلق کو کیسے چیلنج کرتا ہے؟

(a) یہ روایتی نیوکلیئر خاندان کے ماڈل کو تقویت دیتا ہے۔

(b) یہ خاندان کے اندر حیاتیاتی تعلقات پر زور دیتا ہے۔

(c) یہ متنوع خاندانی ڈھانچے جیسے ہم جنس جوڑے کو مضبوطی فراہم کرتا ہے۔

(d) یہ لوگوں کو خاندان بنانے سے روکتا ہے۔

9۔ نئی تولیدی ٹیکنالوجیز نے مادریت کی روایتی سمجھ کو کیسے متاثر کیا ہے؟

(a) اس نے روایتی سمجھ کو تقویت دی ہے۔ (b) اس نے مادریت کو مکمل طور پر حیاتیات پر مبنی بنایا ہے۔

(c) اس نے مادریت کے تصور کو حیاتیات سے آگے بڑھایا ہے۔ (d) اس نے مادریت کا تصور ختم کر دیا ہے۔

10۔ نئی تولیدی ٹیکنالوجی والدین کی روایتی سمجھ کو کیسے چیلنج کرتے ہیں؟

(a) ماں اور باپ کے روایتی کردار کو تقویت دے کر (b) جینیاتی اور حملاتی کرداروں کو الگ کر کے

(c) ولدیت کے تصور کو ختم کر کے (d) شادی کی اہمیت پر زور دیتے ہوئے

مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)

1۔ نئی تولیدی ٹیکنالوجی کیا ہیں؟

2۔ ان وٹرو فرٹیلائزیشن یا IVF کیا ہے؟

3۔ نئی تولیدی ٹیکنالوجی کے کوئی دو منفی نتائج لکھیں۔

4۔ نئی تولیدی ٹیکنالوجیز نے رشتہ داری کے روایتی تصور کو کس طرح متاثر کیا ہے؟

5۔ پسند کے خاندان (Families by Choice) سے کیا مراد ہے؟

طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)

1۔ مناسب مثالوں کے ساتھ نئی تولیدی ٹیکنالوجیز کے سماجی مضمرات کو تفصیل سے لکھیں۔

2۔ تفصیل سے لکھیں کہ نئی تولیدی ٹیکنالوجیز کس طرح رشتہ داریوں کو بدل رہا ہے۔

3۔ نئی تولیدی ٹیکنالوجیز پر ہونے والی سماجی تنقید کا تفصیل سے جائزہ لیں۔

13.8 تجویز کردہ اکتسابی مواد (Suggested Learning Materials)

1۔ Carsten, Janet (eds.) 2000 Cultures of Relatedness: New Approaches to the Study of Kinship.UK: Cambridge University Press.

2۔ Constitutive Knowledge: Tracing Trajectories of information in New

a) Contexts of Relatedness in Anthropological Quarterly Vol. 80, No.2 Kinship and Globalization (Spring 2007) pp 403-426.

3۔ Holy, Ladislav 1996. Anthropological Perspectives on Kinship. London: Pluto Press

4۔ Kahn, Susan Martha. 2004. "Eggs and Wombs: The Origins of Jewishness" in Robert Parkin and Linda Stone (eds.) Kinship and Family: An Anthropological Reader. U.S. A.: Blackwell Pg 362-377.

5۔ Levine, Nancy. 2008. "Alternative Kinship, Marriage and Reproduction" in Annual Review of Anthropology. Vol. 37 (2008) pp-375-389.

6۔ Marwah, Vrinda and Sarojini N. 2011. "Reinventing Reproduction, Re-conceiving challenges: An Examination of Assisted Reproductive Technologies in India" in Economic and Political Weekly. Vol. 46, No. 43

(October 22-28).

7- Patel, Tulsi. 2013. “Assisted Reproductive Technologies (ART) and Public Health: Exploring the Oxymoron” in Indian Anthropologist. Vol. 43, No.1 (January –June): 65-78.

8- Schneider, R. 1980. American Kinship: A Cultural Account. Chicago: University of Chicago Press

اکائی 14۔ شادی اور نقل مکانی

(Marriage Migration)

اکائی کے اجزا

14.0 تمہید

14.1 مقاصد

14.2 شادی اور نقل مکانی: ایک تعارف

14.3 شادی اور نقل مکانی کے عوامل

14.4 شادی اور نقل مکانی کے مثبت اور منفی پہلو

14.5 شادی اور نقل مکانی اور رشتہ داری/خاندانی روابط

14.6 شادی اور نقل مکانی اور شادی کے ہندوستانی قواعد

14.7 شادی اور بین الاقوامی ہجرت

14.8 اکتسابی نتائج

14.9 نمونہ امتحانی سوالات

14.10 تجویز کردہ اکتسابی مواد

14.0 تمہید (Introduction)

شادی اور نقل مکانی کا آپس میں گہرا تعلق ہے۔ جب ایک مرد اور عورت کی شادی ہوتی ہے تو عموماً عورت اپنے شوہر کے گھر منتقل ہو جاتی ہے۔ ہندوستان کے بیشتر حصوں میں یہ ایک عام سماجی رواج ہے۔ اسی لیے شادی کے بعد ہونے والی نقل مکانی زیادہ تر خواتین کرتی ہیں، خصوصاً دیہی علاقوں کی خواتین، جبکہ مرد عموماً ملازمت، کاروبار یا روزگار کی غرض سے نقل مکانی کرتے ہیں۔

اس اکائی میں ہم شادی اور نقل مکانی کے باہمی تعلق کا مطالعہ کریں گے۔ سب سے پہلے یہ سمجھیں گے کہ لوگ شادی کی وجہ سے نقل مکانی کیوں کرتے ہیں۔ اس کے بعد مختلف علاقوں میں شادی سے متعلق نقل مکانی کے انداز اور اس کے سماجی اثرات کا جائزہ لیں گے۔ پھر شادی کے بعد ہونے والی نقل مکانی کے فوائد اور چیلنجز پر گفتگو کریں گے، نیز خاندانی نیٹ ورک اور شادی کے قواعد کے کردار کو بھی سمجھیں گے۔ آخر میں، بین الاقوامی شادی کے نتیجے میں ہونے والی نقل مکانی کا مختصر جائزہ پیش کیا جائے گا۔

14.1 مقاصد(Objectives)

اس اکائی کے مطالعے کے بعد طلبہ:

- سمجھیں گے کہ شادی اور نقل مکانی کا آپس میں کیا تعلق ہے اور شادی کے بعد نئی جگہ منتقل ہونے کی وجوہات کو جانیں گے۔
- جانیں گے کہ لوگ شادی کے بعد کیوں نقل مکانی کرتے ہیں اور اس کے مختلف اسباب نیز افراد اور معاشرے پر اس کے اثرات کو سمجھیں گے۔
- سمجھیں گے کہ خاندانی روابط اور رشتہ داریاں شادی کے بعد ہونے والی نقل مکانی کے فیصلے کو کس طرح متاثر کرتی ہیں۔
- شادی سے متعلق سماجی و ثقافتی قواعد اور نقل مکانی کے درمیان تعلق کو سمجھ سکیں گے۔

14.2 شادی اور نقل مکانی: ایک تعارف

(Marriage and Migration: An Introduction)

شادی کی نقل مکانی (Marriage Migration) سے مراد شادی کی وجہ سے کسی فرد، خصوصاً عورت کا اپنے آبائی گھر، علاقے یا ملک سے کسی دوسری جگہ منتقل ہونا ہے۔ ہندوستان میں شادی کے بعد نقل مکانی زیادہ تر خواتین کرتی ہیں جو اپنے شوہر اور اس کے خاندان کے ساتھ رہنے کے لیے اس کے گھر یا علاقے میں منتقل ہو جاتی ہیں۔ اعداد و شمار کے مطابق ہندوستان میں خواتین کی نقل مکانی کی سب سے بڑی وجہ شادی ہے۔ 2011 کی مردم شماری کے مطابق ملک میں تقریباً 7.8 کروڑ (78 ملین) افراد نے شادی کی وجہ سے نقل مکانی کی جن میں اکثریت خواتین کی تھی۔ دیہی علاقوں کی تقریباً 90 فیصد خواتین شادی کے بعد اپنے آبائی گھر سے شوہر کے گھر منتقل ہو جاتی ہیں۔

ہندوستان کے بڑے شہری مراکز، جیسے دہلی، ممبئی، کولکاتا اور چنئی شادی کی وجہ سے نقل مکانی کرنے والوں کی اہم منزلیں ہیں۔ بین الاقوامی سطح پر بھی شادی نقل مکانی کی ایک اہم وجہ ہے۔ بین الاقوامی تنظیم برائے نقل مکانی (IOM) کے مطابق دنیا بھر کے بین الاقوامی مہاجرین میں ایک قابل ذکر تعداد ایسے افراد کی ہے جنھوں نے شادی کی وجہ سے نقل مکانی کی ہے۔ ترقی یافتہ ممالک، جیسے امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا اور برطانیہ، بین الاقوامی شادی کے بعد منتقل ہونے والوں کی اہم منزلیں ہیں جبکہ بھارت، چین، فلپائن اور تھائی لینڈ ان ممالک میں شامل ہیں جہاں سے بڑی تعداد میں لوگ شادی کے بعد دوسرے ممالک منتقل ہوتے ہیں۔ بین الاقوامی شادیوں میں خواتین کی تعداد مردوں کے مقابلے میں زیادہ ہے اور ان میں سے زیادہ تر کی عمر 20 سے 29 سال کے درمیان ہوتی ہے۔

شادی کی نقل مکانی صرف میاں بیوی کی زندگی کو ہی متاثر نہیں کرتی بلکہ اس کے اثرات خاندان، رشتہ داری، سماجی تعلقات اور پوری کمیونٹی پر بھی پڑتے ہیں۔ اسی لیے شادی کی نقل مکانی کے اسباب، اس کے اثرات اور اس سے وابستہ سماجی تبدیلیوں کو سمجھنا نہایت ضروری ہے۔

14.3 شادی اور نقل مکانی کے عوامل (Factors of Marriage Migration)

شادی کی وجہ سے ہونے والی نقل مکانی پر سماجی اور ثقافتی عوامل گہرا اثر ڈالتے ہیں۔ ہر معاشرہ شادی سے متعلق کچھ اصول اور روایات وضع کرتا ہے، جو یہ طے کرتے ہیں کہ شادی کس سے کی جاسکتی ہے اور شادی کے بعد میاں بیوی کہاں رہیں گے۔ یہی اصول شادی کے بعد ہونے والی نقل مکانی کی نوعیت کو بھی متاثر کرتے ہیں۔ ان اصولوں میں انڈوگیمی (Endogamy) اور ایگزوگیمی (Exogamy) خاص اہمیت رکھتے ہیں۔ انڈوگیمی سے مراد یہ ہے کہ فرد اپنی ہی ذات، برادری، قبیلے یا سماجی گروہ میں شادی کرے۔ اس اصول کے تحت لوگ اپنی ہی برادری میں مناسب رشتہ تلاش کرتے ہیں چاہے اس کے لیے انہیں دور دراز علاقوں میں جانا پڑے۔ اس طرح شادی کے نتیجے میں نقل مکانی بھی عمل میں آتی ہے۔

اس کے برعکس ایگزوگیمی کا اصول یہ ہے کہ فرد اپنے قریبی رشتہ داروں، خاندان، قبیلے یا بعض اوقات اپنے ہی گاؤں میں شادی نہیں کر سکتا۔ اس لیے اسے اپنے خاندان یا گاؤں سے باہر رشتہ تلاش کرنا پڑتا ہے۔ اس عمل کے نتیجے میں بھی شادی کے بعد نقل مکانی ناگزیر ہو جاتی ہے۔ پدرسری (Patriarchal) معاشروں میں عموماً پٹری لوکل (Patrilocal) رہائش کا نظام رائج ہوتا ہے۔ اس نظام میں شادی کے بعد دلہن اپنے شوہر کے گھر یا گاؤں منتقل ہو جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہندوستان میں شادی کی وجہ سے نقل مکانی کرنے والوں میں خواتین کی تعداد مردوں کے مقابلے میں کہیں زیادہ ہے۔

شہری علاقوں میں بھی بہت سی خواتین شادی کے بعد نقل مکانی کرتی ہیں۔ بعض صورتوں میں وہ ملازمت یا تعلیم کی وجہ سے کچھ عرصہ شہر میں رہتی ہیں لیکن شادی کے بعد شوہر کے ساتھ رہنے کے لیے اس کے گھر یا آبائی علاقے منتقل ہو جاتی ہیں۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ معاشرہ عموماً خواتین سے توقع کرتا ہے کہ وہ شادی کے بعد اپنی خاندانی ذمہ داریاں شوہر کے گھر میں ادا کریں۔ اس طرح شادی کے بعد خواتین کی نقل مکانی سماجی روایات اور خاندانی نظام کا ایک اہم حصہ بن جاتی ہے۔

14.4 شادی اور نقل مکانی کے مثبت اور منفی پہلو

(Positive and Negative Aspects of Marriage Migration)

شادی کی وجہ سے ہونے والی نقل مکانی کے مثبت اور منفی دونوں پہلو ہیں۔ ایک طرف یہ افراد کو نئی زندگی، نئے سماجی تعلقات اور بہتر مواقع فراہم کرتی ہے جبکہ دوسری طرف اس کے نتیجے میں کئی سماجی، معاشی اور نفسیاتی مسائل بھی پیدا ہو سکتے ہیں۔ شادی کے بعد نئی جگہ منتقل ہونے والی خواتین کو نئے ماحول، نئی ثقافت اور نئے خاندانی نظام سے خود کو ہم آہنگ کرنا پڑتا ہے۔ اگر شادی کسی دوسرے ملک میں ہو تو انہیں قانونی، سماجی اور ثقافتی مسائل کا بھی سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔ حالیہ برسوں میں بیرونِ ملک شادیوں میں اضافے کے ساتھ خواتین کے ساتھ دھوکہ دہی، استحصال، گھریلو تشدد اور جہیز سے متعلق مسائل کے واقعات بھی سامنے آئے ہیں۔

ہندوستان میں بھی شادی کی وجہ سے دوسری جگہ منتقل ہونے والی بعض خواتین کو جسمانی، ذہنی اور جنسی استحصال کا سامنا کرنا پڑتا

ہے۔ خاص طور پر ان علاقوں میں جہاں خواتین کی تعداد مردوں کے مقابلے میں کم ہے وہاں دوسرے صوبوں سے دلہنیں لائی جاتی ہیں۔ یہ صورتِ حال شمال مغربی ہندوستان، خصوصاً ہریانہ اور پنجاب میں زیادہ دیکھی جاتی ہے جہاں لڑکیوں کی کم تعداد کی وجہ سے دوسرے علاقوں سے شادیاں کی جاتی ہیں۔

ماہرِ سماجیات رویندر کور (Ravinder Kaur) کے مطابق مغربی بنگال اور دیگر مشرقی ریاستوں کی خواتین شادی کے بعد ہریانہ، پنجاب اور اتر پردیش جیسے ثقافتی طور پر مختلف علاقوں میں منتقل ہوتی ہیں۔ اس رجحان کو میل آرڈر برائیڈ (Mail-Order Bride - MOB) بھی کہا جاتا ہے۔ پنجاب اور ہریانہ میں مغربی بنگال کے علاوہ آسام، بہار، مہاراشٹرا، تریپورہ اور کیرالہ سے بھی خواتین شادی کے ذریعے آتی ہیں جن میں بنگالی دلہنوں کی تعداد زیادہ ہے۔ بعض غریب خاندان معاشی مشکلات اور جہیز کے بڑھتے ہوئے اخراجات کی وجہ سے اپنی بیٹیوں کی شادیاں دور دراز علاقوں میں کر دیتے ہیں۔ بعض صورتوں میں یہ خواتین صرف بیوی کا کردار ادا نہیں کرتیں بلکہ ان سے گھریلو کام یا مزدوری بھی لی جاتی ہے جس کی وجہ سے انہیں استحصال کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

شادی کی وجہ سے ہونے والی نقل مکانی بعض اوقات انسانی اسمگلنگ، استحصال اور جنسی تجارت جیسے سنگین جرائم سے بھی منسلک ہو جاتی ہے۔ کچھ مجرم گروہ روزگار یا شادی کا جھانسہ دے کر خواتین اور لڑکیوں کو بڑے شہروں میں لے جاتے ہیں اور بعد میں ان کا استحصال کرتے ہیں۔ مختلف مطالعات کے مطابق مغربی بنگال خواتین اور بچوں کی اسمگلنگ کے حوالے سے ایک اہم ماخذ، راستہ اور منزل کے طور پر بھی سامنے آیا ہے۔

بعض صورتوں میں بنگلہ دیش سے آنے والی دلہنوں کو مزید مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ انہیں اپنے والدین اور رشتہ داروں سے رابطہ رکھنے میں دشواری پیش آتی ہے شہریت کے مسائل ہوتے ہیں اور بعض اوقات انہیں اپنے آبائی گھر جانے کی بھی اجازت نہیں دی جاتی۔ ایسے حالات میں خاندانی تعاون نہ ہونے کی وجہ سے ان کی مشکلات مزید بڑھ جاتی ہیں۔ اس قسم کی دور دراز شادیاں مختلف سماجی اور معاشی عوامل کا نتیجہ ہوتی ہیں جن میں خواتین کی کم تعداد، غربت، جہیز کا دباؤ اور روزگار کی کمی شامل ہیں۔ غریب خاندان بہتر مستقبل یا معاشی مجبوری کی وجہ سے اپنی بیٹیوں کی شادی دور دراز علاقوں میں کر دیتے ہیں جبکہ جن علاقوں میں خواتین کی کمی ہوتی ہے وہاں کے مرد دوسرے صوبوں سے دلہنیں تلاش کرتے ہیں۔ تاہم بعض خواتین اپنی بہتر معاشی اور سماجی زندگی کی امید میں اپنی مرضی سے بھی دوسری جگہ شادی کر کے منتقل ہوتی ہیں۔

تحقیقی مطالعات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس قسم کی بین العلاقائی شادیاں صرف نچلی ذاتوں تک محدود نہیں بلکہ مختلف ذاتوں اور معاشی طبقات میں بھی پائی جاتی ہیں۔ اس کے علاوہ خواتین کی یہ نقل مکانی عموماً ایک ہی سمت میں ہوتی ہے یعنی مشرقی اور جنوبی ریاستوں سے شمال مغربی ریاستوں کی طرف۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ جن علاقوں میں دلہنوں کی کمی ہوتی ہے وہاں مقامی خواتین کی سماجی اہمیت اور شادی کے امکانات بڑھ جاتے ہیں۔ ایسے حالات میں بعض اوقات دلہن کے خاندان کو پہلے کے مقابلے میں زیادہ عزت، بہتر شرائط یا زیادہ معاشی فوائد بھی حاصل ہوتے ہیں۔

14.5 شادی، نقل مکانی اور خاندانی روابط

(Marriage Migration and Kinship Networks)

شادی اور نقل مکانی کا سماجی رسم و رواج، خاندانی نظام اور رشتہ داری سے گہرا تعلق ہے۔ حقوقِ نسواں کے ماہرین کے مطابق خواتین کی نقل مکانی کو صرف شادی کی وجہ سے ہونے والی نقل مکانی تک محدود نہیں سمجھنا چاہیے۔ ان کے نزدیک خواتین شادی کے علاوہ تعلیم، ملازمت، معاشی ضروریات اور دیگر سماجی وجوہات کی بناپر بھی نقل مکانی کرتی ہیں۔ اس لیے خواتین کی نقل مکانی کو وسیع سماجی تناظر میں سمجھنا ضروری ہے۔

حقوقِ نسواں کے مفکرین یہ بھی کہتے ہیں کہ شادی کے بعد ہونے والی نقل مکانی کو صرف ایک خاندانی عمل نہیں بلکہ ایک معاشی عمل کے طور پر بھی دیکھا جاسکتا ہے۔ ان کے مطابق شادی سے متعلق زیادہ تر بحث میں مردوں کے کردار، کام اور ذمہ داریوں پر توجہ دی جاتی ہے جبکہ خواتین کی محنت، ذمہ داریوں اور تجربات کو اکثر نظرانداز کر دیا جاتا ہے۔

شادی ایک اہم سماجی ادارہ ہے۔ اس کا مقصد صرف دو افراد کی ذاتی یا جذباتی ضروریات پوری کرنا نہیں بلکہ خاندان اور معاشرے کے استحکام کو بھی برقرار رکھنا ہے۔ اسی لیے ہر معاشرہ شادی اور شادی کے بعد رہائش کے بارے میں اپنے مخصوص اصول اور روایات رکھتا ہے۔ بشریات (Anthropology) میں شادی کے بعد رہائش کے مختلف طریقوں کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔ بعض اوقات میاں بیوی شادی کے بعد ایک نئے گھر میں رہتے ہیں، بعض معاشروں میں بیوی شوہر کے گھر منتقل ہو جاتی ہے جبکہ کچھ معاشروں میں شوہر بیوی کے گھر رہنے چلا جاتا ہے۔

ہندوستان سمیت بیشتر پدر سری (Patriarchal) معاشروں میں سب سے زیادہ رائج طریقہ ویری لوکل رہائش (Virilocal Residence) ہے جس میں شادی کے بعد بیوی اپنے شوہر کے گھر یا اس کے خاندان کے ساتھ رہنے لگتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ شادی کے بعد نقل مکانی زیادہ تر خواتین کرتی ہیں۔ اسی طرح مختلف معاشروں میں شادی سے متعلق ایسے اصول بھی موجود ہوتے ہیں جو اپنے قریبی خاندان یا مخصوص سماجی گروہ کے اندر شادی کی اجازت نہیں دیتے۔ مثال کے طور پر ہندو معاشرے میں گوتر (Gotra) سے باہر شادی کرنا ضروری سمجھا جاتا ہے جبکہ بعض قبائلی معاشروں میں اپنے قبیلے (Clan) سے باہر شادی کی جاتی ہے۔ اسی طرح بعض علاقوں میں گاؤں سے باہر شادی (Village Exogamy) کا اصول بھی رائج ہے۔ ان اصولوں کی وجہ سے شریکِ حیات اکثر کسی دوسرے خاندان، گاؤں یا علاقے سے تعلق رکھتا ہے جس کے نتیجے میں شادی کے بعد نقل مکانی ہوتی ہے۔

ماہرین کے مطابق شادی کے بعد رہائش کے فیصلے کو سمجھنے کے لیے صرف یہ دیکھنا کافی نہیں کہ شوہر یا بیوی میں سے کون منتقل ہوتا ہے بلکہ یہ جاننا زیادہ اہم ہے کہ کسی معاشرے میں شادی اور خاندانی رشتوں سے متعلق سماجی اور ثقافتی اصول کیا ہیں۔ یہی اصول اس بات کا تعین کرتے ہیں کہ شادی کے بعد رہائش کہاں ہو گی اور نقل مکانی کس صورت میں ہو گی۔

14.6 شادی اور نقل مکانی اور شادی کے ہندوستانی قواعد

(Marriage Migration and the Indian Rules of Marriage)

ہندوستان میں شادی کا نظام مختلف سماجی اور ثقافتی اصولوں پر قائم ہے۔ یہی اصول یہ طے کرتے ہیں کہ شادی کس سے کی جاسکتی ہے اور شادی کے بعد نقل مکانی کس طرح ہوگی۔ ان اہم اصولوں میں سے ایک اینڈوگیمی (Endogamy) ہے۔ اس اصول کے مطابق فرد کو اپنی ہی ذات، برادری یا مذہبی گروہ میں شادی کرنی چاہیے البتہ اپنے قریبی خونی رشتہ داروں سے شادی کی اجازت نہیں ہوتی۔ ہندوستانی معاشرے میں ذات پات کو شادی کے نظام میں مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ عام طور پر لوگوں سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ اپنی ہی ذات میں شادی کریں اگرچہ اس ذات کے اندر سماجی یا معاشی حیثیت مختلف ہوسکتی ہے۔

ایک اور اہم اصول ہائپر گیمی (Hypergamy) ہے۔ اس کے مطابق عورت کی شادی ایسے مرد سے ہونا بہتر سمجھی جاتی ہے جو سماجی یا معاشی حیثیت میں اس سے بلند ہو۔ اسی طرح روایتی طور پر دلہا کے خاندان کو زیادہ عزت دی جاتی ہے جبکہ دلہن دینے والے خاندان کا سماجی مقام نسبتاً کم سمجھا جاتا ہے۔ شمالی ہندوستان کے بعض علاقوں میں ولیج ایگزوگیمی (Village Exogamy) کا اصول رائج ہے۔ اس اصول کے مطابق شادی اپنے ہی گاؤں میں نہیں بلکہ کسی دوسرے گاؤں میں کی جاتی ہے۔ اس وجہ سے شادی کے بعد خواتین کو ایک گاؤں سے دوسرے گاؤں منتقل ہونا پڑتا ہے۔

ہندوستان میں جہیز بھی شادی کا ایک اہم سماجی رواج رہا ہے۔ اس میں دلہن کا خاندان دلہا کے خاندان کو رقم، تحائف یا دیگر اشیاء دیتا ہے۔ بہت سے روایتی معاشروں میں جہیز کے ساتھ ہونے والی شادی کو ایک مثالی شادی سمجھا جاتا رہا ہے اگرچہ اس رسم سے کئی سماجی مسائل بھی پیدا ہوئے ہیں۔ جنوبی ہندوستان میں شادی کے بعض اصول شمالی ہندوستان سے مختلف ہیں۔ یہاں بعض قریبی رشتہ داروں کے درمیان شادی کو جائز سمجھا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر کراس کزن میرج (Cross Cousin Marriage) کو قبول کیا جاتا ہے جس میں ایک بھائی اور ایک بہن اپنے بچوں کی آپس میں شادی کر سکتے ہیں۔

اس کے برعکس پیرالل کزن میرج (Parallel Cousin Marriage) کو عام طور پر قبول نہیں کیا جاتا۔ اس سے مراد دو بھائیوں کے بچوں یا دو بہنوں کے بچوں کی آپس میں شادی ہے جسے کئی جنوبی ہندوستانی برادریاں مناسب نہیں سمجھتیں۔ ہندوستان کی معروف ماہر سماجیات پیٹریشیا اوبروئے (Patricia Uberoi) نے جنوبی ہندوستان کے شادی کے اصولوں کا تفصیل سے مطالعہ کیا ہے۔ ان کے مطابق جنوبی ہندوستان میں قریبی رشتہ داروں میں شادی کا رواج زیادہ ہے جبکہ شمالی ہندوستان میں عموماً خاندان اور گاؤں سے باہر شادی کو ترجیح دی جاتی ہے۔ ان تمام اصولوں سے یہ واضح ہوتا ہے کہ ہندوستان میں شادی کی وجہ سے ہونے والی نقل مکانی صرف ذاتی فیصلہ نہیں بلکہ سماجی اور ثقافتی اصولوں سے متاثر ہوتی ہے۔ چونکہ زیادہ تر معاشروں میں شادی کے بعد عورت اپنے شوہر کے گھر منتقل ہوتی ہے اس لیے شادی کی وجہ سے نقل مکانی زیادہ تر خواتین ہی کرتی ہیں۔

14.7 شادی اور بین الاقوامی ہجرت (Transnational Marriage Migration)

شادی اور نقل مکانی کا ایک اہم پہلو بین الاقوامی شادی کی نقل مکانی ہے۔ اس سے مراد ایسی شادیاں ہیں جن میں افراد اپنے شریکِ حیات سے شادی کے لیے کسی دوسرے ملک منتقل ہوتے ہیں یا دوسرے ملک کے فرد سے شادی کرتے ہیں۔ ہندوستان دنیا کے ان ممالک میں شامل ہے جہاں سے بڑی تعداد میں لوگ بیرونِ ملک رہائش اختیار کرتے ہیں۔ 2020 کے اعداد و شمار کے مطابق تقریباً 1.8 کروڑ (18 ملین) ہندوستانی نژاد افراد متحدہ عرب امارات، سعودی عرب، امریکہ اور دیگر ممالک میں مقیم تھے۔ اس وجہ سے دنیا کے مختلف ممالک میں ہندوستانی خاندانوں اور رشتہ داریوں کا ایک وسیع نیٹ ورک قائم ہو چکا ہے۔

بیرونِ ملک رہنے والے بہت سے ہندوستانی اپنے آبائی ملک سے ہی شریکِ حیات کا انتخاب کرنا پسند کرتے ہیں۔ ایسی شادیاں نہ صرف خاندانوں کے درمیان تعلقات کو مضبوط بناتی ہیں بلکہ بعض اوقات بہتر معاشی مواقع، بہتر تعلیم اور بہتر معیارِ زندگی کا ذریعہ بھی سمجھی جاتی ہیں۔ اگرچہ بین الاقوامی شادیوں سے کئی نئے مواقع پیدا ہوتے ہیں لیکن بعض اوقات ان سے مختلف مسائل بھی جنم لیتے ہیں۔ نئی جگہ، نئی ثقافت اور نئے سماجی ماحول میں خود کو ہم آہنگ کرنا آسان نہیں ہوتا۔ خاص طور پر خواتین کو اپنے شریکِ حیات پر زیادہ انحصار کرنا پڑ سکتا ہے جس سے مشکلات کی صورت میں ان کے لیے آزادانہ فیصلہ کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔

بعض معاملات میں خواتین کو مختلف مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے جیسے شوہر کی جانب سے ترک کر دیا جانا، گھریلو تشدد، پہلے سے شادی شدہ ہونے کی حقیقت چھپانا، یا جہیز سے متعلق مطالبات۔ ایسے مسائل بین الاقوامی شادیوں کو پیچیدہ بنا سکتے ہیں۔ ان چیلنجوں سے نمٹنے کے لیے ہندوستانی حکومت نے 2019 میں ایک قانون متعارف کرایا۔ اس قانون کے مطابق اگر کوئی غیر مقیم ہندوستانی (NRI) کسی ہندوستانی شہری سے شادی کرتا ہے تو اسے شادی کے 30 دن کے اندر اس شادی کا اندراج کرانا ضروری ہے۔ اگر ایسا نہ کیا جائے تو متعلقہ شخص کے خلاف قانونی کارروائی کی جا سکتی ہے جس میں پاسپورٹ کی منسوخی اور دیگر قانونی اقدامات بھی شامل ہیں۔

شادی اور بین الاقوامی نقل مکانی کا مطالعہ سماجیات میں خاص اہمیت رکھتا ہے کیونکہ اس سے یہ سمجھنے میں مدد ملتی ہے کہ لوگ شادی کی وجہ سے دوسرے ممالک کیوں منتقل ہوتے ہیں، حکومتیں اس عمل کو کس طرح منظم کرتی ہیں اور بین الاقوامی نقل مکانی خاندانی تعلقات، صنفی کردار اور سماجی زندگی پر کس طرح اثر انداز ہوتی ہے۔ اس سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ جدید دنیا میں مختلف ممالک اور معاشرے ایک دوسرے سے کس قدر گہرے طور پر جڑے ہوئے ہیں۔

14.8 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

شادی اور نقل مکانی معاشرے کی ثقافتی، سماجی اور آبادیاتی ساخت پر گہرے اثرات مرتب کرتی ہے۔ یہ تبدیلیاں نہ صرف موجودہ بلکہ آنے والی نسلوں کو بھی متاثر کرتی ہیں۔ جدید دور میں شادی اور نقل مکانی میں اضافے کے نتیجے میں نسل، جنس، طبقے، قومیت اور شناخت سے متعلق کئی نئے سماجی مسائل سامنے آئے ہیں۔ ماضی میں شادی کی وجہ سے ہونے والی نقل مکانی میں خواتین کے تجربات پر زیادہ توجہ نہیں

دی جاتی تھی۔تاہم حالیہ برسوں میں ماہرینِ سماجیات نے اس موضوع کا تنقیدی مطالعہ کیا ہے۔انہوں نے خواتین کے اختیار و عمل نئے خاندان میں اپنی جگہ بنانے کی جدوجہد، نئے رشتوں سے ہم آہنگ ہونے اور مختلف ثقافتی ماحول میں خود کو ڈھالنے کے تجربات کا تفصیل سے جائزہ لیا ہے۔یہ مطالعات اس بات کو واضح کرتے ہیں کہ شادی اور نقل مکانی صرف رہائش کی تبدیلی کا نام نہیں بلکہ ایک پیچیدہ سماجی عمل ہے جو افراد، خاندان اور معاشرے پر دوررس اثرات مرتب کرتا ہے۔

14.9 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

1۔شادی میں نقل مکانی (Marriage Migration) کیا ہے؟

(a) جب مرد اپنی بیوی کے گھر جاتا ہے۔
(b) جب عورت اپنے شوہر کے گھر جاتی ہے۔
(c) جب ایک جوڑا چھٹی کے لیے کسی نئی جگہ پر جاتا ہے۔
(d) جب ایک جوڑا شادی کے بعد اپنے گھر منتقل ہوتا ہے۔

2۔بھارت میں شادی کے لیے کون زیادہ نقل مکانی کرتا ہے؟

(a) مرد
(b) خواتین
(c) بچے
(d) بزرگ افراد

3 ۔بھارت میں 14 سال سے زیادہ عمر کی کتنی فیصد خواتین شادی کے بعد اپنا آبائی شہر چھوڑ دیتی ہیں؟

(a) پچیس فیصد
(b) پچاس فیصد
(c) پچھتر فیصد
(d) سو فیصد

4۔شادی کی بین الاقوامی نقل مکانی کا مسئلہ کیوں اہم ہے؟

(a) یہ بالکل بھی اہم نہیں ہے۔
(b) یہ شادی شدہ جوڑوں کے درمیان زیادہ محبت پیدا کرتا ہے۔
(c) اس میں خاص طور پر خواتین کے ساتھ استحصال اور بدسلوکی شامل ہوتی ہے۔
(d) یہ ثقافتی تنوع کو فروغ دیتا ہے۔

5 ۔پدرانہ معاشروں میں خواتین پر شادی کے لئے ہونے والی نقل مکانی کا ایک اہم اثر کیا ہے؟

(a) معاشی تحفظ میں اضافہ
(b) ثقافتی آزادی میں بڑھوتری
(c) سماجی حیثیت میں بہتری
(d) ہم آہنگی میں کمی اور شدید تشدد کے امکانات۔

6 ۔عالمگیریت شادی اور نقل مکانی کو کیسے متاثر کرتی ہے؟

(a) اس کا کوئی اثر نہیں ہے۔

(b) یہ لوگوں کو اپنی برادریوں میں شادی کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔

(c) یہ باہمی ربط کو بڑھاتا ہے اور شادی اور نقل مکانی کی وجوہات کو متاثر کرتا ہے۔

(d) اس سے شادیوں کی تعداد میں کمی آتی ہے۔

7۔ ہندوستان کے بعض خطوں میں گاؤں سے باہر شادی (Village exogamy) کرنے کا رواج ہے۔ یہ کیا ہے؟

(a) یہ ایک ہی گاؤں میں شادی کو فروغ دیتا ہے۔

(b) یہ مختلف ذاتوں کے درمیان شادیوں کی حوصلہ افزائی کرتا ہے۔

(c) میاں بیوی کا مختلف گاؤں سے ہونا ضروری ہے۔

(d) ایک ہی گاؤں کے افراد سے شادیوں پر پابندی لگاتا ہے۔

8۔ شادی اور بین الاقوامی نقل مکانی میں خواتین کو درپیش ایک عام مسئلہ کیا ہے؟

(a) بہتر ثقافتی موافقت

(b) زیادہ مالی آزادی

(c) استحصال اور بدسلوکی، بشمول ترک کرنا، گھریلو تشدد اور جہیز سے متعلق ہراساں کرنا

(d) قانونی تحفظات اور شہریت کے فوائد کا حصول

9۔ اقوام متحدہ کی انٹرنیشنل مائیگریشن 2020 ہائی لائٹس (International migration) رپورٹ کا بنیادی مقصد کیا ہے؟

(a) نقل مکانی کی حوصلہ شکنی کرنا۔ (b) تارکین وطن کے لیے رہنما خطوط فراہم کرنا۔

(c) شادی کے لائسنس کی تقسیم۔ (d) اوپر کے سارے

10۔ درجہ ذیل میں سے کون سا اصول ہندوستان میں شادی کے ادارے کو سب سے زیادہ متاثر کرتا ہے۔

(a) جہیز کے احکام (b) بین الذات شادیاں۔

(c) فی الذات شادیاں (d) ازدواجی اور گاؤں کے رسم و رواج

مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)

1۔ شادی اور نقل مکانی کیا ہے؟

2۔ گاؤں کے باہر شادی (Village exogamy) کیا ہے اور یہ شادی کی منتقلی کو کیسے متاثر کرتی ہے؟

3۔ شادی اور نقل مکانی کے ساتھ منسلک منفی پہلوؤں کیا ہیں؟

4۔ شادی اور نقل مکانی کرنے والی خواتین کو درپیش چیلنجوں کو بیان کریں۔

5۔ شادی اور نقل مکانی معاشرے کی سماجی اور ثقافتی ساخت کو کس طرح متاثر کرتی ہے؟

طویل جوابات کے حامل سوالات(Long Answer Type Questions)

1۔ ذات پات کے تصور اور ہندوستان میں شادی کی منتقلی میں اس کے کردار کی وضاحت کریں۔

2۔ شادی کی منتقلی کے مثبت اور منفی پہلوؤں پر بحث کریں بشمول خواتین کی معاشی اور سماجی نقل و حرکت پر اس کے اثرات کا تفصیل سے جائزہ لیں۔

3۔ ہندوستان میں شادی کی منتقلی کے سماجی اور ثقافتی اثرات پر تفصیل سے بحث کریں۔

14.10 تجویز کردہ اکتسابی مواد(Suggested Learning Materials)

1۔ Charsley, K. (2005). Unhappy husbands: Masculinity and migration in transnational Pakistani marriages. Journal of the Royal Anthropological Institute, 11(1), 85-105.

2۔ Dube, L. (2000). Doing Kinship and Gender: An Autobiographical Account. Economic and Political Weekly, 35(46), 4037-4047.

3۔ Grover, S. (2017). Marriage, Love, Caste and Kinship Support: Lived Experiences. Routledge.

4۔ Hershman, S., & Standing. (1981). Punjabi Marriage and Kinship. Hindustan Publishing Corporation.

5۔ Kaur, R. (2004). Across-region Marriages: Poverty, Female Migration and the Sex Ratio. Economic and Political Weekly, 2595-2603.

6۔ Kaur, R. (2013). Mapping the adverse consequences of sex selection and gender imbalance in India and China. Economic and Political Weekly, 37-44.

7۔ Kaur, R. (2012). Marriage and migration: Citizenship and marital experience in cross-border marriages between Uttar Pradesh, West Bengal and Bangladesh. Economic and Political Weekly, 78-89.

8۔ Uberoi, P. (1993). (Ed). Family, Kinship, and Marriage in India. Oxford University Press: Delhi.

اکائی 15۔ خاندان اور کام: انتخاب اور اختیار کا مسئلہ

(Family and Work: Issue of Choice and Agency)

اکائی کے اجزا

15.0 تمہید

15.1 مقاصد

15.2 انتخاب اور اختیار: مفہوم اور سماجی تناظر

15.3 خاندان میں انتخاب اور اختیار: ہندوستانی منظر نامہ

15.4 کام اور پیشہ ورانہ زندگی میں انتخاب اور اختیار

15.5 جدید معاشرے میں خاندان اور کام کے درمیان توازن

15.6 انتخاب اور اختیار کے بڑھتے ہوئے اثرات

15.7 انتخاب اور اختیار کو فروغ دینے والے عوامل

15.8 خاندان اور کام میں انتخاب اور اختیار پر تنقیدی نقطۂ نظر

15.9 اکتسابی نتائج

10.10 کلیدی الفاظ

15.11 نمونہ امتحانی سوالات

15.12 تجویز کردہ اکتسابی مواد

15.0 تمہید (Introduction)

خاندان اور کام انسانی زندگی کے دو بنیادی سماجی ادارے ہیں جو فرد کی شخصیت، سماجی تعلقات، معاشی استحکام اور مجموعی فلاح و بہبود کی تشکیل میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ خاندان فرد کی سماجی تربیت، اقدار اور ذمہ داریوں کی بنیاد فراہم کرتا ہے جبکہ کام معاشی خود مختاری، سماجی شناخت اور ذاتی ترقی کے مواقع مہیا کرتا ہے۔ اسی لیے جدید سماجیات میں ان دونوں اداروں کو ایک دوسرے سے مربوط سمجھا جاتا ہے۔ گزشتہ چند دہائیوں میں انتخاب (Choice) اور اختیار (Agency) کے تصورات کو خاندان اور کام کے تناظر میں خاص اہمیت حاصل ہوئی ہے۔ انتخاب سے مراد مختلف متبادل راستوں میں سے اپنی ترجیحات اور حالات کے مطابق فیصلہ کرنا ہے جبکہ اختیار سے مراد فرد کی وہ صلاحیت

ہے جس کے ذریعے وہ اپنی زندگی سے متعلق آزادانہ اور شعوری فیصلے کرتا ہے۔ تاہم، ان فیصلوں پر سماجی ڈھانچہ، ثقافتی اقدار، معاشی حالات اور قانونی نظام بھی اثرانداز ہوتے ہیں۔

روایتی معاشروں میں شادی، شریکِ حیات کے انتخاب، پیشے کے تعین اور خاندانی ذمہ داریوں سے متعلق فیصلے زیادہ تر خاندان، برادری اور سماجی روایات کے مطابق کیے جاتے تھے۔ لیکن جدید معاشرے میں تعلیم، شہری زندگی، صنعتی ترقی، عالمگیریت، ذرائع ابلاغ اور اطلاعاتی ٹیکنالوجی نے افراد کے انتخاب اور اختیار میں نمایاں اضافہ کیا ہے۔ اس کے نتیجے میں لوگ نہ صرف اپنی پسند سے شریکِ حیات کا انتخاب کر رہے ہیں بلکہ تعلیم، ملازمت، پیشے اور خاندانی ذمہ داریوں کے بارے میں بھی نسبتاً آزادانہ فیصلے کر رہے ہیں۔ اس کے ساتھ خاندان اور کام کے درمیان تعلقات کی نوعیت بھی تبدیل ہوئی ہے۔ خواتین اور مرد دونوں کی پیشہ ورانہ سرگرمیوں میں بڑھتی ہوئی شرکت نے خاندانی ذمہ داریوں، بچوں کی پرورش اور پیشہ ورانہ زندگی کے درمیان توازن کو ایک اہم سماجی مسئلہ بنا دیا ہے۔ اگرچہ انتخاب اور اختیار نے افراد کو زیادہ آزادی اور خود مختاری فراہم کی ہے لیکن اس کے ساتھ خاندانی عدم استحکام، ذہنی دباؤ، انفرادیت پسندی اور کام و خاندان کے درمیان توازن جیسے نئے چیلنجز بھی سامنے آئے ہیں۔

اس اکائی میں خاندان اور کام کے تناظر میں انتخاب اور اختیار کے مفہوم، ہندوستانی منظر نامے، پیشہ ورانہ زندگی میں اس کی اہمیت، خاندان اور کام کے درمیان توازن، اس کے اثرات، فروغ دینے والے عوامل اور مختلف ماہرینِ سماجیات کی تنقیدی آراء کا مطالعہ کیا جائے گا۔

15.1 مقاصد (Objectives)

اس اکائی کا مطالعہ کرنے کے بعد طلبہ:

- انتخاب (Choice) اور اختیار (Agency) کے مفہوم، اہمیت اور خاندان و کام کے تناظر میں ان کے کردار کو سمجھ سکیں گے۔
- ہندوستانی سماج میں خاندان اور کام سے متعلق انتخاب اور اختیار کی صورتِ حال، اس کو متاثر کرنے والے عوامل اور جدید رجحانات کا تجزیہ کر سکیں گے۔
- خاندان اور کام پر انتخاب اور اختیار کے اثرات، ان کے درمیان توازن اور اس موضوع پر مختلف ماہرینِ سماجیات کے تنقیدی نقطۂ نظر کو بیان کر سکیں گے۔

15.2 انتخاب اور اختیار: مفہوم اور سماجی تناظر

(Choice and Agency: Meaning and Social Context)

خاندان اور کام انسانی زندگی کے دو اہم سماجی ادارے ہیں جن کے ذریعے فرد اپنی سماجی، معاشی اور ذاتی زندگی کی تشکیل کرتا ہے۔ جدید سماج میں ان دونوں اداروں کے مطالعے میں انتخاب (Choice) اور اختیار (Agency) کو بنیادی تصورات کی حیثیت حاصل

ہے کیونکہ یہ اس بات کی وضاحت کرتے ہیں کہ افراد اپنی زندگی سے متعلق فیصلے کس حد تک خود کرتے ہیں اور ان فیصلوں پر سماجی ڈھانچے، ثقافتی اقدار اور معاشی حالات کس طرح اثر انداز ہوتے ہیں۔ سماجیات میں اختیار (Agency) سے مراد فرد کی وہ صلاحیت ہے جس کے ذریعے وہ اپنی زندگی سے متعلق شعوری اور آزادانہ فیصلے کرتا ہے اور اپنے اعمال کے ذریعے اپنی زندگی اور سماجی حالات پر اثر انداز ہونے کی کوشش کرتا ہے۔ اس تصور کے مطابق افراد صرف سماجی ڈھانچے کے تابع نہیں ہوتے بلکہ اپنی سوچ، تجربات اور ترجیحات کی بنیاد پر بھی فیصلے کرتے ہیں۔ اس کے برعکس انتخاب (Choice) سے مراد مختلف متبادل راستوں یا مواقع میں سے اپنی ضروریات، اقدار اور ترجیحات کے مطابق کسی ایک کا انتخاب کرنا ہے۔

خاندان کے تناظر میں انتخاب اور اختیار کا تعلق شریکِ حیات کے انتخاب، شادی، خاندانی ذمہ داریوں، بچوں کی پرورش اور خاندان کے اندر کرداروں کی تقسیم جیسے معاملات سے ہے۔ اسی طرح کام اور پیشہ ورانہ زندگی میں یہ تصور تعلیم، پیشے، ملازمت، کیریئر، کام کی نوعیت اور پیشہ ورانہ ترقی سے متعلق فیصلوں سے وابستہ ہے۔ ان دونوں شعبوں میں افراد کے فیصلے نہ صرف ذاتی ترجیحات بلکہ خاندان، سماجی روایات، مذہبی اقدار، معاشی وسائل اور قانونی نظام سے بھی متاثر ہوتے ہیں۔ روایتی معاشروں میں خاندان اور کام سے متعلق زیادہ تر فیصلے اجتماعی اقدار اور سماجی روایات کی بنیاد پر کیے جاتے تھے جبکہ جدید معاشروں میں تعلیم، شہری زندگی، صنعتی ترقی، عالمگیریت اور ذرائع ابلاغ نے افراد کے انتخاب اور اختیار میں نمایاں اضافہ کیا ہے۔ اس کے نتیجے میں لوگ اپنی پسند کے شریکِ حیات، تعلیم، پیشے اور طرزِ زندگی کے انتخاب میں پہلے کی نسبت زیادہ خود مختاری حاصل کر رہے ہیں اگرچہ سماجی اور ثقافتی پابندیاں اب بھی مکمل طور پر ختم نہیں ہوئی ہیں۔ اس طرح انتخاب اور اختیار کا تصور ہمیں یہ سمجھنے میں مدد دیتا ہے کہ جدید معاشرے میں خاندان اور کام کے حوالے سے افراد کے فیصلے کس طرح تشکیل پاتے ہیں، ان پر کون سے عوامل اثر انداز ہوتے ہیں اور ان فیصلوں کے سماجی نتائج کیا ہوتے ہیں۔

15.3 خاندان میں انتخاب اور اختیار: ہندوستانی منظر نامہ

(Choice and Agency in Family: An Indian Scenario)

ہندوستانی سماج روایتی طور پر خاندان پر مبنی سماج رہا ہے جہاں شادی، شریکِ حیات کے انتخاب، خاندانی تعلقات اور اہم فیصلوں میں خاندان اور برادری کا کردار نمایاں رہا ہے۔ طویل عرصے تک بیشتر شادیوں کا فیصلہ والدین یا خاندان کے بزرگ کرتے رہے جسے عام طور پر طے شدہ شادی (Arranged Marriage) کہا جاتا ہے۔ اس نظام میں ذات، مذہب، برادری، سماجی حیثیت اور خاندانی اقدار کو بنیادی اہمیت دی جاتی تھی جبکہ فرد کے ذاتی انتخاب کا دائرہ نسبتاً محدود ہوتا تھا۔ اس کے برعکس پسند کی شادی (Love Marriage) میں شریکِ حیات کے انتخاب میں فرد کی ذاتی پسند اور رضامندی کو بنیادی حیثیت حاصل ہوتی ہے۔ اگرچہ ہندوستان میں روایتی طور پر طے شدہ شادیوں کا غلبہ رہا ہے لیکن تعلیم، شہری زندگی، معاشی ترقی، خواتین کی تعلیم و ملازمت، ذرائع ابلاغ، عالمگیریت اور قانونی اصلاحات کے نتیجے میں خاندان کے اندر انتخاب اور اختیار کی آزادی میں نمایاں اضافہ ہوا ہے۔ آج بہت سے خاندان شادی کے فیصلے میں نوجوانوں کی رائے اور رضامندی کو اہمیت دیتے ہیں۔

ہندوستان میں انتخاب اور اختیار کی صورتِ حال تمام سماجی گروہوں میں یکساں نہیں ہے۔ مختلف مذاہب، ذاتوں، علاقوں اور معاشی طبقات میں خاندانی روایات اور سماجی اقدار کے مطابق اس کی نوعیت مختلف نظر آتی ہے۔ اگرچہ روایتی اقدار اب بھی مضبوط ہیں لیکن شہری اور تعلیم یافتہ طبقوں میں شریکِ حیات کے انتخاب میں فرد کی رائے کو پہلے کی نسبت زیادہ قبول کیا جارہا ہے۔

ہندوستان میں شریکِ حیات کے انتخاب کے چند نمایاں طریقے درج ذیل ہیں:

- والدین یا خاندان کے بزرگوں کی جانب سے فرد سے مشورہ کیے بغیر طے کی جانے والی شادی۔
- فرد کی پسند اور والدین کی رضامندی سے ہونے والی شادی۔
- والدین کی رضامندی کے بغیر فرد کی پسند سے ہونے والی شادی۔
- ایسے حالات جن میں والدین کی رضامندی تو موجود ہو لیکن متعلقہ افراد میں سے صرف ایک کی رائے شامل ہو۔

گزشتہ چند دہائیوں میں اس صورتِ حال میں نمایاں تبدیلی آئی ہے۔ پہلے شادی کے فیصلے میں لڑکی کی رضامندی کو اکثر نظرانداز کیا جاتا تھا جبکہ آج شہری اور تعلیم یافتہ طبقوں میں لڑکے اور لڑکی دونوں کی رضامندی کو شادی کی بنیادی شرط سمجھا جارہا ہے۔ اسی طرح اخبارات، شادی سے متعلق ویب سائٹس اور ڈیجیٹل پلیٹ فارم بھی شریکِ حیات کے انتخاب کے نئے ذرائع کے طور پر سامنے آئے ہیں۔ لوک نیتی - سی ایس ڈی ایس (Lokniti-CSDS) یوتھ اسٹڈیز کے سروے سے معلوم ہوتا ہے کہ اگرچہ ہندوستانی نوجوانوں میں خاندان کے کردار کی اہمیت اب بھی برقرار ہے لیکن پسند کی شادیوں، بین ذاتی شادیوں اور نوجوانوں کی رضامندی میں بتدریج اضافہ ہو رہا ہے۔ تاہم بین المذاہب شادیوں کو اب بھی کئی سماجی اور ثقافتی چیلنجز کا سامنا ہے۔ اس طرح ہندوستانی سماج میں خاندان کے تناظر میں انتخاب اور اختیار کی صورتِ حال مسلسل تبدیلی کے عمل سے گزر رہی ہے جہاں ایک طرف روایتی اقدار اپنی اہمیت برقرار رکھے ہوئے ہیں تو دوسری طرف جدید سماجی، معاشی اور قانونی تبدیلیاں افراد کو زیادہ آزادی اور خود مختاری فراہم کر رہی ہیں۔

15.4 کام اور پیشہ ورانہ زندگی میں انتخاب اور اختیار

(Choice and Agency in Work and Professional Life)

جدید سماج میں کام صرف معاشی ضروریات پوری کرنے کا ذریعہ نہیں رہا بلکہ یہ فرد کی شناخت، سماجی حیثیت، خود مختاری اور ذاتی ترقی کا اہم ذریعہ بھی بن چکا ہے۔ اسی لیے پیشہ ورانہ زندگی میں انتخاب (Choice) اور اختیار (Agency) کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ یہ تصورات اس بات کی وضاحت کرتے ہیں کہ افراد اپنی تعلیم، پیشے، ملازمت، کیریئر اور کام کی نوعیت سے متعلق فیصلے کس حد تک خود کرتے ہیں اور ان فیصلوں پر سماجی، معاشی اور ثقافتی عوامل کس طرح اثرانداز ہوتے ہیں۔ روایتی معاشروں میں پیشے کا انتخاب اکثر خاندان، ذات، برادری یا خاندانی پیشے کے مطابق ہوتا تھا۔ بہت سے افراد اپنے آبائی پیشے کو اختیار کرتے تھے اور انہیں پیشہ تبدیل کرنے کے محدود مواقع حاصل ہوتے تھے۔ تاہم جدید معاشرے میں تعلیم، صنعتی ترقی، شہری کاری، عالمگیریت اور نئی ٹیکنالوجی نے پیشہ ورانہ مواقع میں نمایاں اضافہ کیا ہے جس کے نتیجے میں افراد اپنی صلاحیت، دلچسپی اور اہلیت کے مطابق مختلف شعبوں کا انتخاب کرنے لگے ہیں۔

تعلیم پیشہ ورانہ انتخاب اور اختیار کو فروغ دینے میں بنیادی کردار ادا کرتی ہے۔ اعلیٰ تعلیم اور فنی مہارت افراد کو مختلف پیشوں تک رسائی فراہم کرتی ہے اور انہیں بہتر ملازمت اور ترقی کے مواقع مہیا کرتی ہے۔ اسی طرح معاشی خود مختاری افراد کو اپنی پسند کے مطابق کیریئر کا انتخاب کرنے، ملازمت تبدیل کرنے اور بہتر پیشہ ورانہ مواقع تلاش کرنے میں مدد دیتی ہے۔

خواتین کی تعلیم اور ملازمت میں بڑھتی ہوئی شرکت نے بھی کام کے میدان میں انتخاب اور اختیار کو نئی جہت دی ہے۔ آج خواتین نہ صرف مختلف پیشہ ورانہ شعبوں میں خدمات انجام دے رہی ہیں بلکہ اپنے کیریئر، ملازمت اور پیشہ ورانہ ترقی سے متعلق فیصلوں میں بھی نسبتاً زیادہ خود مختاری حاصل کر رہی ہیں۔ اس تبدیلی نے خاندانی کردار، گھریلو ذمہ داریوں اور پیشہ ورانہ زندگی کے درمیان تعلقات کو بھی متاثر کیا ہے۔ اس کے باوجود پیشہ ورانہ زندگی میں انتخاب اور اختیار ہر فرد کے لیے یکساں نہیں ہوتا۔ معاشی وسائل، تعلیمی مواقع، صنفی عدم مساوات، سماجی توقعات، علاقائی تفاوت اور روزگار کی دستیاب صورتِ حال جیسے عوامل افراد کے فیصلوں کو محدود یا متاثر کر سکتے ہیں۔ بہت سے افراد اپنی ذاتی دلچسپی کے بجائے معاشی ضرورت، خاندانی دباؤ یا سماجی حالات کی وجہ سے کسی خاص پیشے کا انتخاب کرتے ہیں۔ اس طرح کام اور پیشہ ورانہ زندگی میں انتخاب اور اختیار کا تصور ہمیں یہ سمجھنے میں مدد دیتا ہے کہ جدید معاشرے میں افراد اپنے کیریئر اور ملازمت سے متعلق فیصلے کس طرح کرتے ہیں ان فیصلوں پر کون سے عوامل اثر انداز ہوتے ہیں اور یہ فیصلے ان کی ذاتی زندگی، خاندانی تعلقات اور سماجی حیثیت کو کس طرح متاثر کرتے ہیں۔

15.5 جدید معاشرے میں خاندان اور کام کے درمیان توازن

(Balancing Family and Work in Modern Society)

جدید معاشرے میں خاندان اور کام دونوں انسانی زندگی کے اہم شعبے ہیں۔ ایک طرف خاندان جذباتی تعاون، سماجی تحفظ اور افراد کی بنیادی ضروریات کی تکمیل کا ذریعہ ہے جبکہ دوسری طرف کام معاشی استحکام، سماجی شناخت اور ذاتی ترقی فراہم کرتا ہے۔ اسی لیے ان دونوں کے درمیان مناسب توازن قائم کرنا فرد اور معاشرے دونوں کے لیے ضروری سمجھا جاتا ہے۔ صنعتی ترقی، شہری کاری، عالمگیریت اور خواتین کی تعلیم و ملازمت میں اضافے نے خاندان اور کام کے باہمی تعلقات کو نمایاں طور پر تبدیل کر دیا ہے۔ ماضی میں مرد کو خاندان کا معاشی کفیل اور عورت کو گھریلو ذمہ داریوں کا نگراں سمجھا جاتا تھا لیکن جدید معاشرے میں خواتین بھی مختلف پیشہ ورانہ شعبوں میں فعال کردار ادا کر رہی ہیں۔ اس تبدیلی کے نتیجے میں خاندانی ذمہ داریوں اور پیشہ ورانہ فرائض میں توازن قائم کرنا ایک اہم سماجی مسئلہ بن گیا ہے۔

خاندان اور کام کے درمیان توازن سے مراد یہ ہے کہ فرد اپنی پیشہ ورانہ ذمہ داریوں اور خاندانی فرائض کو اس انداز سے انجام دے کہ نہ اس کی ملازمت متاثر ہو اور نہ ہی خاندانی زندگی۔ اس توازن کے لیے وقت کا مؤثر استعمال، ذمہ داریوں کی منصفانہ تقسیم، باہمی تعاون اور خاندانی ہم آہنگی بنیادی اہمیت رکھتے ہیں۔ جب خاندان کے افراد ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرتے ہیں تو کام اور خاندانی زندگی کے درمیان بہتر توازن قائم کرنا آسان ہو جاتا ہے۔ تاہم، جدید طرزِ زندگی میں اس توازن کو برقرار رکھنا ہمیشہ آسان نہیں ہوتا۔ طویل اوقاتِ کار، ملازمت کا دباؤ، پیشہ ورانہ مسابقت، روزگار کا عدم تحفظ، نقل مکانی اور شہری زندگی کی مصروفیات اکثر افراد کے لیے خاندانی زندگی کو مناسب وقت دینا

مشکل بنا دیتی ہیں۔ اس کے نتیجے میں ذہنی دباؤ، خاندانی تنازعات، ازدواجی مسائل، بچوں کی مناسب دیکھ بھال میں دشواری اور کام سے عدم اطمینان جیسے مسائل پیدا ہو سکتے ہیں۔

حالیہ برسوں میں گھر سے کام (Work from Home) ، لچکدار اوقاتِ کار (Flexible Working Hours) اور ہائبرڈ ورک (Hybrid Work) جیسے رجحانات نے خاندان اور کام کے درمیان توازن قائم کرنے کے نئے امکانات پیدا کیے ہیں۔ اگرچہ یہ طریقے بعض افراد کے لیے سہولت کا باعث بنے ہیں لیکن بعض صورتوں میں گھر اور کام کی حدود واضح نہ رہنے کی وجہ سے کام کا دباؤ مزید بڑھ بھی جاتا ہے۔ اس طرح جدید معاشرے میں خاندان اور کام کے درمیان توازن صرف ایک انفرادی مسئلہ نہیں بلکہ ایک اہم سماجی موضوع ہے جس پر سماجی ادارے، آجر، حکومت اور خاندان سب مل کر اثر انداز ہوتے ہیں۔ مناسب توازن نہ صرف فرد کی جسمانی اور ذہنی صحت کو بہتر بناتا ہے بلکہ خاندانی استحکام، پیشہ ورانہ کارکردگی اور مجموعی سماجی بہبود میں بھی اہم کردار ادا کرتا ہے۔

15.6 انتخاب اور اختیار کے بڑھتے ہوئے اثرات

(Effects of the Increasing Growth of Choice and Agency)

جدید معاشرے میں انتخاب (Choice) اور اختیار (Agency) کی بڑھتی ہوئی آزادی نے خاندان، کام اور سماجی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر گہرے اثرات مرتب کیے ہیں۔ انفرادی آزادی، تعلیم، شہری کاری، عالمگیریت اور قانونی اصلاحات نے افراد کو اپنی زندگی سے متعلق فیصلے کرنے کے زیادہ مواقع فراہم کیے ہیں جس کے نتیجے میں سماجی اداروں کی ساخت اور کردار میں نمایاں تبدیلیاں آئی ہیں۔ ذیل میں انتخاب اور اختیار کے چند اہم اثرات بیان کیے جا رہے ہیں۔

1۔ خاندانی ڈھانچے میں تبدیلی

انتخاب اور اختیار کی آزادی کے نتیجے میں خاندانی ڈھانچوں میں نمایاں تبدیلی آئی ہے۔ روایتی مشترکہ خاندان کے ساتھ ساتھ چھوٹے (نیوکلیئر) خاندان، واحد والدین پر مشتمل خاندان، بغیر شادی کے ساتھ رہنے والے جوڑے (Cohabitation) اور دیگر متبادل خاندانی صورتیں بھی سامنے آئی ہیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ افراد اپنی ضروریات اور ترجیحات کے مطابق خاندانی زندگی اختیار کر رہے ہیں۔

2۔ خواتین کی خود مختاری میں اضافہ

تعلیم، ملازمت اور قانونی حقوق نے خواتین کو اپنے خاندان، تعلیم، ملازمت اور شادی سے متعلق فیصلوں میں زیادہ خود مختاری فراہم کی ہے۔ اس کے نتیجے میں خواتین کی سماجی اور معاشی حیثیت مضبوط ہوئی ہے اور خاندانی فیصلوں میں ان کی شرکت میں اضافہ ہوا ہے۔

3۔ شادی اور خاندانی زندگی میں تبدیلی

انتخاب اور اختیار کی آزادی کے باعث افراد شریکِ حیات کے انتخاب، شادی کے وقت اور خاندانی زندگی کے بارے میں پہلے کی نسبت زیادہ آزادانہ فیصلے کر رہے ہیں۔ اسی وجہ سے تاخیر سے شادی، پسند کی شادی اور بعض صورتوں میں دوبارہ شادی جیسے رجحانات میں اضافہ

دیکھنے میں آیا ہے۔

4۔ کام اور پیشہ ورانہ زندگی میں نئے مواقع

انتخاب اور اختیار نے افراد کو اپنی دلچسپی، صلاحیت اور اہلیت کے مطابق تعلیم اور پیشے کا انتخاب کرنے کے زیادہ مواقع فراہم کیے ہیں۔اس کے نتیجے میں پیشہ ورانہ نقل و حرکت، کیریئر کی ترقی اور مختلف شعبوں میں مہارت حاصل کرنے کے امکانات میں اضافہ ہوا ہے۔

5۔ خاندان اور کام کے درمیان تعلقات میں تبدیلی

خواتین اور مردوں دونوں کی پیشہ ورانہ سرگرمیوں میں اضافہ ہونے سے خاندان اور کام کے درمیان تعلقات کی نوعیت تبدیل ہوئی ہے۔ آج دونوں شعبوں کے درمیان توازن قائم کرنا ایک اہم سماجی ضرورت بن چکا ہے جس کے لیے باہمی تعاون، ذمہ داریوں کی منصفانہ تقسیم اور مؤثر وقت کی منصوبہ بندی ضروری سمجھی جاتی ہے۔

6۔ سماجی اقدار میں تبدیلی

انتخاب اور اختیار کی بڑھتی ہوئی آزادی نے انفرادیت، خود مختاری، مساوات اور ذاتی ترقی جیسے تصورات کو فروغ دیا ہے۔اس کے ساتھ ہی روایتی سماجی اقدار اور خاندانی کرداروں میں بھی تبدیلیاں رونما ہوئی ہیں جنہوں نے سماجی تعلقات کی نوعیت کو متاثر کیا ہے۔

7۔ نئے سماجی چیلنجز

اگرچہ انتخاب اور اختیار نے افراد کو زیادہ آزادی فراہم کی ہے لیکن اس کے ساتھ بعض نئے سماجی مسائل بھی سامنے آئے ہیں، جیسے خاندانی عدم استحکام، ازدواجی تنازعات، ذہنی دباؤ، کام اور خاندان کے درمیان توازن کے مسائل اور سماجی تعلقات میں پیچیدگی۔اس لیے انتخاب اور اختیار کی آزادی کے ساتھ سماجی ذمہ داری اور باہمی احترام کو بھی اہمیت دینا ضروری ہے۔

15.7 انتخاب اور اختیار کو فروغ دینے والے عوامل

(Factors Promoting Choice and Agency)

جدید معاشرے میں خاندان اور کام کے تناظر میں انتخاب (Choice) اور اختیار (Agency) کی آزادی میں اضافہ مختلف سماجی، معاشی، قانونی اور ثقافتی عوامل کا نتیجہ ہے۔ان عوامل نے افراد کو اپنی زندگی سے متعلق فیصلے کرنے کے زیادہ مواقع فراہم کیے ہیں اور روایتی پابندیوں میں بتدریج کمی لائی ہے۔اہم عوامل درج ذیل ہیں:

1۔ **تعلیم کا فروغ:** تعلیم انتخاب اور اختیار کو فروغ دینے کا سب سے مؤثر ذریعہ ہے۔ یہ افراد میں تنقیدی سوچ، خود اعتمادی اور فیصلہ سازی کی صلاحیت پیدا کرتی ہے۔ تعلیم کے ذریعے افراد اپنے حقوق، ذمہ داریوں اور دستیاب مواقع سے آگاہ ہوتے ہیں جس کے نتیجے میں وہ خاندان، تعلیم، پیشے اور شادی سے متعلق زیادہ شعوری فیصلے کر سکتے ہیں۔

2۔ **خواتین کی تعلیم اور معاشی خود مختاری:** خواتین کی تعلیم، روزگار اور معاشی خود مختاری نے خاندان اور کام دونوں شعبوں میں ان کے انتخاب اور اختیار کو مضبوط بنایا ہے۔اس کے نتیجے میں خواتین نہ صرف تعلیم اور ملازمت کے بارے میں بلکہ شادی، خاندانی ذمہ داریوں

اور ذاتی زندگی سے متعلق فیصلوں میں بھی زیادہ فعال کردار ادا کر رہی ہیں۔

3۔ **قانونی اصلاحات:** مختلف قانونی اصلاحات نے افراد کے بنیادی حقوق کے تحفظ اور مساوی مواقع کی فراہمی میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ کم عمری کی شادی پر پابندی، بیوہ خواتین کی دوبارہ شادی کی اجازت، خواتین کے جائیداد کے حقوق، طلاق سے متعلق قوانین اور خصوصی شادی ایکٹ، 1954 (Special Marriage Act, 1954) جیسے قوانین نے افراد کو اپنی پسند کے مطابق فیصلے کرنے کے مواقع فراہم کیے ہیں۔

4۔ **شہری کاری اور عالمگیریت:** شہری کاری، صنعتی ترقی اور عالمگیریت نے مختلف ثقافتوں، نظریات اور طرزِ زندگی سے واقفیت کے مواقع پیدا کیے ہیں۔ اس کے نتیجے میں روایتی سماجی پابندیوں میں کمی آئی ہے اور افراد کو تعلیم، ملازمت، شریکِ حیات اور طرزِ زندگی کے انتخاب میں نسبتاً زیادہ آزادی حاصل ہوئی ہے۔

5۔ **ذرائع ابلاغ اور اطلاعاتی ٹیکنالوجی:** انٹرنیٹ، سوشل میڈیا اور جدید ذرائع ابلاغ نے معلومات تک رسائی کو آسان بنایا ہے۔ اس سے افراد کو مختلف تعلیمی، پیشہ ورانہ اور سماجی مواقع کے بارے میں آگاہی حاصل ہوتی ہے جو ان کے انتخاب اور فیصلہ سازی کو مزید مؤثر بناتی ہے۔

6۔ **معاشی ترقی اور روزگار کے نئے مواقع:** معاشی ترقی اور روزگار کے متنوع مواقع نے افراد کو اپنی صلاحیتوں اور دلچسپیوں کے مطابق پیشہ اختیار کرنے کی آزادی دی ہے۔ اس سے معاشی خود مختاری میں اضافہ ہوا ہے جو انتخاب اور اختیار کو مزید مضبوط بناتی ہے۔

7۔ **سماجی اقدار میں تبدیلی:** وقت کے ساتھ معاشرتی اقدار اور رویوں میں بھی نمایاں تبدیلی آئی ہے۔ جدید معاشرے میں مساوات، انسانی حقوق، انفرادی آزادی اور باہمی احترام جیسے تصورات کو زیادہ اہمیت دی جا رہی ہے۔ اس تبدیلی نے خاندان اور کام دونوں شعبوں میں انتخاب اور اختیار کی قبولیت کو فروغ دیا ہے۔

15.8 خاندان اور کام میں انتخاب اور اختیار پر تنقیدی نقطۂ نظر

(Critical Perspectives on Choice and Agency in Family and Work)

اگرچہ جدید معاشرے میں انتخاب (Choice) اور اختیار (Agency) کی بڑھتی ہوئی آزادی کو انفرادی خود مختاری، مساوات اور سماجی ترقی کی علامت سمجھا جاتا ہے، تاہم متعدد ماہرینِ سماجیات نے اس کے بعض منفی اثرات کی بھی نشاندہی کی ہے۔ ان کے مطابق انتخاب اور اختیار کی غیر محدود آزادی بعض اوقات خاندان، کام اور سماجی تعلقات میں نئے مسائل کو جنم دیتی ہے۔ اہم تنقیدی آراء درج ذیل ہیں:

1۔ **خاندانی عدم استحکام:** ماہرِ سماجیات اسٹیفنی کونٹز (Stephanie Coontz) کے مطابق ذاتی آزادی اور خود مختاری میں اضافے کے نتیجے میں خاندانی تعلقات پہلے کی نسبت کم مستحکم ہوئے ہیں۔ جب افراد اپنی ذاتی خواہشات کو زیادہ اہمیت دیتے ہیں تو ازدواجی تعلقات میں اختلافات، علیحدگی اور طلاق کے امکانات بڑھ سکتے ہیں۔

2۔ **خواتین پر دوہری ذمہ داری:** آرلی رسل ہوش چائلڈ (Arlie Russell Hochschild) نے اپنی تحقیق میں بتایا ہے کہ

ملازمت پیشہ خواتین کو اکثر دوہری ذمہ داری کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ وہ ایک طرف پیشہ ورانہ فرائض انجام دیتی ہیں اور دوسری طرف گھریلو کام، بچوں کی پرورش اور خاندانی ذمہ داریاں بھی نبھاتی ہیں جس سے ان پر جسمانی اور ذہنی دباؤ بڑھ سکتا ہے۔

3۔ **تعلقات کی پائیداری میں کمی:** انتھونی گڈنز (Anthony Giddens) کے مطابق جدید معاشرے میں تعلقات زیادہ تر باہمی رضامندی اور ذاتی اطمینان پر قائم ہوتے ہیں۔ اگرچہ یہ صورتِ حال افراد کو زیادہ آزادی فراہم کرتی ہے لیکن تعلقات کے کم پائیدار ہونے کا امکان بھی بڑھ جاتا ہے کیونکہ ذاتی اطمینان میں کمی آنے پر تعلق ختم کرنا نسبتاً آسان ہو جاتا ہے۔

4۔ **فیصلہ سازی کا دباؤ:** شیرون ساسلر (Sharon Sassler) کے مطابق انتخاب کے بڑھتے ہوئے مواقع بعض اوقات افراد پر فیصلہ سازی کا اضافی دباؤ پیدا کرتے ہیں۔ متعدد متبادل موجود ہونے کی وجہ سے افراد صحیح فیصلہ کرنے میں تذبذب، بے چینی اور عدم اطمینان کا شکار ہو سکتے ہیں۔

5۔ **رشتوں کی تجارتی نوعیت:** ایوا ایلوز (Eva Illouz) کا مؤقف ہے کہ جدید صارفی ثقافت نے محبت، جذبات اور ازدواجی تعلقات کو بھی مارکیٹ کی منطق سے متاثر کیا ہے۔ ان کے مطابق بعض اوقات افراد رشتوں کو جذباتی وابستگی کے بجائے ذاتی مفاد، سہولت یا کامیابی کے معیار پر پرکھنے لگتے ہیں جس سے تعلقات کی گہرائی متاثر ہو سکتی ہے۔

6۔ **غیر روایتی خاندانی ڈھانچوں کا فروغ:** اینڈریو چرلن (Andrew Cherlin) کے مطابق انتخاب اور اختیار کی آزادی نے خاندانی ڈھانچوں میں تنوع پیدا کیا ہے لیکن اس کے ساتھ روایتی خاندانی ادارے کی نوعیت بھی تبدیل ہوئی ہے۔ اگرچہ یہ تبدیلی انفرادی آزادی کو فروغ دیتی ہے تاہم بعض صورتوں میں سماجی ہم آہنگی اور خاندانی استحکام کے حوالے سے نئے سوالات بھی پیدا کرتی ہے۔

15.9 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

اس اکائی میں ہم نے انتخاب (Choice) اور اختیار (Agency) کے تصور کو خاندان اور کام کے تناظر میں سمجھا ہے۔ یہ واضح ہوا کہ جدید معاشرے میں افراد کو شادی، خاندانی زندگی، تعلیم، پیشے اور ملازمت سے متعلق فیصلے کرنے میں پہلے کی نسبت زیادہ آزادی حاصل ہوئی ہے۔ تاہم یہ آزادی سماجی ڈھانچے، ثقافتی اقدار، معاشی حالات اور قانونی نظام سے بھی متاثر ہوتی ہے۔ ہم نے ہندوستانی سماج میں خاندان کے حوالے سے انتخاب اور اختیار کی بدلتی ہوئی صورتِ حال کا جائزہ لیا اور یہ بھی سمجھا کہ تعلیم، خواتین کی خود مختاری، شہری کاری، عالمگیریت، قانونی اصلاحات اور جدید ذرائع ابلاغ نے افراد کے انتخاب اور اختیار کو فروغ دینے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ اسی طرح کام اور پیشہ ورانہ زندگی میں انتخاب اور اختیار کی اہمیت، نیز خاندان اور کام کے درمیان توازن کی ضرورت پر بھی روشنی ڈالی گئی۔ آخر میں یہ بھی واضح ہوا کہ اگرچہ انتخاب اور اختیار نے انفرادی آزادی، مساوات اور خود مختاری کو فروغ دیا ہے لیکن اس کے ساتھ خاندانی عدم استحکام، فیصلہ سازی کا دباؤ، کام اور خاندان کے درمیان توازن اور سماجی تعلقات کی تبدیلی جیسے نئے چیلنجز بھی سامنے آئے ہیں۔ اس لیے انتخاب اور اختیار کو سماجی ذمہ داری، باہمی احترام اور اجتماعی فلاح کے ساتھ متوازن رکھنا ایک صحت مند اور مستحکم معاشرے کے لیے ضروری ہے۔

15.10 کلیدی الفاظ (Key Words)

- **انتخاب:** مختلف متبادل راستوں یا مواقع میں سے اپنی ضروریات، ترجیحات اور حالات کے مطابق فیصلہ کرنے کا عمل۔
- **اختیا:** فرد کی وہ صلاحیت جس کے ذریعے وہ اپنی زندگی سے متعلق آزادانہ، شعوری اور ذمہ دارانہ فیصلے کرتا ہے۔
- **خاندان:** ایک بنیادی سماجی ادارہ جو افراد کی سماجی تربیت، جذباتی تعاون اور باہمی ذمہ داریوں کی بنیاد فراہم کرتا ہے۔
- **کام:** وہ معاشی اور سماجی سرگرمی جس کے ذریعے فرد اپنی روزی، معاشی خود مختاری اور سماجی شناخت حاصل کرتا ہے۔

15.11 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

1۔ شادی اور خاندان کے تناظر میں "ایجنسی" اور "انتخاب" کی اصطلاحات کیا معنی رکھتی ہیں؟

(a) روایتی اصول اور کردار (b) انفرادی فیصلہ سازی اور بااختیار بنانا

(c) معاشی عوامل اور ذمہ داریاں (d) پدرانہ غلبہ اور کنٹرول

2۔ روایتی معاشروں میں اکثر شادیوں کا اہتمام کیسے کیا جاتا تھا؟

(a) ذاتی ترجیحات کی بنیاد پر (b) جذباتی روابط کے ذریعے کارفرما

(c) معاشی فوائد سے متاثر (d) سماجی اصول وضوابط کے مطابق

3۔ حقوق نسواں کے عروج نے شادی میں ایجنسی اور پسند کو کیسے متاثر کیا؟

(a) روایتی صنفی کرداروں کو تقویت ملی (b) خواتین کے محدود حقوق

(c) خواتین کی خود مختاری کی وکالت کی (d) پدرانہ اصولوں کو مضبوط کیا

4۔ انتھونی گڈنس کے مطابق، جدید شادیوں میں "خالص رشتہ" (Pure relationship) کی کیا خصوصیت ہے؟

(a) معاشی فوائد (b) جذباتی تعلق

(c) روایتی صنفی کردار (d) شراکت داری کا اہتمام کیا

5۔ شادی میں خواتین اور ان کی ایجنسی کو بااختیار بنانے میں کس عنصر نے اہم کردار ادا کیا؟

(a) روایتی کرداروں پر سختی سے اختیار کرنا (b) تعلیم اور مواقع کی کمی

(c) خواتین کے حقوق کی تحریکیں۔ (d) مردوں پر معاشی انحصار

6۔ شادی میں ایجنسی اور پسند کی ترقی میں تعلیم کیا کردار ادا کرتی ہے؟

(a) روایتی کرداروں کو نافذ کرنا (b) علم اور اختیارات کو محدود کرنا

(c) خود مختاری اور تنقیدی سوچ فراہم کرنا (d) طے شدہ شادیوں کو فروغ دینا

7۔ جدید تعلقات میں "غیر ادارہ جاتی" اصطلاح کا کیا مطلب ہے؟

(a) روایتی اصولوں کو مضبوط کرنا (b) اجتماعی فیصلہ سازی پر زور

(c) تعلقات میں سماجی اصولوں کا قیام (d) تعلقات میں سماجی اصولوں کا قیام

8۔ کس ماہر عمرانیات نے زیادہ کھلے معاشرے میں تعلقات کو سنبھالنے کے چیلنجوں پر زور دیا؟

(a) اسٹیفنی کونٹز (b) ارلی رسل ہوچچلڈ

(c) انتھونی گڈنز (d) شیرون ساسلر

9۔ حقوق نسواں کے عروج کا شادی میں روایتی صنفی کردار پر کیا اثر پڑا ہے؟

(a) ان کو مضبوط کیا (b) ان کو کمزور کیا

(c) ان کی نئی تعریف کی (d) ان کی دیکھ بھال کی

10۔ اریخجڈ میرج کا بنیادی مرکز کیا ہے؟

(a) ذاتی مطابقت (b) جذباتی تعلق

(c) معاشی استحکام (d) والدین کا انتخاب

مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)

1۔ شادی اور خاندان میں اِنتخاب واختیار کے تصور اور جدید معاشرے میں اس کی اہمیت کی وضاحت کریں۔

2۔ وہ اہم عوامل کیا ہیں جنہوں نے شادی میں اِنتخاب واختیار کی بڑھتی ہوئی ترقی میں کردار ادا کیا ہے؟ کسی دو کا ذکر کریں؟

3۔ شادی میں اِنتخاب واختیار کے ارتقاء پر خواتین کے حقوق کی تحریکوں کے اثرات کو بیان کریں۔

4۔ انتخاب واختیار کی بڑھتی ہوئی آزادی کے اثرات میں سے کسی دو کا ذکر کریں۔

5۔ انتخاب واختیار کی آزادی اور جدید معاشرے کے درمیان تعلق کے بارے میں مختصراً ذکر کریں۔

طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)

1۔ شادی اور خاندان میں اِنتخاب واختیار کی آزادی سے کیا نئے مسائل وجود آئے۔ تجزیہ کیجئے؟

2۔ اِنتخاب واختیار کی آزادی کا شادی اور خاندان میں کیا اثر پڑا، جائزہ لیں۔

3۔ انتخاب واختیار میں ترقی کے عوامل کا تفصیل سے تجزیہ کریں۔

15.12 تجویز کردہ اکتسابی مواد (Suggested Learning Materials)

1۔ Becker, G. S. (1981). A Treatise on the Family. Harvard University Press.

2۔ Cherlin, A. J. (2010). The Marriage-Go-Round: The State of Marriage and the Family in America Today. Vintage.

3۔ Coontz, S. (2006). Marriage, a History: How Love Conquered Marriage. Penguin Books.

اکائی 16۔ایل جی بی ٹی کیو آئی اے+ کے تناظرات

(LGBTQIA+ Perspectives)

اکائی کے اجزا

16.0 تمہید
16.1 مقاصد
16.2 ایل جی بی ٹی کیو آئی اے کا تعارف اور بنیادی تصورات
16.3 ایل جی بی ٹی کیو آئی اے کے تناظرات کا تاریخی پس منظر
16.4 ایل جی بی ٹی کیو آئی اے کے تناظر میں شادی اور خاندان
16.5 ہندوستان میں ایل جی بی ٹی کیو آئی اے کے حقوق کی تحریک
16.6 اکتسابی نتائج
16.7 کلیدی الفاظ
16.8 نمونہ امتحانی سوالات
16.9 تجویز کردہ اکتسابی مواد

16.0 تمہید(Introduction)

موجودہ دور میں جنس(Sex) صنفی شناخت (Gender Identity) اور جنسی رجحان (Sexual Orientation) سے متعلق مباحث سماجی علوم میں نمایاں اہمیت اختیار کر چکے ہیں۔ان مباحث نے نہ صرف فرد کی شناخت بلکہ شادی، خاندان، سماجی اقدار، انسانی حقوق اور قانونی نظام سے متعلق روایتی تصورات پر بھی نئے سوالات اٹھائے ہیں۔ ایل جی بی ٹی کیو آئی اے (LGBTQIA+)ایک ایسی جامع اصطلاح ہے جو مختلف جنسی رجحانات اور صنفی شناختوں کی نمائندگی کرتی ہے۔اس موضوع کا مطالعہ سماجیات کے طلبہ کے لیے اس لیے بھی ضروری ہے کہ وہ معاصر معاشروں میں رونما ہونے والی سماجی تبدیلیوں، مختلف نظریات اور ان سے وابستہ مباحث کو علمی اور تنقیدی انداز میں سمجھ سکیں۔اس اکائی میں ایل جی بی ٹی کیو آئی اے+ کے بنیادی تصورات،اس کے تاریخی ارتقا، شادی اور خاندان سے متعلق مختلف نقطہ ہائے نظر، ہندوستان میں حقوق کی تحریک اور اس موضوع سے وابستہ اہم سماجی مباحث کا جائزہ پیش کیا جائے گا۔

16.1 مقاصد (Objectives)

اس اکائی کے مطالعے کے بعد طلبہ:

- ایل جی بی ٹی کیو آئی اے+ کی اصطلاح اور اس کے مختلف اجزا کو سمجھ سکیں گے۔
- جنسی رجحان، صنفی شناخت اور صنفی اظہار کے بنیادی تصورات سے واقف ہوں گے۔
- ایل جی بی ٹی کیو آئی اے+ تناظرات کے تاریخی ارتقا کا جائزہ لے سکیں گے۔
- شادی اور خاندان سے متعلق مختلف سماجی نقطہ ہائے نظر کا تقابلی مطالعہ کر سکیں گے۔
- ہندوستان میں ایل جی بی ٹی کیو آئی اے+ حقوق کی تحریک کے اہم مراحل کو سمجھ سکیں گے۔

16.2 ایل جی بی ٹی کیو آئی اے کا تعارف اور بنیادی تصورات

(Introduction to LGBTQIA+ and Its Basic Concepts)

ہر معاشرہ مختلف النوع افراد پر مشتمل ہوتا ہے۔ افراد کے درمیان زبان، مذہب، نسل، ثقافت، معاشرتی حیثیت اور معاشی حالات کی طرح جنس (Sex) صنفی شناخت (Gender Identity) اور جنسی رجحان (Sexual Orientation) کے اعتبار سے بھی تنوع پایا جاتا ہے۔ یہی تنوع انسانی معاشرے کی ایک اہم خصوصیت ہے جسے سماجیات میں معاشرتی تنوع (Social Diversity) کا حصہ سمجھا جاتا ہے۔ روایتی طور پر زیادہ تر معاشروں میں مرد اور عورت کو ہی دو بنیادی اصناف تسلیم کیا جاتا رہا ہے اور یہ تصور بھی عام رہا ہے کہ ہر فرد کی صنفی شناخت اور جنسی رجحان اس کی پیدائش کے وقت متعین کی گئی جنس کے مطابق ہوگا۔ تاہم جدید سماجی تحقیق، بشریاتی مطالعات اور انسانی حقوق کی تحریکوں نے یہ واضح کیا ہے کہ انسانی شناخت اس سے کہیں زیادہ متنوع اور پیچیدہ ہے۔ اسی تنوع کو سمجھنے کے لیے ایل جی بی ٹی کیو آئی اے (LGBTQIA+) کی اصطلاح استعمال کی جاتی ہے۔

ایل جی بی ٹی کیو آئی اے+ دراصل انگریزی حروف کا ایک مخفف (Acronym) ہے جو مختلف جنسی رجحانات اور صنفی شناختوں کی نمائندگی کرتا ہے۔ یہ اصطلاح کسی ایک فرد، ایک نظریے یا ایک مخصوص سماجی گروہ تک محدود نہیں بلکہ ایسے تمام افراد کو شامل کرتی ہے جن کی صنفی شناخت، جنسی رجحان یا صنفی اظہار روایتی اکثریتی تصورات سے مختلف ہو سکتا ہے۔ اس اصطلاح کے ذریعے مختلف شناخت رکھنے والے افراد کو ایک جامع شناخت فراہم کی جاتی ہے تاکہ ان کے سماجی تجربات، مسائل، حقوق اور چیلنجز کو علمی، قانونی اور سماجی سطح پر بہتر انداز میں سمجھا جا سکے۔ سماجیات میں اس موضوع کی اہمیت اس لیے بھی بڑھ گئی ہے کہ جدید معاشروں میں انسانی حقوق، سماجی انصاف، مساوات اور وقارِ انسانی (Human Dignity) سے متعلق مباحث میں اس کا نمایاں مقام ہے۔ آج سماجیات، بشریات، نفسیات، قانون، سیاسیات اور صنفی مطالعات جیسے علوم میں ایل جی بی ٹی کیو آئی اے+ سے متعلق مختلف پہلوؤں پر تحقیق کی جا رہی ہے۔ ان مطالعات کا مقصد انسانی معاشرے میں موجود تنوع کو سمجھنا اور اس سے متعلق سماجی رویوں، اداروں اور ثقافتی تصورات کا تجزیہ کرنا ہے۔ مشہور فرانسیسی

مفکر میشیل فوکو (Michel Foucault) نے اپنی کتاب The History of Sexuality میں اس بات کی وضاحت کی کہ جنس اور جنسیت سے متعلق تصورات ہر دور میں یکساں نہیں رہے بلکہ مختلف تاریخی، سماجی اور ثقافتی عوامل کے زیرِ اثر ان میں تبدیلی آتی رہی ہے۔ان کے مطابق معاشرہ، ریاست، مذہب، تعلیم اور قانون جیسے سماجی ادارے اس بات پر اثر انداز ہوتے ہیں کہ کون سی شناخت یا رویہ عام یا غیر معمولی سمجھا جائے۔

اسی طرح امریکی فلسفی جوڈتھ بٹلر (Judith Butler) نے اپنی معروف تصنیف Gender Trouble میں یہ مؤقف پیش کیا کہ صنف صرف حیاتیاتی حقیقت نہیں بلکہ ایک سماجی اور ثقافتی عمل بھی ہے جو مختلف معاشرتی حالات میں مختلف انداز سے ظاہر ہوتا ہے۔ان کے نظریات نے جدید صنفی مطالعات اور کوئیر تھیوری (Queer Theory) کی تشکیل میں اہم کردار ادا کیا۔ہندوستانی تناظر میں بھی صنفی تنوع کوئی نیا مظہر نہیں ہے۔ برصغیر کی تاریخ، ادب، مذہبی روایات اور لوک ثقافت میں مختلف صنفی شناختوں کا ذکر ملتا ہے۔ ہجڑا برادری صدیوں سے ہندوستانی معاشرے کا حصہ رہی ہے اور مختلف سماجی و مذہبی تقریبات میں اس کی ایک مخصوص سماجی حیثیت تسلیم کی جاتی رہی ہے۔ معروف ماہرِ بشریات سرینا نندا (Serena Nanda) نے اپنی کتاب Neither Man nor Woman: The Hijras of India میں ہجڑا برادری کی سماجی، مذہبی اور ثقافتی زندگی کا تفصیلی مطالعہ پیش کیا ہے۔ان کی تحقیق جنوبی ایشیا میں صنفی تنوع کے مطالعے کے لیے ایک بنیادی ماخذ سمجھی جاتی ہے۔اسی طرح ہندوستانی سماجیات دان لیلا دوبے (Leela Dube) نے خاندان، رشتہ داری، صنفی تعلقات اور سماجی تشکیل کے حوالے سے اپنی تحقیقات میں واضح کیا کہ صنفی کردار فطری ہونے کے بجائے معاشرتی اور ثقافتی عوامل کے زیرِ اثر تشکیل پاتے ہیں۔ان کی تحقیقات سے یہ سمجھنے میں مدد ملتی ہے کہ مختلف معاشروں میں صنفی کردار وقت، مقام اور ثقافت کے مطابق تبدیل ہوتے رہتے ہیں۔

اس طرح کہا جاسکتا ہے کہ ایل جی بی ٹی کیو آئی اے+ کا مطالعہ صرف مختلف جنسی رجحانات یا صنفی شناختوں کے تعارف تک محدود نہیں بلکہ یہ انسانی معاشرے میں موجود تنوع، سماجی مساوات، انسانی حقوق، ثقافتی تبدیلی، سماجی انصاف اور شناخت سے متعلق وسیع تر مباحث کا بھی احاطہ کرتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ جدید سماجیات اور بشریات میں اس موضوع کو ایک اہم علمی میدان کی حیثیت حاصل ہو چکی ہے۔

16.2.1 ایل جی بی ٹی کیو آئی اے+ کی اصطلاح اور اس کے اجزا

(The Term LGBTQIA + and its Components)

ایل جی بی ٹی کیو آئی اے (LGBTQIA+) ایک جامع اصطلاح ہے جو ایسے افراد کی مختلف جنسی رجحانات، صنفی شناختوں اور حیاتیاتی خصوصیات کی نمائندگی کرتی ہے جو روایتی سماجی تصورات سے مختلف ہو سکتی ہیں۔ یہ اصطلاح کسی ایک شناخت یا گروہ تک محدود نہیں بلکہ انسانی تنوع کی مختلف صورتوں کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہے۔ جدید سماجیات، بشریات، نفسیات اور صنفی مطالعات میں اس اصطلاح کو انسانی شناخت، سماجی شمولیت، مساوات اور انسانی حقوق سے متعلق مباحث میں اہم مقام حاصل ہے۔وقت کے ساتھ اس اصطلاح میں نئے حروف اور علامت (+) کا اضافہ کیا گیا تاکہ ان تمام شناختوں کو بھی شامل کیا جاسکے جو پہلے سے موجود زمروں میں پوری طرح شامل نہیں

ہوتیں۔اس طرح ایل جی بی ٹی کیو آئی اے+انسانی شناخت کے تنوع اور اس کی جامع نمائندگی کی علامت بن چکی ہے۔

ایل جی بی ٹی کیو آئی اے+ کے اجزا

1۔ **ہم جنس پسند خواتین(Lesbian)**:ایسی خواتین جو جذباتی، رومانوی یا جنسی طور پر دوسری خواتین کی طرف کشش محسوس کرتی ہیں۔

2۔ **ہم جنس پسند مرد (Gay)**: ایسے مرد جو جذباتی یا جنسی طور پر دوسرے مردوں کی طرف مائل ہوتے ہیں۔ بعض اوقات یہ اصطلاح وسیع معنوں میں بھی استعمال ہوتی ہے تاہم علمی تحریروں میں عموماً مردوں کے لیے مخصوص سمجھی جاتی ہے۔

3۔ **دو جنسی رجحان رکھنے والے افراد (Bisexual)**: ایسے افراد جو ایک سے زیادہ جنس کے افراد کی طرف جذباتی یا جنسی کشش محسوس کر سکتے ہیں۔

4۔ **ٹرانس جینڈر افراد (Transgender)**: وہ افراد جن کی صنفی شناخت پیدائش کے وقت متعین کی گئی جنس سے مختلف ہوتی ہے۔ برصغیر میں ہجڑا یا کنر برادری کو اس تنوع کی ایک معروف مثال کے طور پر دیکھا جاتا ہے اگرچہ تمام ہجڑے لازماً ٹرانس جینڈر نہیں ہوتے اور نہ ہی تمام ٹرانس جینڈر افراد ہجڑا برادری سے تعلق رکھتے ہیں۔

5۔ **کوئیر یا شناخت کی تلاش میں افراد (Queer/Questioning)**: اس سے مراد وہ افراد ہیں جو اپنی صنفی شناخت یا جنسی رجحان کو روایتی زمروں تک محدود نہیں سمجھتے یا اپنی شناخت کے بارے میں غور و فکر کے مرحلے میں ہوتے ہیں۔

6۔ **انٹر سیکس افراد (Intersex)**: ایسے افراد جن کی بعض حیاتیاتی خصوصیات، مثلاً تولیدی اعضا، کروموسوم یا ہارمونز، روایتی مرد یا عورت کی جسمانی خصوصیات سے مختلف ہوتی ہیں۔

7۔ **غیر جنسی رجحان رکھنے والے افراد (Asexual)**: ایسے افراد جو دوسروں کی طرف جنسی کشش بہت کم یا بالکل محسوس نہیں کرتے، اگرچہ وہ جذباتی اور سماجی تعلقات قائم کر سکتے ہیں۔

8۔ **دیگر شناختیں (Plus)**: علامت (+) ان تمام جنسی اور صنفی شناختوں کی نمائندگی کرتی ہے جو مذکورہ زمروں میں شامل نہیں لیکن انسانی تنوع کا حصہ ہیں۔

سماجیاتی تناظر

سماجیات میں جنس اور صنف کو صرف حیاتیاتی حقیقت نہیں سمجھا جاتا بلکہ انہیں سماجی اور ثقافتی تشکیل بھی تصور کیا جاتا ہے۔ برطانوی سماجیات دان این اوکلے (Ann Oakley) نے جنس (Sex) اور صنف (Gender) کے درمیان فرق واضح کرتے ہوئے بتایا کہ جنس حیاتیاتی بنیاد رکھتی ہے جبکہ صنف معاشرتی اقدار، ثقافتی روایات اور سماجی تربیت کے ذریعے تشکیل پاتی ہے۔اسی طرح امریکی سماجیات دان ایرونگ گوفمین (Erving Goffman) نے اپنی کتاب Stigma میں واضح کیا کہ بعض سماجی گروہوں کو ان کی شناخت کی بنیاد پر امتیازی سلوک، تعصب اور سماجی بے دخلی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ان کا نظریۂ سماجی داغ (Stigma) ایل جی بی ٹی کیو آئی اے+ برادری کے سماجی تجربات کو سمجھنے میں نہایت اہمیت رکھتا ہے۔

ہندوستانی تناظر

ہندوستان میں صنفی تنوع کی مختلف صورتیں صدیوں سے موجود رہی ہیں۔ ہجڑا برادری برصغیر کی سماجی اور ثقافتی تاریخ کا ایک نمایاں حصہ ہے اور مختلف مذہبی و سماجی تقریبات میں اس کا ایک مخصوص مقام رہا ہے۔ معروف ماہر بشریات سرینا نندا (Serena Nanda) نے اپنی کتاب Neither Man nor Woman: The Hijras of India میں ہجڑا برادری کی سماجی، مذہبی اور ثقافتی زندگی کا مفصل مطالعہ پیش کیا ہے جو اس موضوع پر ایک اہم علمی ماخذ سمجھا جاتا ہے۔ ہندوستانی سماجیات دان لیلا دوبے (Leela Dube) نے خاندان، رشتہ داری اور صنفی تعلقات پر اپنی تحقیقات میں یہ واضح کیا کہ صنفی کردار فطری نہیں بلکہ سماجی اور ثقافتی عمل کے ذریعے تشکیل پاتے ہیں۔ ان کے مطابق ہر معاشرہ اپنی اقدار اور روایات کے مطابق صنفی کردار متعین کرتا ہے جو وقت اور حالات کے ساتھ تبدیل بھی ہوتے رہتے ہیں۔ آج ہندوستان میں ایل جی بی ٹی کیو آئی اے+ سے متعلق مباحث صرف سماجی سطح تک محدود نہیں رہی بلکہ قانون، تعلیم، صحت، ذرائع ابلاغ اور انسانی حقوق کے میدانوں میں بھی ان پر سنجیدگی سے غور کیا جا رہا ہے۔ اس لیے سماجیات کے طالب علم کے لیے ضروری ہے کہ وہ اس موضوع کو سماجی تنوع، انسانی وقار، مساوات اور سماجی انصاف کے وسیع تناظر میں سمجھنے کی کوشش کرے۔

16.2.2 جنس، صنف، صنفی شناخت اور جنسی رجحان

(Sex, Gender Identity and Sexual Orientation)

ایل جی بی ٹی کیو آئی اے+ کے مطالعے میں جنس، صنف، صنفی شناخت اور جنسی رجحان بنیادی تصورات کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اگرچہ عام زندگی میں ان اصطلاحات کو اکثر ایک ہی مفہوم میں استعمال کیا جاتا ہے لیکن سماجیات اور صنفی مطالعات میں ان کے معانی ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ ان تصورات کی درست تفہیم کے بغیر نہ تو صنفی تنوع کو سمجھا جا سکتا ہے اور نہ ہی معاصر سماجی مباحث کا تجزیہ ممکن ہے۔ جنس سے مراد وہ حیاتیاتی خصوصیات ہیں جن کی بنیاد پر پیدائش کے وقت کسی فرد کو مرد یا عورت قرار دیا جاتا ہے جب کہ صنف (Gender) ان سماجی اور ثقافتی کرداروں، توقعات اور ذمہ داریوں کو ظاہر کرتی ہے جو معاشرہ مردوں اور عورتوں کے لیے متعین کرتا ہے۔ اس طرح جنس ایک حیاتیاتی تصور ہے جبکہ صنف بنیادی طور پر ایک سماجی اور ثقافتی تشکیل ہے۔ برطانوی سماجیات دان این اوکلے (Ann Oakley) نے اپنی کتاب Sex, Gender and Society میں پہلی مرتبہ ان دونوں تصورات کے درمیان واضح امتیاز قائم کیا اور بتایا کہ صنفی کردار فطری نہیں بلکہ سماجی تربیت اور ثقافتی روایات کے ذریعے تشکیل پاتے ہیں۔

اسی تصور کو فرانسیسی فلسفی اور نسائی مفکر سیمون دی بووار (Simone de Beauvoir) نے اپنی مشہور کتاب The Second Sex میں اس جملے کے ذریعے واضح کیا کہ عورت پیدا نہیں ہوتی بلکہ بنائی جاتی ہے۔ ان کے مطابق عورت اور مرد سے متعلق بہت سی سماجی توقعات اور کردار حیاتیاتی نہیں بلکہ معاشرتی عمل کا نتیجہ ہوتے ہیں۔ بعد ازاں امریکی فلسفی جوڈتھ بٹلر (Judith Butler) نے اپنی کتاب Gender Trouble میں یہ مؤقف پیش کیا کہ صنف ایک جامد حقیقت نہیں بلکہ ایک ایسا سماجی عمل ہے جو روزمرہ زندگی میں مسلسل تشکیل پاتا اور ظاہر ہوتا رہتا ہے۔ ان کے خیالات نے جدید صنفی مطالعات اور کوئیر تھیوری کی تشکیل میں اہم

کردار ادا کیا۔

صنفی شناخت (Gender Identity) سے مراد کسی فرد کا اپنے بارے میں یہ احساس ہے کہ وہ خود کو کس صنف سے وابستہ سمجھتا ہے جبکہ جنسی رجحان (Sexual Orientation) سے مراد کسی فرد کی جذباتی، رومانوی یا جنسی کشش کا رخ ہے۔ یہ دونوں تصورات ایک دوسرے سے مختلف ہیں جو کسی فرد کی صنفی شناخت سے اس کے جنسی رجحان کا لازمی طور پر تعین نہیں کیا جا سکتا۔ جدید سماجیات میں یہ امتیاز نہایت اہم سمجھا جاتا ہے کیونکہ یہ انسانی شناخت کے مختلف پہلوؤں کو بہتر طور پر سمجھنے میں مدد دیتا ہے۔ سماجیاتی نقطۂ نظر سے دیکھا جائے تو جنس اور صنف کے تصورات صرف حیاتیاتی عوامل سے متعین نہیں ہوتے بلکہ سماجی ادارے، ثقافتی اقدار، مذہبی روایات، تعلیم، خاندان اور ذرائع ابلاغ بھی ان کی تشکیل میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ فرانسیسی مفکر میشیل فوکو (Michel Foucault) نے اپنی کتاب The History of Sexuality میں یہ استدلال پیش کیا کہ جنس اور جنسیت سے متعلق تصورات ہر دور اور ہر معاشرے میں یکساں نہیں رہے بلکہ تاریخی اور سماجی حالات کے ساتھ تبدیل ہوتے رہے ہیں۔ اسی طرح ایروِنگ گوفمین (Erving Goffman) نے اپنی کتاب Stigma میں واضح کیا کہ بعض سماجی شناختوں کی بنیاد پر افراد کو تعصب، امتیازی سلوک اور سماجی بے دخلی کا سامنا کرنا پڑتا ہے جس کے اثرات ان کی سماجی حیثیت اور روزمرہ زندگی پر نمایاں ہوتے ہیں۔

ہندوستانی تناظر میں بھی جنس اور صنف سے متعلق تصورات صرف حیاتیاتی بنیادوں پر قائم نہیں رہے بلکہ ان پر مذہبی، ثقافتی، تاریخی اور سماجی عوامل کا گہرا اثر رہا ہے۔ ہندوستانی سماجیات دان لیلا دوبے (Leela Dube) نے خاندان، رشتہ داری اور صنفی تعلقات پر اپنی تحقیقات میں واضح کیا کہ صنفی کردار مختلف معاشرتی اور ثقافتی حالات کے تحت تشکیل پاتے ہیں اور وقت کے ساتھ ان میں تبدیلی آتی رہتی ہے۔ اسی طرح ماہرِ بشریات سرینا نندا (Serena Nanda) نے ہجڑا برادری پر اپنی تحقیق کے ذریعے یہ دکھایا کہ برصغیر میں صنفی تنوع کی مختلف صورتیں صدیوں سے موجود رہی ہیں جنہیں صرف حیاتیاتی نقطۂ نظر سے نہیں بلکہ سماجی اور ثقافتی تناظر میں بھی سمجھنا ضروری ہے۔ اس طرح جنس، صنف، صنفی شناخت اور جنسی رجحان ایک دوسرے سے متعلق الگ الگ تصورات ہیں۔ ان کی درست تفہیم نہ صرف ایل جی بی ٹی کیو آئی اے+ کے مطالعے کے لیے ضروری ہے بلکہ معاصر سماج میں شناخت، مساوات، سماجی شمولیت اور انسانی حقوق سے متعلق مباحث کو سمجھنے کے لیے بھی بنیادی اہمیت رکھتی ہے۔

16.3 ایل جی بی ٹی کیو آئی اے کے تناظرات کا تاریخی پس منظر

(Historical Background of LGBTQIA Contexts)

ایل جی بی ٹی کیو آئی اے+ سے متعلق تصورات اور شناختیں جدید دور کی پیداوار نہیں ہیں بلکہ انسانی تاریخ کے مختلف ادوار میں ان کے آثار ملتے ہیں۔ اگرچہ مختلف معاشروں میں ان شناختوں کے بارے میں رویے، قبولیت اور سماجی حیثیت مختلف رہی ہے، تاہم یہ حقیقت ہے کہ صنفی اور جنسی تنوع ہمیشہ انسانی معاشروں کا حصہ رہا ہے۔ سماجیات اور بشریات کے ماہرین اس موضوع کا مطالعہ تاریخی، سماجی اور ثقافتی تناظر میں کرتے ہیں تاکہ یہ سمجھا جا سکے کہ مختلف معاشروں میں ان شناختوں کو کس طرح دیکھا اور سمجھا گیا۔ قدیم تہذیبوں، مذہبی روایات اور

اساطیری داستانوں میں بھی صنفی تنوع کے مختلف مظاہر کا ذکر ملتا ہے۔ ہندوستانی تہذیب میں ہندو مذہبی متون، رزمیہ داستانوں اور لوک روایات میں ایسی متعدد مثالیں موجود ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ جنس اور صنفی شناخت کے بارے میں تصورات ہمیشہ یکساں نہیں رہے۔ مہابھارت میں شکھنڈی اور ارجن کا برہنّلا کے روپ میں کردار، نیز اردھناریشور کا تصور، اس تنوع کی نمائندگی کرنے والی مثالوں میں شمار کیے جاتے ہیں۔ تاہم ان مثالوں کو جدید ایل جی بی ٹی کیو آئی اے+شناختوں کے مساوی قرار دینا درست نہیں بلکہ یہ صرف اس بات کی نشاندہی کرتی ہیں کہ ہندوستانی روایت میں صنفی تنوع سے متعلق مختلف تصورات موجود رہے ہیں۔

قرونِ وسطیٰ میں مختلف مذہبی، سماجی اور سیاسی عوامل نے جنس اور صنفی شناخت سے متعلق رویوں کو متاثر کیا۔ اس دور میں ہجڑا برادری کو بعض شاہی درباروں اور انتظامی نظام میں مخصوص ذمہ داریاں بھی سونپی جاتی تھیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی سماجی حیثیت ہر دور میں یکساں نہیں رہی۔ نوآبادیاتی دور میں برطانوی حکومت نے ہندوستان میں ایسے قوانین نافذ کیے جنہوں نے صنفی اور جنسی تنوع سے متعلق رویوں پر گہرا اثر ڈالا۔ 1860ء میں تعزیراتِ ہند (Indian Penal Code) کی دفعہ 377 نافذ کی گئی جس کے تحت بعض ہم جنس جنسی تعلقات کو جرم قرار دیا گیا۔ اس قانون نے طویل عرصے تک سماجی رویوں اور قانونی پالیسیوں کو متاثر کیا اور اس موضوع پر کھلے مباحث کی راہ میں رکاوٹ پیدا کی۔

آزادی کے بعد ہندوستان میں آئینی مساوات، بنیادی حقوق اور انسانی وقار کے اصولوں کی بنیاد پر اس موضوع پر نئی بحثیں شروع ہوئیں۔ خصوصاً اکیسویں صدی میں سماجی تنظیموں، انسانی حقوق کی تحریکوں، جامعات اور ذرائع ابلاغ نے صنفی اور جنسی تنوع سے متعلق آگاہی پیدا کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ 2014ء میں سپریم کورٹ نے نیشنل لیگل سروسز اتھارٹی (NALSA) بنام یونین آف انڈیا مقدمے میں ٹرانس جینڈر افراد کو تیسری جنس کی قانونی شناخت دی جبکہ 2018ء میں نوجتی سنگھ جوہر بنام یونین آف انڈیا (Navtej Singh Johar v. Union of India) مقدمے میں بالغ افراد کے باہمی رضامندی پر مبنی ہم جنس تعلقات کو جرم کے دائرے سے خارج کر دیا۔ ان فیصلوں نے ہندوستان میں صنفی اور جنسی شناخت سے متعلق قانونی اور سماجی مباحث کو نئی سمت دی۔ اس تاریخی جائزے سے واضح ہوتا ہے کہ ایل جی بی ٹی کیو آئی اے+تناظرات کسی ایک دور یا ایک معاشرے کی پیداوار نہیں بلکہ یہ مختلف تاریخی، سماجی، ثقافتی اور قانونی عوامل کے نتیجے میں ارتقاپذیر ہوئے ہیں۔ اسی لیے سماجیات میں اس موضوع کا مطالعہ سماجی تبدیلی، ثقافتی تنوع، شناخت کی تشکیل اور انسانی حقوق کے وسیع تناظر میں کیا جاتا ہے۔

16.4 ایل جی بی ٹی کیو آئی اے کے تناظر میں شادی اور خاندان

(Marriage and Family in the Context of LGBTQIA)

شادی اور خاندان ہر معاشرے کے بنیادی سماجی ادارے ہیں جو سماجی تنظیم، نئی نسل کی سماجی تربیت، معاشرتی اقدار کی منتقلی اور سماجی استحکام میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ سماجیات میں ان اداروں کا مطالعہ اس لیے اہم سمجھا جاتا ہے کہ یہ فرد اور معاشرے کے درمیان تعلق کو منظم کرتے ہیں۔ مختلف معاشروں میں شادی اور خاندان کی ساخت، افعال اور سماجی اہمیت ثقافتی، مذہبی اور تاریخی حالات کے مطابق مختلف ہو

سکتی ہے۔

فعلیاتی مکتبِ فکر (Functional School) کے نمایاں سماجیات دان جارج پیٹر مرڈاک (George Peter Murdock)اور ٹالکٹ پارسنز (Talcott Parsons) کے مطابق خاندان ایک عالمگیر سماجی ادارہ ہے جو تولید، بچوں کی پرورش، سماجی تربیت، معاشی تعاون اور جذباتی تحفظ جیسے اہم افعال انجام دیتا ہے۔ان کے نزدیک خاندان معاشرتی استحکام اور سماجی نظم کے لیے بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔جدید دور میں شہری زندگی، تعلیم، عالمگیریت، خواتین کی بڑھتی ہوئی معاشی شرکت اور انسانی حقوق سے متعلق مباحث نے شادی اور خاندان کے روایتی تصورات پر نئی بحثوں کو جنم دیا ہے۔ایل جی بی ٹی کیو آئی اے+ تناظرات میں اس بات پر زور دیا جاتا ہے کہ خاندان کو صرف روایتی خاندانی ڈھانچے تک محدود نہ سمجھا جائے بلکہ بدلتے ہوئے سماجی حالات کے تناظر میں خاندانی تعلقات کی مختلف صورتوں کا بھی مطالعہ کیا جائے۔اسی تناظر میں منتخب خاندان (Chosen Family) کا تصور سامنے آیا جس سے مراد ایسے افراد کا گروہ ہے جو باہمی اعتماد، جذباتی وابستگی اور تعاون کی بنیاد پر ایک دوسرے کا سہارا بنتے ہیں۔

ہندوستانی سماجیات دان لیلا دوبے (Leela Dube) نے خاندان، رشتہ داری اور صنفی تعلقات پر اپنی تحقیقات میں واضح کیا کہ خاندانی نظام اور صنفی کردار مختلف سماجی اور ثقافتی عوامل کے زیرِ اثر تشکیل پاتے ہیں۔اسی طرح پٹریشیا اوبیروئے (Patricia Uberoi)نے ہندوستانی خاندان میں جدید سماجی تبدیلیوں کا تجزیہ کرتے ہوئے یہ بتایا کہ تعلیم، شہری کاری، معاشی تبدیلی اور ابلاغ کے ذرائع نے شادی اور خاندان کے تصورات کو متاثر کیا ہے۔ہندوستانی معاشرے میں شادی کو نہ صرف ایک سماجی بلکہ مذہبی اور قانونی ادارہ بھی سمجھا جاتا ہے۔اسی وجہ سے ایل جی بی ٹی کیو آئی اے+ سے متعلق شادی اور خاندان کے موضوع پر مختلف سماجی، قانونی، مذہبی اور ثقافتی آرا پائی جاتی ہیں۔ سماجیات میں ان تمام نقطۂ ہائے نظر کا مطالعہ معروضی انداز میں کیا جاتا ہے تاکہ بدلتے ہوئے معاشرتی حالات، خاندانی ادارے اور انسانی حقوق سے متعلق مباحث کو بہتر طور پر سمجھا جا سکے۔اس طرح ایل جی بی ٹی کیو آئی اے+ کے تناظر میں شادی اور خاندان کا مطالعہ سماجی اداروں میں ہونے والی تبدیلیوں، خاندانی تعلقات کی نئی صورتوں اور معاصر معاشروں میں شناخت، مساوات اور سماجی شمولیت سے متعلق مباحث کو سمجھنے میں مدد فراہم کرتا ہے۔

16.5 ہندوستان میں ایل جی بی ٹی کیو آئی اے کے حقوق کی تحریک

(LGBTQIA Rights Movement in India)

ہندوستان میں ایل جی بی ٹی کیو آئی اے+ حقوق کی تحریک انسانی حقوق، آئینی مساوات اور سماجی انصاف سے متعلق وسیع تر تحریکوں کا ایک اہم حصہ رہی ہے۔ طویل عرصے تک جنسی اور صنفی تنوع سے وابستہ افراد کو سماجی تعصب، امتیازی سلوک اور قانونی رکاوٹوں کا سامنا کرنا پڑا جس کی وجہ سے ان کے حقوق اور شناخت سے متعلق مسائل قومی سطح پر زیرِ بحث آئے۔1990ء کی دہائی کے بعد سماجی تنظیموں، انسانی حقوق کے کارکنوں، ماہرینِ قانون، جامعات اور ذرائع ابلاغ نے اس موضوع پر عوامی شعور بیدار کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔اس عرصے میں صحت، تعلیم، روزگار، سماجی تحفظ اور انسانی وقار سے متعلق مسائل پر بھی توجہ دی گئی جس کے نتیجے میں صنفی اور جنسی تنوع سے وابستہ افراد کے

حقوق کے بارے میں وسیع پیمانے پر مباحث کا آغاز ہوا۔

قانونی سطح پر اس تحریک کو اہم کامیابیاں حاصل ہوئیں۔ 2014ء میں سپریم کورٹ نے نیشنل لیگل سروسز اتھارٹی (NALSA) بنام یونین آف انڈیا مقدمے میں ٹرانس جینڈر افراد کو تیسری جنس کے طور پر قانونی شناخت فراہم کی اور ان کے مساوی حقوق پر زور دیا۔ اس کے بعد 2018ء میں نوجتی سنگھ جوہر بنام یونین آف انڈیا (Navtej Singh Johar v. Union of India) مقدمے میں عدالت نے بالغ افراد کے باہمی رضامندی پر مبنی ہم جنس تعلقات کو تعزیراتِ ہند کی دفعہ 377 کے دائرۂ جرم سے خارج کر دیا۔ یہ فیصلے ہندوستان میں انسانی حقوق اور آئینی مساوات کے حوالے سے اہم سنگِ میل تصور کیے جاتے ہیں۔ بعد ازاں ٹرانس جینڈر پرسنز (تحفظِ حقوق) ایکٹ 2019ء نافذ کیا گیا جس کا مقصد ٹرانس جینڈر افراد کے خلاف امتیازی سلوک کی ممانعت، ان کے حقوق کا تحفظ اور سماجی شمولیت کو فروغ دینا ہے۔ اس قانون کے نفاذ کے باوجود اس کے بعض پہلوؤں پر سماجی کارکنوں اور ماہرینِ قانون کی جانب سے مختلف آرا بھی پیش کی گئی ہیں۔

سماجیاتی نقطۂ نظر سے یہ تحریک صرف قانونی حقوق تک محدود نہیں بلکہ سماجی قبولیت، مساوی مواقع، وقارِ انسانی اور سماجی شمولیت سے بھی تعلق رکھتی ہے۔ اسی لیے سماجیات میں اس تحریک کا مطالعہ سماجی تبدیلی، شناخت، انسانی حقوق اور شہری مساوات کے تناظر میں کیا جاتا ہے۔ ہندوستان میں اس موضوع پر آج بھی مختلف سماجی، مذہبی، ثقافتی اور قانونی نقطۂ نظر موجود ہیں جن کا مطالعہ معروضی اور تنقیدی انداز میں کیا جاتا ہے۔

16.6 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

اس اکائی کے مطالعے کے بعد طلبہ ایل جی بی ٹی کیو آئی اے+ کے تصور اور اس سے متعلق بنیادی اصطلاحات کو سمجھنے کے قابل ہوں گے، نیز جنس، صنف، صنفی شناخت اور جنسی رجحان کے درمیان فرق کی وضاحت کر سکیں گے۔ وہ ایل جی بی ٹی کیو آئی اے+ تناظرات کے تاریخی ارتقا، شادی اور خاندان سے متعلق معاصر مباحث اور ہندوستان میں اس سے وابستہ سماجی، قانونی اور آئینی پیش رفت کا تجزیہ کر سکیں گے۔ مزید برآں، طلبہ سماجیاتی، بشریاتی اور نسائی تناظرات کی روشنی میں اس موضوع کا معروضی مطالعہ کرتے ہوئے انسانی حقوق، سماجی انصاف، مساوات، سماجی شمولیت اور انسانی وقار کے فروغ میں اس کی اہمیت کو سمجھ سکیں گے۔

16.7 کلیدی الفاظ (Key Words)

- **جنس** : پیدائش کے وقت انسانی جسم کی طبیعی اور حیاتیاتی خصوصیات کی بنیاد پر مرد یا عورت کا تعین۔
- **صنف** : معاشرے اور ثقافت کی طرف سے مردوں اور عورتوں کے لیے طے کردہ سماجی کردار، توقعات اور ذمہ داریاں۔
- **صنفی شناخت** : کسی فرد کا اپنا ذاتی اور باطنی احساس کہ وہ خود کو کس صنف (مرد، عورت یا دیگر) سے وابستہ سمجھتا ہے۔
- **جنسی رجحان** : کسی فرد کی کسی دوسرے فرد کی طرف جذباتی، رومانوی یا جنسی کشش کا رخ۔

16.8 نمونہ امتحانی سوالات(Model Examination Questions)

معروضی جوابات کے حامل سوالات(Objective Answer Type Questions)

1۔ جنسی اور صنفی شناخت کی بحثیں کن حالات میں رونما ہوئی؟

(a) مذہب کے انکار کے بعد
(b) مذہب کی قبولیت کے بعد
(c) سائنس پرستی کی قبولیت کے بعد
(d) مابعد جدیدیت کے بعد

2۔ نظریہ کوئر جنسی اور صنفی شناخت کے حوالے سے انسانی تاریخ کے بارے میں کیا رائے قائم کرتا ہے؟

(a) فطری طور پر انسانی معاشرہ کسی حدود کا پابند نہیں۔
(b) جنسی اور صنفی اصول تاریخ کے ایک خاص دور میں ترتیب دیے گئے۔
(c) قائم شدہ اصول خاص جنسی اور صنفی شناخت کی حمایت کرتے ہیں۔
(d) ان میں سے سبھی

3۔ کونسا بنیادی تصور انسانی شناخت، رشتوں اور معاشرے کے بارے میں کویر تھیوری کو تقویت دیتا ہے؟

(a) صنفی شناخت
(b) شناخت کی روانی
(c) جنسی شناخت
(d) بائنری سوچ

4۔ کون سا تصور اس بات پر زور دیتا ہے کہ صنف اور جنس معاشرتی اصولوں اور ثقافتی اثرات سے تشکیل پاتے ہیں؟

(a) ضروریت
(b) مقطعیت
(c) سماجی تعمیر
(d) حیاتیاتی عزم

5۔ ہم جنس پرستی تھیوری پہلے سے طے شدہ جنسی رجحان کے طور پر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔کے مفروضے کو چیلنج کرتی ہے۔

(a) فرد جنسی تعلق بنا سکتا ہے
(b) ایک فرد صرف متضاد جنس سے ہی جنسی تعلق قائم کر سکتا ہے
(c) انسان ہم جنسی تعلقات قائم کر سکتا ہے
(d) انسان جنسی خواہشات سے خالی ہوتا ہے

6۔ کون سا خاندانی نظام مرد اور عورت کے درمیان کردار کی تقسیم کرتا ہے۔

(a) بنیادی خاندان
(b) حیاتیاتی خاندان
(c) منتخب خاندان
(d) ان میں سے سبھی

7۔ کس ماہر عمرانیات نے بچوں کی بہبود اور نشوونما پر غیر روایتی خاندانی ڈھانچے کے ممکنہ منفی اثرات پر زور دیا؟

(a) مشیل فوکو (b) ایڈرین رچ

(c) مارک ریگنرس (d) آڈرے لارڈ

8۔ متنوع خاندانی ڈھانچے کے قانونی اور معاشی مضمرات کے بارے میں ناقدین کی طرف سے اٹھائی جانے والی بنیادی تشویش کیا ہے؟

(a) سماجی ہم آہنگی کا خاتمہ (b) بچوں کی نشوونما پر اثر

(c) صنفی کرداروں کا نقصان (d) جائیداد اور وراثت کی تقسیم کا معاملہ۔

9۔ کون سا تصور قائم شدہ معاشرتی اصولوں اور توقعات کو ختم کرنے پر مرکوز ہے؟

(a) ضروریت (b) ڈی کنسٹرکشن

(c) عمومیت (c) اوپر دیے گئے سبھی

10۔ درج ذیل میں شادی اور نئی خاندانی تعریفوں سے وابستہ مسئلہ نہیں ہے۔

(a) بچوں کی تربیت (b) صنفی کردار کی تقسیم

(c) اجتماعی اخلاقیات کا نظم (d) ان میں سے کوئی نہیں

مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)

1۔ ہم جنس پرستی سے کیا مراد ہے؟

2۔ صنفی شناخت کی تعریف کریں۔

3۔ صنفی اظہار سے کیا مراد ہے؟

4۔ جنسی رجحان کی وضاحت کریں۔

5۔ معاشرے میں جنسی و صنفی اقلیتوں کو درپیش دو اہم مسائل بیان کریں۔

طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)

1۔ جنسی رجحان، صنفی شناخت اور صنفی اظہار کے تصورات کی وضاحت کریں، نیز ان کے باہمی تعلق پر بحث کریں۔

2۔ معاشرے میں جنسی و صنفی اقلیتوں کو درپیش سماجی، ثقافتی اور قانونی مسائل کا تنقیدی جائزہ پیش کریں۔

3۔ معاشرتی شمولیت، مساوات اور انسانی حقوق کے فروغ میں جنسی و صنفی اقلیتوں کے حوالے سے آگاہی اور قبولیت کی اہمیت پر تفصیل سے روشنی ڈالیں۔

16.9 تجویز کردہ اکتسابی مواد (Suggested Learning Resources)

1۔ Ball, C. A. (2016). After Marriage Equality: The Future of LGBT Rights.

New York University Press, USA.

2- Bernstein, M., & Reimann, R. (Eds.). (2015). Queer Families, Queer Politics: Challenging Culture and the State. Columbia University Press.

3- Flores-Gonzalez, N. (2016). Resilience and Triumph: Immigrant Women Tell Their Stories. Rowman & Littlefield.

4- Gamson, J. (2015). Modern Families: Stories of Extraordinary Journeys to Kinship. New York University Press.

نمونہ امتحانی پرچہ

نشانات: 70 :Marks **Time 3: Hours**

حصہ اول

سوال:1

(i) درج ذیل میں سے کس نے قرابت داری نظام کے مطالعے کے لئے ملک کو مختلف تہذیبی حلقوں میں تقسیم کیا ہے؟

(a)اراواتی کارے (b)ایس۔ سی۔ دوبے

(c)ایم۔ این۔ سرنواس (d)ٹی۔ این۔ مدن

(ii) شمالی ہندوستان میں عام طور پر کس طرح کے نسبی گروہ پائے جاتے ہیں؟

(a)پدر نسبی گروہ (b)مادر نسبی گروہ

(c) دونوں (d)ان میں سے کوئی نہیں

(iii)درج ذیل میں سے کس ماہر انسانیات نے کشمیری سماج کا مطالعہ کیا ہے؟

(a)ٹی۔ این۔ مدن (c)ایس۔ سی۔ دوبے

(c)آندرے بیتے (d)ان میں سے کوئی نہیں

(iv)پدر سری سماج کی بنیادی خصوصیت کیا ہے؟

(a)مرد کا تسلط (b)خواتین کے ساتھ بھید بھاؤ

(c)دونوں (b)ان میں سے کوئی نہیں

(v) ماہرین سماجیات کے مطابق کاموں کی تقسیم کہ کون سے کام مردوں کے ہیں اور کون سے عورتوں کے، یہ کیسے طے ہوتے ہیں؟

(a)پیدائشی طے شدہ ہوتے ہیں (b)سماج طے کرتا ہے

(c)مذہب طے کرتا (d)ان میں سے کوئی نہیں

(vi)مرد اور عورت کے مابین فرق اور خصوصیات جنہیں حیاتیاتی(Biological) نہیں ہیں، بلکہ سماجی طور پر مان لی گئی ہیں انہیں کہتے ہیں؟

(a)صنف(Gender) (b)سیکس (Sex)

(c)دونوں (d)ان میں سے کوئی نہیں

(vii) وہ سماج جہاں عورتوں کے مقابلے میں مردوں کو فوقیت دی جاتی ہے اسے کیا کہتے ہیں؟

(a)پدر سری سماج (b)مادر سری سماج

(c)دونوں (d)ان میں سے کوئی نہیں

(viii)وہ سماج جس میں مردوں سے زیادہ عورتوں کو فوقیت دی جاتی ہے اسے کیا کہتے ہیں؟

(a)پدر سری سماج (b)مادر سری سماج

(c)مذہبی سماج (d)نسائی سماج

(ix)بیوی کو طمانچہ مارنا یا بال کھینچنا وغیرہ گھریلو تشدد کی کونسی قسم میں شمار ہو گا؟

(a)نفسیاتی تشدد (b)جسمانی تشدد

(c)جذباتی تشدد (d)ان میں سے کوئی نہیں

(x) فرد کا اپنے شریک حیات سے بدکلامی کرنا، اس کی تحقیر کرنا اور اسے گالی دینا گھریلو تشدد کی کون سی قسم ہے؟

(a)زبانی تشدد (b)جسمانی تشدد

(c)دونوں (d)ان میں سے کوئی نہیں

حصہ دوم

2. خاندان کے افراد اور سماج پر گھریلو تشدد کے کیا اثرات مرتب ہوتے ہیں؟ واضح کیجئے۔
3. پدر سری سماج کس طرح گھریلو تشدد کی وجہ ہے؟ بتایئے۔
4. پنچایت کے تصور پر بحث کرتے ہوئے زمانہ قدیم میں اس کی اہمیت کو بیان کیجیے۔
5. گھریلو تشدد کے نظریات کو بیان کیجئے۔
6. کثرتِ ازواج سے آپ کیا سمجھتے ہیں؟
7. ہندو میرج ایکٹ 1955 کے مقاصد کیا ہیں؟
8. مقدس شادی کیا ہے؟ قانون کا کیا کام ہے؟

حصہ سوم

9. دلہن کی رقم سے کیا مراد ہے؟
10. دلہن کی رقم اور جہیز میں کیا فرق ہے بیان کریں؟
11. طلاق ایک سماجی حقیقت ہے-وضاحت کیجئے۔
12. شادی اور نقل مکانی کے ساتھ منسلک منفی پہلو کیا ہے؟
13. شادی اور نقل مکانی کرنے والی خواتین کو درپیش چیلنجوں کو بیان کریں۔